بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْاِنْتِہَاءُ

فِیْ

اِثْبَاتِ کَوْنِ نَبِیِّنَا آخِرَ الْاَنْبِیَآءِ

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعلمین پبلی کیشنز گلی نمبر 7 بشیر کالونی سرگودھا

048-3215204 - 0301-6002250-0303-4367413

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضابطہ

نام کتاب : اَلِانۡتِہَاءُ فِیۡ اِثۡبَاتِ کَوۡنِ نَبِیِّنَا آخِرَ الۡاَنۡبِیَآءِ

مصنف : شیخ الحدیث والتفسیر
پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

کمپوزنگ : طارق سعید قادری - محمد کاشف سلیم قادری

صفحات : 216

بارِ اول 1434ھ : تعداد-1,100

ناشر : مکتبہ رحمۃ للعالمین مین روڈ بشیر کالونی سرگودھا

پرنٹر :

قیمت : .... روپے

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

Islam The World Religion

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

-- فہرستِ مضامین --

تقدیم ———————— ۵

پہلا باب : ختمِ نبوت ———————— ۸

ختمِ نبوت پر قرآنی آیات۔ختمِ نبوت پر متواتر احادیث۔ختمِ نبوت کا اعلان کتبِ سابقہ میں۔ختمِ نبوت کا انکار شان رسالت کا انکار ہے۔ختمِ نبوت پر تمام صحابہ کا اجماع۔صحابہ کے بعد پوری امت کا اجماع۔ بائیبل میں گواہی۔ختمِ نبوت پر عقلی دلائل۔ختم نبوت کا ثبوت مرزا کے اپنے بیانات سے۔قادیانی سوالوں کے جوابات۔ختمِ نبوت کے خلاف مرزا کی عجیب سازش۔

دوسرا باب : حیاتِ مسیح علیہ السلام ———————— ۸۹

حیاتِ مسیح پر قرآنی آیات۔حیاتِ مسیح پر متواتر احادیث۔دجال کے بارے میں احادیث۔دجال سے متعلق احادیث میں بیان ہونے والی شفاف باتیں۔حیاتِ مسیح پر احادیث میں استعمال ہونے والے مختلف الفاظ۔حیاتِ مسیح پر اجماع۔مرزا قادیانی کا اعتراف۔مرزا کے نزدیک سیدنا موسیٰ علیہ السلام آسمان پر جسم سمیت زندہ ہیں۔حضرت مسیح کے حلیہ کی بحث۔اصل اور نقل میں فرق واضح ہے۔قادیانی سوالوں کے جوابات۔مرزا کا خیانت بھرا استدلال۔نزولِ مسیح کی حکمت۔

Islam The World Religion

تیسرا باب : ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ ـــــــــــــ ۱۶۴

ظہورِ مہدی پر احادیث۔ کیا مرزا قادیانی ہی مسیح اور مہدی ہے۔
قادیانی سوالوں کے جوابات۔

چوتھا باب : مرزا کی سوانح حیات و کردار ـــــــــــــ ۱۷۲

مرزا کے مختلف دعوے۔ مرزا کے الہامات۔ مرزا کی گالیاں۔
مرزا کی تضاد بیانیاں۔ من گھڑت آیات اور احادیث۔ انبیاء
علیہم السلام کی توہین۔ قرآن شریف کی بے ادبی۔ انگریز کی
چاپلوسی۔ جہاد کا انکار۔

پانچواں باب : قادیانیت کی اصلاح کے لیے چند اصولی باتیں ـــــ ۱۸۴

ضبط الکلام فی ردِ الغلام۔ قادیانیت کا تاریخی پسِ منظر۔
قادیانیوں کی بنیادی اور اصولی ٹھوکریں۔

چھٹا باب : دینی غیرت کے تقاضے ـــــــــــــ ۲۰۲

قادیانی کیوں کافر ہیں۔ قادیانیت کے خلاف اہلِ اسلام کی
خدمات۔ مرزا قادیانی مت بنو۔ اہلِ اسلام سے التماس۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

تقدیم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيّيۡنَ وَ عَلٰى آلِهٖ الطَّيِّبِيۡنَ وَ اَصۡحَابِهِ الۡمَهۡدِيّيۡنَ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهِ الۡمُحَقِّقِيۡنَ وَ اَوۡلِيَآءِ مِلَّتِهِ الۡوَاصِلِيۡنَ وَ عَلَيۡنَا مَعَهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ، اَمَّا بَعۡدُ

مذاہب عالم کا وسیع مطالعہ اور ادیانِ باطلہ کی تردید علماءِ اسلام کے لیے فرض کفایہ ہے اور قادیانیت کی تردید پر خصوصی توجہ دینا اور پوری دنیا میں ان کے خلاف نمایاں ترین کردار ادا کرنا پاک و ہند کے مسلمانوں کی خصوصی ذمہ داری ہے اس لیے کہ قادیانیت یہیں کی پیداوار ہے ، ان کا اکثر اور بنیادی لٹریچر اردو میں ہی ہے اور یہاں کے لوگوں سے بڑھ کر اس فتنے کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

اسی لیے پوری دنیا کے علماء پر لازم ہے کہ اس مسئلہ میں پاک و ہند کے علماء اسلام سے معلومات حاصل کریں۔ ناقص اطلاعات کی فراہمی اور اس موضوع پر قلتِ مطالعہ و قلتِ معلومات کے ساتھ اگر کسی غیر ملکی شخصیت یا ادارے کو بے جا اعتدال کے سانپ نے ڈس لیا ہو تو ان کا کوئی نادانی کا فیصلہ یا فتویٰ قادیانیت سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ قادیانی ملحد پہلے ہی بظاہر قرآن و سنت کو استعمال کر کے جدال کرتے ہیں اور یہ دوسرا آستین کا سانپ جس نے اعلیٰ ظرفی کے بہانے کسی کافر کو بھی کافر نہ کہنے کا تہیّہ کر رکھا ہو علماءِ حق اور خدامِ دین و ملت کے لیے ایک نئی پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔

اس قسم کی زَلّت کا شکار ہونے والے لوگوں کا سختی سے نوٹس لینے کی ضرورت ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ایسے لوگ ہماری نظروں سے گر جائیں اور انکی اوقات ختم کر کے رکھ دی جائے۔ انتہا یہ ہے کہ اب تو یہود و نصاریٰ کو بھی ایک مشن کے تحت کفار میں

Islam The World Religion

شامل کرنے سے گریز کیا جا رہا ہے اور مغرب میں یہ تحریک چلائی جا رہی ہے، ہم نے اس پر تفصیل The Religious other نامی کتاب میں پڑھی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **تَكْذِيْبُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارىٰ وَ اَهْلِ الْمِلَلِ كُلِّهِمْ مِنَ الْمَجُوسِ وَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَ غَيْرِهِمْ ، فَتَكْفِيْرُهُمْ مَنْصُوصٌ عَلَيْهِ فِي الْكِتَابِ وَ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْاُمَّةِ ، وَ هُوَ اَصْلٌ وَمَا عَدَاهُ كَالْمُلْحِقِ بِهِ** یعنی یہود ونصاریٰ اور مجوس، بت پرست وغیرہ تمام ملتوں کی تکذیب ضروری ہے۔ان سب کی تکفیر، قرآن شریف میں منصوص ہے اور پوری امت کے درمیان متفقہ طور پر مسلّم ہے۔ یہ ہے کسی کو کافر سمجھنے کی بنیاد جبکہ انکے علاوہ کسی کی تکفیر کرنا اسی اصول اور قاعدے کے مطابق ہوگا (الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ ۱۴۹)۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ قادیانیت سمیت تمام ادیانِ باطلہ کی تردید کی طرف توجہ دیں، اس بارے میں ذمہ داری کا احساس ہونا ضروری ہے۔ دینی غیرت اور حمیّت ہمیں اس کام پر آمادہ کرے۔ ہم اس لیے ختم نبوت کانفرس نہ رکھیں کہ فلاں شخص یا طبقے نے ختم نبوت کانفرنس رکھی ہے اب تو میں بھی رکھوں گا۔ یہ سوچ نہایت خطرناک، اخلاص سے کھوکھلی اور محدود سوچ کی آئینہ دار ہے۔حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عُدُولُهُ ، يَنْفُونَ عَنْهُ تَحرِيفَ الغَالِينَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِينَ** یعنی اس علم کی ذمہ داری ہر بعد میں آنے والے زمانے کے بہترین لوگ اٹھائیں گے، وہ اس میں سے غالیوں کی تحریف، تخریب کاروں کی موڑ توڑ اور جاہلوں کی ہیرا پھیری کی نفی کر کے دکھا دیں گے (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۰/ ۲۰۹)۔ **اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ**

پھر اگر ہم ختم نبوت کانفرنس منعقد کریں تو لازم ہے کہ ختم نبوت کے موضوع پر

Islam: The World Religion

مہارت رکھنے والے علماء سے خطابات کروائیں اور وہاں غیر متعلقہ گفتگو اور صرف سیاسی اور تحریکی مقاصد کے حصول کی بجائے واقعی ختم نبوت کے موضوع کا حق ادا کریں۔ یاد رکھو! جب تک ہم اپنی اس روِش کی اصلاح نہیں کریں گے ہم قادیانیوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ الٹا قادیانیوں کو خوش کر کے رکھ دیں گے اور اس قسم کی بے فائدہ کانفرنسوں کا انعقاد جاری رہنے کے لیے قادیانی دعا گو رہیں گے۔

ہم بلاشبہ اہلِ سنت ہیں مگر غیر مسلموں کے مقابلے میں خود کو مسلمان کہنا چاہیے۔ ہم کسی سِکھ کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم سکھ ہو اور میں سنی ہوں۔ اسی طرح ختمِ نبوت کانفرنسوں میں علماءِ اہلِ سنت زندہ باد کا نعرہ بالکل بے موقع نعرہ ہے اور ایسے موقع پر یہ نعرہ لگانا دراصل قادیانیوں کو مسلمان کہنے کے مترادف ہے **فافهم و تدبر**۔

ہمارے بعض علماء ایسے بھی ہیں جن کا عمومی علم اور اخلاص مسلّم ہے مگر انہیں قادیانیت کے موضوع پر خصوصی مہارت حاصل نہیں ہے بلکہ قادیانیت کے موضوع پر ان کا ''تجربہ'' صفر ہے۔ ان علماء کو اگر معلوم ہو جائے کہ قادیانی ہماری کانفرنسوں میں ہمارے مسلمان نوجوانوں کو اپنی بغل میں لے کر تجربہ کرانے کے لیے چھپ کر بیٹھے ہوتے ہیں تو یقیناً ہمارے ان علماء کا اندازِ گفتگو بدل جائے گا۔

اللہ کریم جل شانہٗ ہمیں دین کی غیرت اور احساسِ ذمہ داری کی دولت سے سرفراز فرمائے اور علم کے ساتھ حکمت اور دماغ کے ساتھ عقل کے زیور سے آراستہ فرمائے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمَ

فقیر غلام رسول قاسمی

☆......☆

IslamTheWorldReligion

پہلا باب:

ختمِ نبوت

Islam The World Religion

ختمِ نبوت پر قرآنی آیات

حضور سید المرسلین ﷺ کا آخری نبی ہونا نہایت بے غبار اور واضح مسئلہ ہے جو قرآن وسنت سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک پوری امت اس پر متفق چلی آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱)۔ **مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا** یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہاں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے (احزاب: ۴۰)۔

تفسیر: حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا مُنہ بولا بیٹا سمجھ کر زید بن محمد کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے مُنہ بولا بیٹا بنانے سے منع فرما دیا۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس کی تصریح موجود ہے کہ **وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآئَکُمْ اَبْنَآئَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاھِکُمْ** یعنی اللہ نے تمہارے مُنہ بولے بیٹوں کو تمہارے فرزند نہیں بنایا، یہ صرف تمہارے مُنہ کی باتیں ہیں۔ **اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ** یعنی انہیں ان کے اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو (احزاب: ۴،۵)۔

جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تو اس مسئلے کی وضاحت کیلئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ حضرت زینب سے نکاح فرمائیں۔ اس نکاح کا ذکر **زَوَّجْنٰکَھَا** (احزاب: ۳۷) میں موجود ہے۔ جب آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت ختمِ نبوت نازل ہوئی۔

اس آیت کے چار حصّے ہیں۔ (۱)۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ بھی نہیں ہیں۔ (۲)۔ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں۔ (۳)۔ وہ آخری نبی ہیں۔ (۴)۔ اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

پہلے حصّے میں حضرت زید والے مسئلے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں اکثر ایسا ہوتا رہا ہے کہ باپ کے بعد اس کا بیٹا نبی ہُوا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے کسی بیٹے

Islam: The World Religion

کو جوانی تک نہیں پہنچایا تا کہ آپ ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے وہم کی بھی نفی ہو جائے اور مُنہ بولے بیٹے سے بھی اجرائے نبوت کی غلط فہمی جنم نہ لے سکے۔ حدیث شریف میں یہاں تک وضاحت موجود ہے کہ حضرت ابنِ ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَوْ قُضِیَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ عَاشَ اِبْنُهٗ وَلٰکِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ یعنی اگر محمدِ کریم ﷺ کے بعد نبی آنا ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری حدیث: ٦١٩٤)۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یُرِیْدُ لَوْ لَمْ اَخْتِمْ بِهِ النَّبِیّٖنَ لَجَعَلْتُ لَهٗ اِبْناً یَکُوْنُ بَعْدَهٗ نَبِیّاً یعنی اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ سمجھا رہا ہے کہ اگر میں اپنے اس نبی (ﷺ) کے ذریعے نبیوں کو ختم نہ کرتا تو اسے کوئی بیٹا ضرور دیتا جو اس کے بعد نبی بنتا (بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۰۷)۔

وَ رُوِیَ عَنْ عَطَا عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا حَکَمَ اَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ لَمْ یُعْطِهٖ وَلَداً ذَکَراً یَصِیْرُ رَجُلاً یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہ بھیجنے کا فیصلہ کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بیٹا نہیں دیا جو مرد کی عمر کو پہنچ سکے (بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۰۷)۔

لٰکِنْ کا لفظ سابقہ کلام سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کسی مرد کا باپ نہ ہونے سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ شاید آپ کسی کے روحانی باپ بھی نہیں ہیں۔ دوسرے حصّے میں لٰکِنْ کے ذریعے اس وہم کا ازالہ کر دیا گیا ہے اور رسول اللہ کہہ کر روحانی باپ ہونے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

آپ ﷺ کے بعد چونکہ کسی نبی نے نہیں آنا جو آ کر ان مسائل کی وضاحت کرے گا یا عملی نمونہ پیش کرے گا لہٰذا تیسرے حصّے میں خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے الفاظ فرما کر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تصریح کر دی گئی ہے۔ گویا آخری نبی ہونے کے ناطے آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ اُمت کی راہنمائی کے لیے زندگی کا کوئی گوشہ تشنۂ تعمیل نہ چھوڑا جائے اور ہر خدائی حکم پر عمل کر کے دکھا دیا جائے۔

چوتھے حصّے میں نکاح کے مذکورہ بالا مسئلے کی حکمت اور مصلحت کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا اللہ تعالیٰ باخبر ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے عملی نمونہ پیش کرنا ضروری تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آخری

IslamTheWorldReligion

نبی بنائے جانے کے لائق کون سی ہستی ہے۔تقریباً یہ ساری بحث تفسیر کبیر جلد۹ صفحہ۱۷ا پر بھی موجود ہےاور دوسرے بہت سے مفسرین نے بھی مختصراً یہی بات بیان فرمائی ہے۔

خاتَم (ت کے زبر کے ساتھ) اور خاتِم (ت کے زیر کے ساتھ) دونوں قرأتیں منقول ہیں (بغوی جلد۳ صفحہ۵۷۰)۔قاعدہ یہ ہے کہ مختلف قرأتوں کی صورت میں مفہوم ایک ہی رہنا چاہیے۔ خاتَم (ت کی زبر کے ساتھ) کے کئی لغوی معنی ہیں ۔مثلاً آخری، مُہر، انگوٹھی، گھوڑے کے پاؤں کی سفیدی وغیرہ۔ان میں سے ''آخری'' والا معنی خاتِم (ت کی زیر کے ساتھ) سے مطابقت رکھتا ہے۔ گویادوسری قرأت نے خاتم کا معنی باندھ کر دکھادیا اور فضول ہیرا پھیری کے تمام راستے بند کر دیے۔

ختمِ نبوت پر مزید قرآنی آیات

نبی کریم ﷺ کی رسالت پوری کائنات کیلئے ہے۔کوئی علاقہ اور کوئی قوم رحمۃ للعلمین ﷺ کی پہنچ سے باہر نہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔**قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا** کہ فرمادیں اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں (الاعراف:۱۵۸)۔

آپ ﷺ کی تعلیمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ علم و ہنر اور رشد و ہدایت کا کوئی گوشہ اس معلمِ کتاب وحکمت ﷺ کے فیض سے محروم نہیں۔ سیاست و معیشت، اخلاق و معاشرت، سائنس و طب، تعلیم و اصلاح وغیرہ کے تمام پہلوؤں میں آپ ﷺ نے مکمل راہنمائی فراہم کر دی ہے۔

آپ ﷺ کے تشریف لانے کے ساتھ ہی کاغذ کی ایجاد، ڈاک سسٹم کی ترویج اور آہستہ آہستہ مواصلاتی نظام کی بے پناہ ترقی سے پوری دُنیا باہم مربوط ہو چکی ہے۔جس سے ایک ہی پیغام کو عالمی سطح پر مشتہر کرنا بالکل آسان ہو چکا ہے۔عالمگیر نبوت کا پیغام عالمی سطح تک پھیلانے کا یہ خُدائی بندوبست ہے۔سائنس کی یہ ترقی ختمِ نبوت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھتی ہے۔پھر بھی جدید پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے قرآن وسُنّت کی روشنی میں اجتہاد و استنباط کا مکمل سسٹم جاری کر دیا گیا ہے۔اس منصوبے کی قیامت تک کے لیے حتمی حیثیت کے پیشِ نظر اللہ کریم نے اعلان فرمادیا **اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا** (المائدہ:۳) یعنی آج میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔

Islam The World Religion

گویا اجتہاد کا قیامت تک کیلئے جاری ہو جانا بھی ختمِ نبوت کی بڑی واضح دلیل ہے۔

اسکے علاوہ کفار کے خلاف حتمی کارروائی کے طور پر جہاد کا حکم بھی ختمِ نبوت سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔

جب منکرین زکوٰۃ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ ، اَیَنْقُصُ وَاَنَاحَیٌّ یعنی وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین مکمل ہو چکا ہے، کیا میرے جیتے جی دین میں نقص آسکتا ہے؟ (مشکوۃ:۶۰۳۴)۔

حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: هٰـذِهٖ اَكْبَرُ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ حَیْثُ اَكْمَلَ تَعَالٰی لَهُمْ دِیْنَهُمْ فَلَا یَحْتَاجُوْنَ اِلٰی دِیْنٍ غَیْرَهٗ وَلَا اِلٰی نَبِیٍّ غَیْرَ نَبِیِّهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِ وَلِهٰذَا جَعَلَهُ اللّٰهُ خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ وَبَعَثَهٗ اِلَی الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یعنی یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے اس امت کے لیے اس کے دین کو مکمل کر دیا، لہٰذا اب یہ لوگ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی کے محتاج نہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا (ابن کثیر جلد۲ صفحہ۱۹، ۲۰)۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے بعد کسی دوسری آسمانی تعلیم کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ اس کے بعد قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا: وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ یعنی متقی وہ ہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہونے والے اور آپ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں (البقرۃ:۴)۔

اس آیت میں آپ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی آسمانی وحی کا بھی ذکر ہے اور خود آپ ﷺ پر نازل ہونے والی آسمانی وحی کا بھی ذکر ہے۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد میں نازل ہونے والے آسمانی احکام کی بجائے فرمایا: وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ یعنی وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ پورا قرآن پڑھ کر دیکھ لیجیے آخرت اور یوم آخرت کے الفاظ قیامت کے معنی میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اب قیامت تک کے لیے نبوت اور وحیِ نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

ختم نبوت پر مندرجہ ذیل آیت کی دلالت بھی بڑی واضح ہے، فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا

Islam The World Religion

رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ یعنی ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے(الانبیاء:۱۰۷)۔

جب آپ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں تو پھر کسی جہان، کسی علاقے، کسی زبان اور کسی قوم کی طرف کسی بھی قسم کے نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی خواہ وہ صاحبِ کتاب ہو یا بغیر کتاب کے۔

مفسرین کرام جزاہم اللہ خیراً نے آیت ختم نبوت کی تفسیر میں اپنے ذاتی بیان کے علاوہ ان احادیث کو بھی کثرت سے بیان فرمایا ہے جن کا تعلق ختمِ نبوت سے ہے۔اب ہم بھی ان احادیث کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ختمِ نبوت پر متواتر احادیث

یہ گزارش اچھی طرح یاد رکھیے کہ قرآن کے معانی ومفاہیم نبی کریم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں ہی معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ ہر زبان میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہوا کرتے ہیں۔ عربی زبان میں یہ احتمال اور بھی زیادہ موجود ہے ۔خصوصاً قرآن میں تو زبردست احتمالات ہوا کرتے ہیں۔مثلاً:صلوٰۃ،زکوٰۃ،صوم اور حج وغیرہ کے لفظی معنی بالترتیب رحمت، پاکیزگی، رُکنا اور غلبہ ہیں۔اب یہ الفاظ بول کر اللہ تعالیٰ نے کیا کہنا چاہا ہے؟اس بات کا فیصلہ لُغت (Dictionary) نہیں دے سکتی۔ یہ فیصلہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے ہی ہوسکتا ہے۔اس لیے کہ آپ ﷺ اس کتاب کے مُعلّم ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (النحل:۴۴)یعنی ہم نے یہ قرآن آپ ﷺ پر اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو اس کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

یہ ایمان اور نصیب کا ایسا موڑ ہے کہ اگر سوچ کا سٹیئرنگ حدیث کو چھوڑ کر صرف لُغت کی طرف مڑ گیا تو وہ زمانہ در زمانہ اور علاقہ در علاقہ بدلتی رہنے والی لُغت کے سنگلاخ جنگلوں میں بھٹک گیا اور اگر کسی کی سوچ کا رُخ حدیثِ رسول ﷺ کی طرف ہو گیا تو اُسے ایک فیصلہ کن چیز (یعنی حکمت) ہاتھ آ گئی اور وہ قرآن کے حقیقی معنی اور منشائے خداوندی سے آگاہ ہو گیا۔اس اِنتباہ کے بعد مندرجہ ذیل احادیث کا مطالعہ کیجیے:

(۱) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا

Islam The World Religion

هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِی وَسَيَكُونُ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَا ذَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ فُوا بَيْعَةَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوا حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ

[مسلم حدیث :٤٧٧٣، بخاری حدیث:٣٤٥٥، ابن ماجة حدیث :٢٨٧١]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں سیاست کا کام انبیاء کرتے تھے۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا تھا، مگر اب میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: پہلے خلیفہ کی بیعت کو نبھانا، بس پہلے کی بیعت کو نبھانا۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہنا، اللہ ان سے انکی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

اس حدیث میں ختمِ نبوت کی وضاحت کئی طرح سے کر دی گئی ہے۔

اولاً بنی اسرائیل کے پے در پے آنے والے انبیاء علیہم السلام کی بجائے **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** کے الفاظ فرمائے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب کوئی نبی کتاب کے بغیر بھی نہیں آ سکتا اس لیے کہ بنی اسرائیل میں پے در پے آنے والے نبی کتاب کے بغیر ہی ہوتے تھے۔

ثانیاً **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** کے انہی الفاظ میں لائے نفی جنس کا ہے جس سے جنسِ نبوت کی نفی ہو رہی ہے۔ لا جب مفرد پر داخل ہو تو جنس کی نفی کرتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے لا الہ الا اللہ میں لائے نفی جنس کا ہے۔ جس طرح لا الہ کے ذریعے کسی تفریق اور تقسیم کے بغیر الوہیت کی نفی ہوتی ہے بالکل اسی طرح لا نبی کے ہوتے ہوئے کسی تفریق اور تقسیم کے بغیر ہر قسم کی نبوت کی نفی سمجھنا لازم ہے۔

خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

آیت خاتم النبیین کی روشنی میں کیا تم نہیں جانتے کہ رب رحیم شان والے نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء بغیر کسی استثناء کے رکھا ہے، اور ہمارے نبی نے **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** کے بیان سے اسکی تفسیر کر دی ہے جو طالب علموں کے لیے واضح بیان ہے؟ (حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۰۰)۔

دوسری جگہ لکھتا ہے: حدیث **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اسکی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ **وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ**

Islam The World Religion

النَّبِيّٖنَ سے بھی اس کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۷، ۲۱۸)۔

ثالثاً کثرت سے خلفاء کا ہونا بھی اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ خلفاء سے مراد انبیاء نہیں ہیں۔ ورنہ چودہ سو سال میں کثرت سے انبیاء آ چکے ہوتے۔

رابعاً ''پہلے خلیفہ کی بیعت نبھانے'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ایک ہی شخص کئی خلفاء کا زمانہ پائے گا۔ خلفاء کا یہ تسلسل بھی ختمِ نبوت میں کسی ظِلی اور بروزی رخنہ اندازی کی اجازت نہیں دیتا۔

خامساً ''تم اُن کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ اُن سے اُن کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا''۔ اِن الفاظ سے معلوم ہوا کہ ان خلفاء سے خطا کے سرزد ہونے کا امکان ہوگا اور وہ معصوم نہیں ہوں گے اور جو معصوم نہ ہو وہ نبی نہیں ہوتا۔

(۲) وَعَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتاً فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوضِعُ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهٖ وَيَتَعَجَّبُونَ لَهٗ وَ يَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ [مسلم حديث :٥٩٦١ ، بخاری حديث :٣٥٣٥]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی نے حسین وجمیل گھر بنایا، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ اب لوگ گھوم پھر کر مکان دیکھنے لگے اور اسکی خوبصورتی پر حیران ہونے لگے۔ مگر یہ بھی کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

یہ الفاظ بھی ہیں کہ: **فَجِئْتُ اَنَا فَاَتْمَمْتُ تِلْكَ اللَّبِنَة** یعنی میں آ گیا اور میں نے وہ اینٹ مکمل کر دی (المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۳۹)۔

یہ الفاظ بھی ہیں کہ: **فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ ، جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِيَآءَ** یعنی میں اس اینٹ کی جگہ پر ہوں، میں آ گیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا (المصنف لابن ابی شیبہ ۷/۴۴۰)۔

یہ حدیث متواتر ہے اور محدثین نے اسے باب خاتم النبیین قائم کر کے بیان فرمایا

Islam The World Religion

ہے۔اس حدیث میں محل کی آخری اینٹ کی مثال دینے کے بعد نبی کریم ﷺ نے خود کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔گویا قرآن میں جہاں آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے آپ ﷺ نے اس کی تفسیر محل کی آخری اینٹ کی مثال دے کر واضح کر دی ہے۔یہ مثال خاتم کا معنی آخری لینے کے علاوہ کسی طرف منہ ماری کی اجازت نہیں دیتی۔اب یہاں اگر مرزا کو الہام ہو جائے کہ یہ حدیث غلط ہے یا تفسیر غلط ہے یا اسے حدیث کا مذاق اڑانا سوجھے تو ہمارے پاس اس کا کیا علاج؟

اس حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے قادیانی کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو انبیاء کے اس محل میں ٹوٹ پھوٹ اور زلزلہ پیدا ہوگا۔اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا آخری نبی ہونا سمجھانے کے لیے محل کی مثال دی ہے جس کا یہ مطلب نہیں کہ واقعی انبیاء کو جوڑ کر معاذ اللہ کوئی محل تعمیر کیا گیا تھا۔چنانچہ اس حدیث کے اندر ہی مَثَلِي وَمَثَلَ الْاَنْبِيَآءِ کے الفاظ موجود ہیں۔واضح ہو گیا کہ قادیانیوں کے اس اعتراض میں بدتمیزی اور جہالت دونوں پائی جاتی ہیں۔قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ (التوبۃ:۶۵)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حدیث بیان کی کہ: عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو۔اس پر بلال بن عبداللہ نے کہا ہم تو ضرور روکیں گے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسی گالی دی جو انہوں نے کبھی کسی کو نہیں دی تھی اور فرمایا میں تمہیں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے، اور تم کہتے ہو ہم منع کریں گے فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبّاً سَيِّئاً مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ (مسلم حدیث:۹۸۹)۔

(۳) وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيْباً مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ،وَزَادَ التِّرْمَذِيُّ فِيْ رِوَايَتِهِ عَنْ ثَوبَانَ: وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ [مسلم حديث رقم: ۷۳٤۲ ، بخاری حديث رقم: ۳٦۰۹ ، ترمذی حديث رقم: ۲۲۱۸]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے فریبی پیدا نہ ہوں گے، ان میں سے ہر ایک

Islam The World Religion

رسالت کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں تیس جھوٹوں کا ذکر ہے اگر کوئی ایک بھی ان میں سچا ہوتا تو اس کا استثنٰی ضرور ہوتا۔ ثانیاً اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْن کے فوراً بعد لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا اور خاتم کا معنی واضح فرمادیا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے الفاظ اور ان کی وضاحت آپ پہلے پڑھ چکے ہیں مگر یہاں خَاتَمُ النَّبِیِّیْن کے ساتھ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا اتصال ایک نیا لطف دے رہا ہے۔

حبیب کریم ﷺ کے حجۃ الوداع کے بعد یمامہ میں مسیلمہ اور یمن میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر خلافتِ صدیقی کے دوران بنو اسد کے طلیحہ بن خویلد نے اور بنو تمیم کی ایک عورت سجاح نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسود عنسی کو حضور کریم ﷺ کے وصال سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔ مسیلمہ خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دوران قتل کیا گیا۔ طلیحہ نے انہی دنوں میں توبہ کر لی اور عہدِ فاروقی میں وفات پائی۔

ان سب کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اوائل میں مختار ثقفی نے محبت اہل بیت کا بہانہ بنایا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرنے کے لیے لوگوں کو دعوت دی۔ اس نے قاتلوں کو تلاش کیا اور کثیر التعداد لوگوں کو قتل کیا جو اس میں کسی نہ کسی طرح ملوث یا معاون تھے۔ لوگ اس کی محبتِ اہلِ بیت کی وجہ سے اس کے ساتھ محبت کرنے لگے۔ اس کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جبریل علیہ السلام کے نزول کا زعم کیا اور 60 ہجری کے چند سال بعد اسے قتل کر دیا گیا۔

انہی مدعیوں میں حارث کذاب بھی ہے جو عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانہ میں ظاہر ہوا اور اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر بنو عباس کی خلافت کے زمانہ میں مدعیوں کی ایک جماعت کھڑی ہوگئی۔ اسکے علاوہ کئی لوگوں نے مسیحیت کا دعویٰ بھی کیا جس کا نتیجہ پھر وہی نبوت کا دعویٰ تھا۔ شیطانی وسوسے اور الہام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ: میرے شیخ کو بھی کہ الہام ہوا تھا کہ تم مسیح ہو مگر انہوں نے اس الہام کو شریعت کی روشنی میں پرکھ لیا رضی اللہ عنہ۔

دعوائے مسیحیت کے نتیجے میں ایران میں بہاء اللہ اور ہندوستان میں مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا سلسلہ چل نکلا۔ ان دونوں کے ماننے والے اب تک موجود ہیں۔

Islam The World Religion

تیس کذابوں کا یہ مطلب نہیں کہ مطلقاً نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کی تعداد تیس ہوگی اسلیے کہ انکی تعداد کا تو حساب ہی نہیں، ایسے لوگ تو کئی دیہات اور چوک میں گزرے ہیں اور بعض نے جنون اور سوداء کی وجہ سے بھی ایسا دعویٰ کیا ہے۔ حتیٰ کہ خود مرزا کے پیروکاروں میں سے بھی کئی لوگ نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں مگر چل نہیں سکے۔ حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ تیس جھوٹے مدعی ہوں گے جو لوگوں کو بے وقوف بنانے میں اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ہم نے اس ساری بحث میں چند باتوں کا اضافہ کیا ہے باقی ساری بحث علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فتح الباری ۶/ ۶۹۷ پر بیان فرمائی ہے۔

(٤) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِی وَ لَا نَبِیَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَى النَّاسِ فقَالَ لٰكِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤيَا الْمُسْلِمِ وَهِیَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَآءِ النُّبُوَّةِ [ترمذی حدیث رقم: ٢٢٧٢، مسند احمد حدیث رقم: ١٣٨٣١]۔وَ فِی رِوَایَاتِ الْبُخَارِیِّ وَ مُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ وَاَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، وَعُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ وَاَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ : رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ [بخاری :٦٩٨٣،٦٩٨٧،٦٩٨٩،٦٩٩٠،مسلم :٥٩٠٦،٥٩٠٩]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ یہ بات صحابہ کرام پر گراں گزری۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مبشرات جاری رہیں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: مسلمان کے خواب، یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت انس، ابوسعید خدری، عبادۃ بن صامت اور ابوھریرۃ رضی اللہ عنھم سے مروی ہے کہ: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا مین سیا یک جزو ہے۔

اس حدیث میں رسالت اور نبوت کے دو جدا جدا لفظ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ تقریباً سوا لاکھ انبیاء علیہم السلام میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں (صحیح ابن حبان حدیث: ۳۶۱، مستدرک حاکم حدیث: ۴۲۱۸، مسند احمد حدیث: ۲۱۶۰۱)۔ جبکہ ان میں سے صرف سات رسولوں

پر کل ۱۰۴ اصحائف اور کتابیں آئی ہیں، سیدنا شیث پر ۵۰ صحیفے نازل ہوئے، سیدنا ادریس پر ۳۰ صحیفے نازل ہوئے، سیدنا ابراہیم پر ۱۰ صحیفے نازل ہوئے، سیدنا موسیٰ پر ۱۰ صحیفے اور گیارہوں تورات نازل ہوئی، سیدنا داؤد پر زبور نازل ہوئی، سیدنا عیسیٰ پر انجیل نازل ہوئی اور سید السادات سیدنا ومولٰینا محمد المصطفیٰ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہم وسلم جن پر قرآن مجید نازل ہوا (صحیح ابنِ حبان حدیث: ۳۶۱)۔

عام طور پر علماء اور صوفیاء کا مختار یہ ہے کہ نبی اسے کہتے ہیں جس پر وحی اور احکام آتے ہوں مگر وہ تبلیغ پر مامور نہ ہو، رسول اسے کہتے ہیں جو تبلیغ پر مامور ہو۔

واضح ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی کتابی نبی آنا ہے اور نہ کوئی بے کتاب۔ ثانیاً اس حدیث میں انقطاع کا لفظ آیا ہے جو قادیانیت کو للکارتا ہے اور خاتم کے معنی میں ان کی کسی ہیرا پھیری کو جگہ نہیں بنانے دیتا۔ ثالثاً سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں، گویا یہ ایک اعزاز ضرور ہے مگر سچا خواب دیکھنے والا زیادہ سے زیادہ مومن ہی رہتا ہے، نبی ہرگز نہیں بنتا۔ واضح رہے کہ سچے خواب کافروں کو بھی آجاتے ہیں، نیکوں اور بدوں کو بھی آجاتے ہیں، اور تقریباً ہر مسلمان سچے خواب دیکھتا ہے۔ اب اگر مرزا میں ہمت ہے تو ان سب کو نبی مان کر دکھائے۔

(۵) عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ ، قِیْلَ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُولَ اللہِ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) قَالَ الرُّؤْیَآءُ الصَّالِحَۃُ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۸۵۷)۔

ترجمہ: حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں سوائے مبشرات کے، پوچھا گیا یا رسول اللہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: سچے خواب۔

(۶) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَ مَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُولَ اللہِ ؟ قَالَ الرُّؤْیَاءُ الصَّالِحَۃُ (بخاری حدیث نمبر ۶۹۹۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت میں سے کچھ باقی نہیں بچا سوائے مبشرات کے، پوچھا گیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: سچے خواب۔

Islam The World Religion

اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں: نبوت میں سے کچھ نہیں بچا۔ اس سے فوراً پہلے والی حدیث کے الفاظ ہیں: میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔ الفاظ میں معمولی معمولی فرق اور اندازِ بیان میں تھوڑا تھوڑا امتیاز اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ منکرینِ ختمِ نبوت کی راہ میں قدم قدم پر رکاوٹ کھڑی کی جا رہی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءاً مِنَ النُّبُوَّةِ یعنی مومن کے خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہیں (بخاری حدیث: ۶۹۸۷، ۶۹۸۸، ۶۹۸۹، ۷۰۱۷، مسلم حدیث: ۵۹۰۶ تا ۵۹۱۸)۔

یہ اس اعتبار سے ہے کہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے پہلے چھ ماہ تک سچے خواب آتے رہے (بخاری: ۳، مسلم: ۴۰۳)، نبوت کا کل عرصہ ۲۳ سال ہے، اس طرح سچے خوابوں کا چھ ماہ کا عرصہ نبوت کے ۲۳ سال کا چھیالیسواں حصہ بنتا ہے۔

(۷) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ [مسلم حدیث : ۷٤٠٤، بخاری حدیث : ٦٥٠٤، ترمذی حدیث : ٢٢١٤]۔

ترجمہ: حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت ان دو (انگلیوں) کی طرح (جڑے ہوئے) ہیں۔

اس حدیث کا انداز بالکل جداگانہ اور نہایت خوبصورت ہے۔ مروج اور متعارف الفاظ سے ہٹ کر آقا کریم ﷺ نے مسئلہِ ختمِ نبوت کو واضح فرمایا ہے اور یہ حدیث وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ کی بہترین تفسیر ہے۔

(۸) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷛ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يُمْحىٰ بِيَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلىٰ عَقِبِي وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ بَعْدَهُ اَحَدٌ [مسلم حدیث :٦١٠٥، بخاری حدیث :٣٥٣٢، ٤٨٩٦، ترمذی حدیث : ٢٨٤٠]۔

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم ﷛ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں مٹانے والا ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں اٹھانے والا ہوں، لوگ میرے پیچھے پیچھے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

Islam The World Religion

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ عاقب وہ ہوتا ہے جسکے بعد ایک بھی نہ ہو۔

ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں: **اَنَا الْعَاقِبُ قَالَ لَهُ اِنْسَانٌ مَا الْعَاقِبُ قَالَ : لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ** (المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۲۱)۔

قادیانیوں کو خاتم کا لفظ دکھایا گیا تو انہوں نے ہیرا پھیری کر دی، **خَاتَمُ النَّبِيِّيْن** کا معنی **لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ** آپ پڑھ چکے ہیں۔ نبوت منقطع ہوگئی یہ حدیث بھی آپ پڑھ چکے، اب **اَنَا الْعَاقِبُ** کے الفاظ آ گئے۔ عقب آخری حصے کو کہتے ہیں اور عاقب کی تفسیر میں حدیث کے اگلے الفاظ **لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ** اور اسکے علاوہ **لَيْسَ بَعْدَهُ اَحَدٌ** موجود ہیں۔ محبوب کریم ﷺ نے اپنی امت کا ایمان بچانے کے لیے وضاحت کی انتہا کر دی ہے **رَضِيْنَا بِهٖ آخِرَ النَّبِيِّيْنَ**:

وہ تو مامور تھے اس پر **لِتُبَيِّنَ لِلنَّاس** کوئی تو لفظ سرکار کا رکھا یا ہوتا

(۹) عَنْ سَعدِ بنِ اَبِی وَقَّاصٍ ﷛ قَالَ خَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بنَ اَبِی طَالِبٍ ﷛ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِن مُوسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي [مسلم حدیث رقم:٦٢١٨ ، بخاری حدیث رقم:٤٤١٦ ، ابن ماجة حدیث رقم:١١٥ ، ١٢١]۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی بن ابی طالب ﷛ کو گھر پر چھوڑا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ فرمایا: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ جس طرح ہارون، موسیٰ کی جگہ پر پیچھے رہے اسی طرح آپ میری جگہ پر پیچھے رہیں، ہاں مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس نبوت کی نفی کی گئی ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں سیدنا ہارون علیہ السلام کو ان کی ماتحتی میں ملی تھی۔ اس حدیث میں ماتحت نبوت اور بے کتاب نبوت کی صراحتاً نفی کی گئی ہے۔

(١٠) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ ، فَاِنْ يَكُنْ فِي اُمَّتِي مِنْهُمْ اَحَدٌ ، فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ [مسلم حدیث :٦٢٠٤ ، بخاری حدیث :٣٤٦٩ ، ٣٦٨٩ ، ترمذی حدیث :٣٦٩٣]۔

Islam The World Religion

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر بن خطاب ان میں سے ہے۔

(۱۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّهٗ كَانَ فِيْمَنْ مَّضٰى رِجَالٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي غَيْرِ نُبُوَّةٍ ،فَاِنْ يَّكُ فِي اُمَّتِيْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ فَعُمَرُ (ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۷۹)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگلے لوگوں میں کچھ مردِ خدا ایسے ہوتے تھے جو نبی نہ ہوتے مگر انہیں الہام ہوتا تھا۔ اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ایک بھی ہے تو عمر ہے۔

اس حدیث کی تائید خود مرزا قادیانی نے بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں: ہمارے سید و رسول ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۲۴)۔

مرزا قادیانی پر سوال ہوا کہ آپ نے رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو جواب دیا: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رویا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لیے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جاوے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا؟ (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۲۰، ۳۲۱)۔

ان عبارات میں مرزا نے اپنے نبی ہونے کی نفی اور محدث ہونے کا دعویٰ بڑے طمطراق کے ساتھ کیا ہے۔ ثانیاً اگر قادیانی لوگ محدثیث کو ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرا کر اس میں سے کسی حد تک نبوت کا مفہوم کشید کرنا چاہیں تو ہماری طرف سے ایک نہایت آسان اور سادہ سا سوال ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم ﷺ کی محدثیت نص سے ثابت ہے حتیٰ کہ آپ کے مشورے کے عین مطابق ۲۰

Islam The World Religion

سے زیادہ قرآن کی آیات نازل ہوگئیں لیکن اس کے باوجود آپ پر لفظ نبی کا اطلاق کیوں نہ ہوا؟ خواہ کسی معنی میں بھی سہی۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ ۲۶۵)۔

قادیانی کی اس عبارت پر ہمارا سوال یہ ہے کہ پھر حضرت عمرؓ نے اپنی ظلی نبوت کا اعلان واظہار خود کیوں نہ فرمایا؟ فاروقی نبوت کا اعلان کرنے کا حکم مرزا کو کیسے مل سکتا ہے؟ اور اگر بالفرض تم بھی اسی معنی میں نبی ہو تو پھر شور کیوں مچا رکھا ہے؟ تم بھی فاروق اعظم کی طرح چپ رہو۔ اب بھی سمجھ نہ آئے تو یہ اگلی حدیث بھی اس کے ساتھ ہی پڑھو!

(۱۲) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ [ترمذی حدیث رقم:٣٦٨٦ ، مستدرك حاكم حديث رقم:٤٥٥١]۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

نبوت کے اجراء کی ہر طرح اور نئے نئے الفاظ کے ساتھ نفی کرنے کے بعد اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے انتہا کرتے ہوئے اور آئندہ مدعیانِ نبوت کو لگام دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ کوئی شخص اپنی نبوت کے زعم میں مبتلا نہ ہو، اگر یہ منصب میرے بعد کسی کو نصیب ہونا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب تھے۔ واضح ہوگیا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ محدث ہیں مگر نبی نہیں۔ محدث سے مراد نبی لینے کی قادیانی سازش بے نقاب ہوگئی۔

(۱۳) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُوراً وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّ خُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوْنَ رَوَاهُ مُسْلِم [مسلم حديث رقم:١١٦٧، ترمذی حديث رقم :١٥٥٣، ابن ماجة حديث رقم:٥٦٧]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلام عطا ہوا ہے اور مجھے رُعب کے ذریعے مدد دی گئی ہے اور میرے لیے

Islam The World Religion

غنیمت کے مال حلال کر دیے گئے ہیں اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک بنا دی گئی ہے اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے ذریعے سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

(١٤) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاِنَّ مَسْجِدِی آخِرُ الْمَسَاجِدِ [مسلم حدیث رقم:٣٣٧٦]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

اگلی حدیث پڑھیے جس میں اس کی مزید وضاحت موجود ہے۔

(١٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَمَسْجِدِی خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِیَآءِ [مجموع فی مصنفات ابی جعفرابن البختری حدیث رقم:٢١٦، الترغیب والترهیب حدیث رقم:١١٧٥وَقَالَ الْبَانِیُ فِیْ تَخْرِیْجِهٖ اِنَّهٗ حَسَنٌ، مجمع الزوائد حدیث رقم:٥٨٥٥، ورواه الدیلمی بغیر سند]۔ هٰذَا الْحَدِیْثُ یُفَسِّرُ حَدِیْثَ مُسْلِمٍ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں سے آخری ہے۔

(١٦) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَمَّا اَصَابَ آدَمُ الْخَطِیْئَةَ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ رَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ غَفَرْتَ لِیْ ، فَاَوحَی اللّٰهُ تَعَالیٰ اِلَیْهِ وَمَا مُحَمَّد وَ مَنْ مُحَمَّد؟ فَقَالَ رَبِّ اِنَّکَ لَمَّا اَتْمَمْتَ خَلْقِی ، رَفَعْتُ رَأْسِی اِلیٰ عَرشِکَ فَاِذَا عَلَیْهِ مَکْتُوبٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُول اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ اَکْرَمُ خَلْقِکَ عَلَیْکَ اِذْ قَرَنْتَ اِسْمَهٗ مَعَ اسْمِکَ ، قَالَ نَعَمْ قَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَ هُوَ آخِرُ الْاَنْبِیَآءِ مِن ذُرِّیَّتِکَ وَلَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُکَ [مستدرک حاکم حدیث رقم:٤٢٨١، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث رقم:٦٥٠٢، الوفا صفحة٣٣، الشفاء ١/١٠٤، المعجم الصغیر للطبرانی ٢/٨٢]۔ صَحَّحَهُ الْخِفَاجِیُ فِیْ نَسِیْمِ الرِّیَاضِ لَعَلَّهٗ نَظَرَ فِیْ تَلَقِّیَةٍ بِالْقُبُوْلِ وَالْحَقُّ اَنَّهٗ ضَعِیْفٌ

Islam The World Religion

ترجمہ :   حضرت عمر ابن خطاب ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جب آدم سے لغزش ہو گئی تو انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور عرض کیا اے میرے رب میں تجھے محمد کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی فرمائی کہ کیا محمد اور کون محمد؟ انہوں نے عرض کیا اے میرے رب جب تو نے میری تخلیق کو مکمل فرمایا تو میں نے اپنا سر تیرے عرش کی طرف اٹھایا: اس پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں سمجھ گیا کہ یہ تیرے نزدیک تیری مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والا ہے اسی لیے تو نے اس کے نام کو اپنے نام کیساتھ جوڑا ہے۔ اللہ نے فرمایا ہاں میں نے تجھے بخش دیا۔ وہ تیری اولاد میں سب سے آخری نبی ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

(١٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آدَمَ خَیَّرَ لِآدَمَ بَنِیْهِ ، فَجَعَلَ یَرٰی فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلٰی بَعْضٍ ، قَالَ : فَرَآنِیْ نُوْراً سَاطِعاً فِیْ اَسْفَلِهِمْ فَقَالَ یَا رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : هٰذَا ابْنُکَ اَحْمَدُ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَهُوَ اَوَّلُ شَافِعٍ

[دلائل النبوة للبيهقي ٥/٤٨٣ ، الخصائص الكبرىٰ ٦٧/١]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ فرمایا: جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم کے سامنے انکی اولاد کے مراتب ظاہر فرمائے، تو وہ بعض کے بعض پر فضائل دیکھنے لگے، فرمایا: انہوں نے مجھے انکے نیچے چھائے ہوئے نور کی حالت میں دیکھا، تو عرض کیا اے میرے رب، یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے، یہی اول ہے یہی آخر ہے، یہی پہلا شفیع ہے۔

(١٨) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوماً کَالْمُوَدِّعِ ، فَقَالَ : اَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ ، قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ، اُوْتِیْتُ فَوَاتِحَ الْکَلِمِ وَ خَوَاتِمَهٗ وَ جَوَامِعَهٗ ، وَ عَلِمْتُ کَمْ خَزَنَةُ النَّارِ وَ حَمَلَةُ الْعَرش ، و تُجُوِّزَ بِی وَ عُوْفِیْتُ ، وَ عُوْفِیَتْ اُمَّتِیْ فَاسْمَعُوا وَ اَطِیْعُوا مَا دُمْتُ فِیْکُمْ ، فَاِذَا ذُهِبَ بِیْ فَعَلَیْکُمْ بِکِتَابِ اللهِ ، اَحِلُّوا حَلَالَهٗ وَ حَرِّمُوا حَرَامَهٗ

(مسند احمد: حدیث نمبر ٢٢١٤، ٢٢١٥)۔حسن

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہم میں تشریف فرما ہوئے، جیسے آخری ملاقات ہو۔ اور فرمایا: میں محمد ہوں جو نبی امی ہے۔ تین بار یہی بات فرمائی

،اور میرے بعد کوئی نبی نہیں مجھے کلام کی ابتداء اور انتہا اور جامعیت دی گئی ہے، اور میں نے جان لیا کہ جہنم کے داروغے کتنے ہیں اور عرش کو اٹھانے والے کتنے ہیں اور مجھ سے درگزر کیا گیا اور عافیت دی گئی اور میری امت کو بھی عافیت دی گئی، غور سے سنو اور اطاعت کرو جب تک میں تم میں موجود ہوں، پھر جب مجھے دنیا سے لے جایا جائے تو اللہ کی کتاب کو لازم پکڑنا، اسکے حلال کردہ کو حلال سمجھنا اور حرام کردہ کو حرام سمجھنا۔

(١٩) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری حدیث نمبر ٢٣٨، ٨٧٦، ٨٩٦، ٢٩٥٦، ٣٤٨٦، ٦٦٢٤، ٦٨٨٧، ٧٠٣٦، ٧٤٩٥)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہم آخری لوگ آگے آگے ہوں گے۔

(٢٠) اِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَهُ الدَّجَّالَ ، وَ اَنَا آخِرُ الْاَنْبِيَآءِ وَ اَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ ، وَهُوَ خَارِجٌ فِيْكُمْ لَا مَحَالَةَ (ابن ماجہ حدیث ٤٠٧٧، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ٧٥٢٨)۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو، دجال نے لامحالہ تم میں ظاہر ہونا ہے۔

(٢١) عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ بِیْ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَ الْمُقَفِّی وَ الْحَاشِرُ (ابن ابی شیبہ جلد ٧ صفحہ ٤٢١)۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفی ہوں اور حاشر ہوں۔

یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے (مستدرک حاکم حدیث : ٤٢٣٧)۔ یہی حدیث حضرت جبیر بن مطعم نے اپنے والد رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے اور اس میں اَلْخَاتِمُ وَ الْعَاقِبُ کے اضافی الفاظ بھی موجود ہیں (مستدرک حاکم حدیث نمبر ٤٢٣٨)۔

(٢٢) عَنْ قَتَادَه رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَءَ: وَ اِذْ اَخَذْ نَامِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْکَ وَ مِنْ نُوحٍ يَقُولُ: بُدِئَ بِیْ فِی الْخَيْرِ وَ

Islam The World Religion

كُنْتُ آخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ (ابن ابی شیبۃ جلد ۷ صفحہ ۴۳۸)۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت پڑھتے: وَ اِذْ اَخَذْ نَامِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْکَ وَ مِنْ نُوحٍ تو فرماتے: اس آیت میں مجھ سے اچھائی کا آغاز کیا گیا، مگر میں بھیجے جانے میں ان سب سے آخری تھا۔

یہ الفاظ بھی ہیں کہ: كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِي الْخَلْقِ وَ آخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ (ابن جریر حدیث نمبر ۲۱۶۰۹، بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۳۴، دیلمی ۴۸۵۰۱، ابونعیم جلد ۱ صفحہ ۶، ابن عدی جلد ۳ صفحہ ۳۷۳، قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۱۶، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۳۵، ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۳۸)۔

(۲۳) عَنْ اَيَاسِ بْنِ سَلْمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ اِلَّا اَنَّهُ لَيْسَ بِنَبِيٍّ (الکامل لابن عدی جلد ۶ صفحہ ۴۸۴)۔

ترجمہ: حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہے مگر یہ نبی نہیں۔

اس حدیث پر غور کیجیے! ابوبکر صدیق اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو ابوبکر صدیق اس امت میں افضل ہرگز نہ ہوتے۔ پھر آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ابوبکر افضل تو ہیں مگر نبی نہیں، یہ الفاظ ختم نبوت پر ایک انوکھی دلیل ہیں۔ جب ابوبکر صدیق افضل ہونے کے باوجود نبی نہیں بن سکے تو قیامت تک کسی بھی دوسرے شخص کو نبوت مل جانے کا کوئی امکان نہ رہا۔ مزید تائید دیکھیے! سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کوفہ کے ۸۰ افراد نے روایت کیا ہے کہ:

(٢٤) اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ ، وَبَعْدَ اَبِىْ بَكْرٍ عُمَرُ ، وَبَعْدَهُمَا آخَرٌ ثَالِثٌ ، وَلَمْ يُسِمَّهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ [مسند احمد حديث رقم :٨٣٦، ٨٣٧، ٨٣٨، ٨٣٩، ٨٤٠، ٨٧٤، ٨٨١، ٨٨٢، ٨٨٣، ٩١١، ٩٢٥ ، ٩٣٥، ٩٣٦، ٩٣٧، ١٠٣٤، ١٠٣٥، ١٠٣٦، ١٠٤٤، ١٠٥٥، ١٠٥٦، ١٠٥٨، ابن ماجة حديث :١٠٦، المصنف لابن ابى شيبة ٥٧٤/٨ ، المعجم الكبير للطبرانى حديث رقم:١٧٥، ١٧٦]۔ الحديث صحيح متواتر رواه ثمانون رجلا عن سيدنا على رضی اللہ عنہ ويويده حديث سيدنا محمد بن الحنفية فى البخارى حديث رقم: ٣٦٧١۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ ﷜ فرماتے ہیں کہ علی ﷜ نے فرمایا: اس امت میں اس کے نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، ابوبکر کے بعد عمر ہیں، اوران دونوں کے بعد ایک تیسرا ہے، مگر آپ نے اس کا نام نہیں لیا۔

(٢٥) عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ : كَانَ مُوسىٰ رَجُلاً جَعْداً آدَمُ طُوَالًا كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنوئَةٍ ، وَ لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا وَ قَدْ كَانَتْ عَلَيْهِ شَامَةُ النُّبُوَّةِ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى ، اِلَّا اَن يَّكُونَ نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاِنَّ شَامَةَ النُّبُوَّةِ كَانَتْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ، وَ قَدْ سُئِلَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ : هٰذِهِ الشَّامَةُ الَّتِى بَيْنَ كَتِفَيَّ شَامَةُ الْاَنْبِيَآءِ قَبْلِىْ لِاَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ وَ لَا رَسُول (مستدرک حدیث: ۴۱۵۷)۔

ترجمہ: حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام گھنگریالے بالوں والے گندمی رنگ والے بڑے قد والے تھے۔ جیسے وہ شوءہ قبیلے کے آدمیوں میں سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جسکے دائیں ہاتھ میں نبوت کی مہر نہ ہو، سوائے ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کے، آپ ﷺ کی مہر نبوت کندھوں کے درمیان تھی، نبی کریم ﷺ سے اسکے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: میرے کندھوں کے درمیان یہ مہر پہلے انبیاء والی مہر ہے، اس لیے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث کا انداز بیان بھی بالکل مختلف ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی مہر نبوت دائیں ہاتھ میں تھی، اس کے برعکس نبی کریم ﷺ کی مہر نبوت کندھوں کے درمیان تھی۔ یہ تبدیلی اور اس تبدیلی کے ساتھ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ وَ لَا رَسُول کا انسلاک مزید کسی نبوت کی اجازت نہیں دیتا۔

(٢٦) عَنْ اَبِى ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَوَّلُ الْاَنْبِيَآءِ آدَمُ وَ آخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ (کتاب الاوائل للطبرانی: ۱۳)۔ اسنادہ صحیح

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے نبی آدم اور سب سے آخری نبی محمد ہیں۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے دو انتہاؤں کا ذکر کیا ہے، یعنی آغاز اور اختتام۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی نہیں بالکل اسی طرح نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی نہیں۔ جس معنی میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی ہیں اسی معنی میں نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔

Islam The World Religion

اول کی تعریف یہ ہے کہ: اَلْاَوَّلُ فَرْدٌ لَایَکُوْنُ غَیْرُہٗ مِنْ جِنْسِہٖ سَابِقاً عَلَیْہِ وَلَا مُقَارِناً لَہٗ یعنی اول وہ فرد ہوتا ہے جس کی جنس میں سے کوئی دوسرا اس سے پہلے نہ ہو، اور نہ ہی اس کے ساتھ جڑا ہوا ہو (تعریفات از میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۱)۔

جب اول کا معنی واضح ہو گیا تو آخر کو سمجھنا کیا مشکل رہ گیا؟ اب بھی اگر خدا کا خوف نہ آئے تو حدیث شریف پڑھیے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیءٌ وَ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیءٌ یعنی اے اللہ! تو ہی اول ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اور تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں (مسلم حدیث نمبر ۶۸۸۹)۔

یہ ہے معنی اول کا اور یہ ہے معنی آخر کا اور یہ ہے حق کی وضاحت اور مسلمانوں کی طرف سے فرض کی ادائیگی اور اب بھی جسے سمجھ نہ آئے تو وہ ہے مریضِ قلب اور نصیب سے عاری۔

(۲۷) عَنْ اَبِیْ قَتِیْلَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فِیْ خُطْبَۃِ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ : لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَکُم (المعجم الکبیر حدیث نمبر ۷۵۰۰، ۷۵۰۷)۔

ترجمہ: حضرت ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

یہ حدیث خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمائی گئی۔ گویا آپ ﷺ نے اپنے آخری نبی ہونے کو آخری پیغام میں اور آخری خطاب میں وصیت کے طور پر بیان کرنا ضروری سمجھا۔ اگر مزید کسی نبی نے آنا ہوتا تو اسی موقع پر اسکی مفصل نشاندہی کر دینا ختمِ نبوت کے اعلان سے بھی زیادہ ضروری ہوتا۔

(۲۸) عَنْ اُمِّ الْمُوْمِنِیْنَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ : کَانَ یَھُوْدِیٌّ قَدْ سَکَنَ مَکَّۃَ یَتْجُرُبِھَا ، فَلَمَّا کَانَتِ اللَّیْلَۃُ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ فِیْ مَجْلِسٍ مِّنْ قُرَیْشٍ : یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ ! ھَلْ وُلِدَ فِیْکُمُ اللَّیْلَۃَ مَوْلُوْدٌ ؟ فَقَالُوا: وَ اللّٰہِ مَا نَعْلَمُہٗ ، قَالَ :اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَمَّا اِذَا اَخْطَأَکُمْ فَلَا بَأْسَ بِہٖ ، فَانْظُرُوا ، وَ احْفَظُوا مَا اَقُوْلُ لَکُمْ ! وُلِدَ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ نَبِیُّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الْاَخِیْرَۃِ الحدیث بطولہ (مستدرک حدیث: ۴۲۲۹)۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک یہودی مکہ میں رہ کر تجارت کرتا تھا، جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی رات آئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا: اے

Islam The World Religion

قریش! کیا آج رات تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے۔ اس نے کہا اللہ اکبر! چلو اگر آپ لوگ اس راز سے ہی بے خبر ہیں تو کوئی بات نہیں۔ غور سے سنو اور یاد رکھو جو میں کہہ رہا ہوں۔ اس رات آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ (آگے حدیث طویل ہے)۔

(۲۹) عَنْ سَبْعَةِ رَهْطٍ شَهِدُوا بَدَراً وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كُلُّهُمْ رَفَعُوا الْحَدِيْثَ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَنَّ اللّٰهَ يَدعُو نُوحاً وَ قَومَهٗ يَومَ القِيَامَةِ اَوَّلَ النَّاسِ فَيُقولُ : مَاذَا اَجَبْتُمْ نُوحاً؟ فَيَقُولُونَ مَا دَعَانَا وَ مَا بَلَّغنَا وَ لَا نَصَحَنَا ، وَلَا اَمَرَنَا وَ لَا نَهَانَا ، فَيَقُولُ نُوحٌ : دَعَوتُهُمْ يَا رَبِّ دُعَآءً فَاشِياً فِیْ الْاَوَّلِيْنَ وَ الآخِرِيْنَ اُمَّةً بَعْدَ اُمَّةٍ حَتَّى انْتَهٰى اِلٰى خَاتَمِ النَّبِيّيْنَ اَحْمَدَ (مستدرک حدیث: ۴۰۶۳)۔

سات بدری صحابہ روایت کرتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت نوح اور ان کی قوم کو بلائے گا، یہی سب سے اول لوگ تھے۔ اللہ فرمائے گا: اے نوح کی قوم تم نے نوح کو کیا جواب دیا تھا؟ وہ کہیں گے انہوں نے ہمیں دعوت نہیں دی، تبلیغ نہیں کی، نصیحت نہیں کی، نیکی کا حکم نہیں دیا، برائی سے نہیں روکا۔ حضرت نوح عرض کریں گے اے میرے رب! میں نے انہیں واضح دعوت دی اولین میں بھی اور آخرین میں بھی، میری دعوت ایک امت کے بعد دوسری امت تک منتقل ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ خاتم النبیین احمد تک جا کر انتہا پذیر ہوئی۔

اس حدیث میں دعوت کے سلسلہ کا تمام امتوں میں سے چلتے چلتے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا ایک بھاری وجہ استدلال ہے۔ اگر خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی نہ ہوتا تو یہ سلسلہ ضرور آگے بڑھایا جاتا۔

(۳۰) عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ﷺ فِیْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : فَيَقُوْلُ لَهُمْ عِيْسىٰ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ : يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ (بخاری حدیث: ۴۷۱۲، مسلم حدیث: ۴۸۰)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ شفاعت والی طویل حدیث میں فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کئی انبیاء علیہم السلام کے پاس سے ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس

Islam The World Religion

آئیں گے اور وہ فرمائیں گے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ، لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔

اس حدیث میں طلبِ شفاعت کے لیے تمام اگلے انبیاء کے پاس سے ہونے کے بعد آخر کار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا مذکور ہے۔ اب اس سیاق کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہنا اس کے مفہوم کو اچھی طرح متعین کر رہا ہے۔

ان تمام احادیث میں نبی کریم ﷺ نے مثالیں دے دے کر اور الفاظ پھیر پھیر کر ختمِ نبوت کی وضاحت کی حد کر دی ہے۔ آپ ان احادیث کا دوبارہ مطالعہ کر لیجیے۔ آخر اس سے بڑھ کر کون سے الفاظ کا استعمال کیا جاتا، جس سے منکرینِ ختمِ نبوت کی تشفّی ہوتی؟ نبی کریم ﷺ نے کہیں فرمایا ''پے در پے انبیاء کی بجائے اب خلفاء ہوں گے''۔ کہیں فرمایا: ''انبیاء کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں'' کہیں فرمایا '' لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ '' کہیں فرمایا ''نبوت ختم ہو گئی''۔ کہیں فرمایا ''میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں'' کہیں فرمایا ''میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جسکے بعد ایک نبی بھی نہ ہو'' کہیں سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے حوالے سے ماتحت اور ظلی و بروزی نبوت کی نفی کر دی۔ کہیں یہاں تک وضاحت کر دی کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔

ہم نے سینکڑوں احادیث میں سے صرف انہی مذکورہ بالا احادیث کا انتخاب کیا ہے۔ ایک ہی متن کو متعدد اسناد سے نقل نہیں کیا اور جن احادیث میں خاتم النبیین کا لفظ آیا ہے ہم نے ان کی تعداد کثیر ہونے کے باوجود انہیں نقل نہیں کیا جب تک اس میں کوئی اضافی فائدہ نہیں دیکھا۔ اس لیے کہ اس کتاب میں ہمارا انداز سطحی اور مقالاتی انداز نہیں ہے جہاں حوالہ جات کی کثرت اور صفحات کی تعداد کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔

ان احادیث میں لفظ ''خاتم'' کی ایسی زبردست وضاحت کر دی گئی ہے کہ ایک بد دماغ شخص کا دماغ بھی ٹھکانے پر آ جائے۔ اس سے پہلے آپ خاتم کی دو قرائتوں کی بحث بھی پڑھ چکے ہیں۔ علامہ ابوحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَ رُوِیَ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْفَاظٌ تَقْتَضِیُ نَصّاً اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ایسے الفاظ روایت کیے گئے ہیں جو نص کے طور پر اس بات کا یقینی تقاضا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

کوئی نبی نہیں (البحرالمحیط جلد ۷ صفحہ ۳۱۴)۔

دنیا بھر کے مفسرین نے آیتِ ختمِ نبوت کے تحت نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تسلیم کیا ہے اور اس مسئلے پر پوری اُمت کا اجماع اور اتفاق چلا آ رہا ہے۔ ہمارے عقائد کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ ثَبَتَ اَنَّہٗ آخِرُالْاَنْبِیَآءِ یعنی ثابت ہوگیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۳۸)۔

جس قوم کے پاس ختمِ نبوت پر دلائل کا اس قدر ذخیرہ موجود ہو وہ یقیناً اس عقیدے کو اختیار کرنے میں حق بجانب ہے۔ اور وہ اس موضوع پر اللہ کی بارگاہ میں سُرخرو ہے۔

حضرت علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وسنت سے کثیر تعداد میں دلائل نقل کرنے کے بعد ایک زبردست خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں: **قَدْ اَخْبَرَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہٖ ، وَ رَسُوْلُہٗ فِی السُّنَّۃِ الْمُتَوَاتِرَۃِ عَنْہُ: اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ لِیَعْلَمُوا اَنَّ کُلَّ مَنِ ادَّعٰی ھٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَہٗ فَھُوَ کَذَّابٌ اَفَّاکٌ دَجَّالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ وَ لَو تَخَرَّقَ وَ شَعْبَدَ ، وَ اَتٰی بِاَنْوَاعِ السِّحْرِ وَالطَّلَاسِمِ وَالنَّیْرَجِیَّاتِ ، فَکُلُّھَا مُحَالٌ وَ ضَلَالٌ عِنْدَ اُولِی الْاَلْبَابِ ، کَمَا اَجْرَی اللّٰہُ ، عَلٰی یَدِ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِیِّ بِالْیَمَنِ ، وَ مُسَیْلَمَۃِ الْکَذَّابِ بِالْیَمَامَۃِ ، مِنَ الْاَحْوَالِ الْفَاسِدَۃِ وَالْاَقْوَالِ الْبَارِدَۃِ ، مَا عَلِمَ کُلُّ ذِیْ لُبٍّ وَ فَھْمٍ وَ حِجّٰی اَنَّھُمَا کَاذِبَانِ ضَالَّانِ ، لَعَنَھُمَا اللّٰہُ ، وَ کَذَالِکَ کُلُّ مُدَّعٍ لِذَالِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُخْتَمُوا بِالْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ** یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اعلان فرمایا، اور اسکے رسول ﷺ نے اپنی متواتر احادیث میں ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، تاکہ دنیا جان لے کہ آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے، بہتان تراش ہے، دجال ہے، گمراہ ہے، گمراہ کن ہے، خواہ خوارق اور شعبدے دکھاتا رہے، اور مختلف قسم کے جادو، طلسم اور تماشے دکھاتا رہے، یہ سب کچھ اہلِ عقل کے نزدیک محال اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یمن میں اسود عنسی کے ہاتھ پر اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ہاتھ پر فاسد احوال اور میٹھے اقوال جاری کر دیے، اس سارے کچھ کے باوجود اہلِ علم وفہم اور سوجھ بوجھ والوں نے ان دونوں کو جھوٹا اور گمراہ سمجھا، اللہ کی ان دونوں پر لعنت ہو۔ بالکل اسی طرح قیامت کے دن تک جو شخص بھی

Islam The World Religion

نبوت کا دعویٰ کرے گا اسکے بارے میں یہی حکم ہے، حتیٰ کہ جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ دجال پر جا کر ختم ہوگا (تفسیر ابن کثیر جلد۳ صفحہ ۲۲۷)۔

ختمِ نبوت کا اعلان کتبِ سابقہ میں

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷛ فرماتے ہیں کہ میں اسکندریہ میں گیا اور عیسائیوں کے ہر عبادت خانے میں پہنچا۔ میں نے قبطی اور رومی تمام اُسقُف (بڑے پادریوں) سے پوچھا کہ محمد ﷺ کی کیا صفت آپ لوگوں کی کتابوں میں مرقوم ہے؟

میں نے قبطیوں میں سے ابو یحنّس کے عبادت خانے (کنیسہ) کے اسقف کو دیکھا۔ یہ شخص اپنی پانچ وقت کی نماز نہایت محنت سے پڑھتا تھا اور لوگ اسکے پاس اپنے مریضوں کو دعا کیلئے کثرت سے لارہے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: اَخْبِرْنِیْ هَلْ بَقِیَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ؟ مجھے بتاؤ کیا کوئی نبی آنا باقی رہ گیا ہے؟ اس نے کہا نَعَمْ هُوَ آخِرُ الْاَنْبِیَآءِ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ عِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ اَحَدٌ الخ ہاں وہ آخری نبی ہے عیسیٰ بن مریم اور اسکے درمیان کوئی نبی نہیں ہمیں عیسیٰ نے اسکی اتباع کا حکم دیا ہے، وہ نبی امی عربی ہے اسکا نام احمد ہے (الوفا صفحہ ۴۵)۔

یہودی کہا کرتے تھے: یُبْعَثُ بِمَکَّةَ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ وَ لَمْ یَبْقَ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ غَیْرُهٗ یعنی وہ مکہ میں آئیگا، اسکا نام احمد ہوگا اور اسکے سواء کوئی نبی باقی نہیں بچا (الخصائص الکبریٰ جلد۱ صفحہ ۴۵)۔

بنو قریظہ اور بنو نضیر کے احبار یوں کہا کرتے تھے: اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ مُهَاجَرُهٗ اِلٰی یَثْرِبَ یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اس کا نام احمد ہوگا اور اس کی ہجرت یثرب کو ہوگی (الخصائص الکبریٰ جلد۱ صفحہ ۴۷)۔

نجومی یوں کہا کرتے تھے: هٰذَا نَجْمٌ قَدْ طَلَعَ بِمَوْلِدِ اَحْمَدَ وَهُوَ نَبِیٌّ آخِرُ الْاَنْبِیَآءِ مُهَاجَرُهٗ اِلٰی یَثْرِبَ یعنی اس دفعہ فلاں ستارہ احمد کی جائے ولادت کے اوپر طلوع ہوا ہے، وہ نبی آخر الانبیاء ہے اور اس کی ہجرت یثرب کو ہوگی (الخصائص الکبریٰ جلد۱ صفحہ ۴۸)۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ ﷛ فرماتے ہیں کہ میں بُصریٰ کے عبادت خانے میں گیا۔ وہاں کے راہب نے پوچھا آپ لوگوں میں کوئی شخص حرم کا رہنے والا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں ہوں۔ اس نے کہا مکہ میں احمد آچکا ہے؟ میں نے کہا کون احمد؟ اس نے کہا عبد المطلب کا بیٹا۔ یہی

اس کا شہر ہے جہاں وہ ظاہر ہوگا۔ وَهُوَ آخِرُ الْاَنْبِيَآءِ وہ آخری نبی ہوگا حرم سے اٹھے گا اور نخلستان وحرہ کی طرف ہجرت کرے گا۔

حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ میں واپس مکہ گیا تو میں نے لوگوں سے پوچھا کیا کوئی نیا واقعہ ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں محمد بن عبداللہ نے نبوت کا اعلان کیا ہے اور ابو بکر اس کا ساتھ دے رہا ہے۔ میں ابو بکر سے ملا، انہیں ساری بات بتائی اور ان سے پوچھا کیا تم ان کا ساتھ دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، تم بھی چلو اور ان کا ساتھ دو، وہ حق کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور راہب والی بات عرض کی (الوفا صفحہ ۵۶)۔

اس قسم کی احادیث کثرت سے موجود ہیں جو ابو نعیم، حاکم، بیہقی، طبرانی اور ابن سعد وغیرہ نے بھی بیان کی ہیں۔

ختم نبوت کا انکار شانِ رسالت کا بھی انکار ہے

آخری نبی ہونے میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مضمر ہے۔ مسلم شریف کی حدیث فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُوراً وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَّ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ میں بھی اسی کی تصریح موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاقب اور حاشر ہونے میں بھی اسی کی وضاحت ہے۔ هٰذَا ابْنُكَ اَحْمَدُ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ میں یہی راز پوشیدہ ہے۔ بُدِئَ بِيْ فِي الْخَيْرِ وَ كُنْتُ آخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ میں اسی کی جھلک ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہہ کر شفاعت کا دروازہ کھولنے کی درخواست کی جائے گی۔ یہ تمام احادیث پہلے باحوالہ گزر چکی ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ خَطَبَ الْاَنْبِيَآءَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرْسَلَنِيْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَكَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا وَاَنْزَلَ عَلَيَّ الفُرقَانَ فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَجَعَلَ اُمَّتِي خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِي هُمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَشَرَحَ لِي صَدْرِيْ وَ وَضَعَ عَنِّي وِزْرِيْ وَرَفَعَ لِي ذِكْرِيْ وَجَعَلَنِي فَاتِحًا وَخَاتِمًا ثُمَّ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِلْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلام بِهٰذَا فَضَلَكُم مُحَمَّدٌ ﷺ

Islam The World Religion

كَذَا فِي الشِّفَا[دلائل النبوة للبيهقی ۲/۳۹۷ الیٰ ٤٠١ ، الشفاء ١ / ١١٠،١٠٩]۔

ترجمہ: معراج کی رات نبی کریم ﷺ نے جب تمام انبیاء علیہم السلام کو خطاب کیا تو فرمایا: سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور تمام انسانوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر حق اور باطل میں تمیز کرنے والا قرآن نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے اور میری امت کو پہلا اور آخری بنایا ہے اور میرے لیے میرا سینہ کھول دیا ہے اور مجھ پر سے میرا بوجھ اتار دیا ہے اور میرے لیے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے آغاز کرنیوالا اور اختتام کرنیوالا بنایا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام نے انبیاء علیہم السلام کو فرمایا: انہی وجوہات کی بنا پر محمد تم پر فضیلت لے گئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **اَلنَّاسُ عِبَادُ اللہِ فَاَوْلَاھُمْ اَن یَّکُوْنَ مُقَدَّماً اَقْرَبُھُمْ بِخِیَرَۃِ اللہِ لِرِسَالَتِہٖ وَ مُسْتَوْدِعُ اَمَانَتِہٖ وَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ خَیْرُ خَلْقِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ : مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ** یعنی لوگ اللہ کے بندے ہیں، ان میں سب سے آگے نکلنے کا حقدار وہ ہے جسے اللہ نے اپنی رسالت کے لیے اختیار کرنے میں سب سے زیادہ قرب عطا فرمایا ہو، اور اپنی امانت کا امین بنایا ہو، اور خاتم النبیین بنایا ہو، اور وہ رب العالمین کی تمام مخلوق میں سے افضل ہو، اور وہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کتاب الام جلد ۴ صفحہ ۱۷۰)۔

کسی بھی عظیم ہستی کی آمد کا اعلان سب سے پہلے کیا جاتا ہے لیکن اسے اسٹیج پر دعوت سب سے آخر میں دی جاتی ہے۔ اسی جہت سے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول بھی ہیں اور آخر بھی **ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِر**۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یسیں وہی طٰہٰ

ختمِ نبوت پر تمام صحابہ کا اجماع

سید المرسلین رؤف رحیم ﷺ کے وصال شریف کے فوراً بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور طلیحہ بن خویلد اسدی تینوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

Islam The World Religion

آپ ﷺ نے ان سب کے خلاف فوجی کارروائی فرمائی۔ مسیلمہ اور اسود عنسی کو قتل کر دیا گیا اور طلیحہ نے توبہ کر لی (البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۳۰۴ تا ۳۱۹)۔

ان معرکوں میں بے شمار صحابہ شہید ہوئے اور ان مدعیانِ نبوت کے خلاف اتنی بڑی کارروائی پر تمام صحابہ کا اجماع منعقد ہوا بلکہ سب نے زبان سے بڑھ کر تلوار کے ذریعے تائید فرمائی۔

صحابہ کرام کے بعد ہر دور میں پوری امت کا اجماع رہا

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں: هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ عِنْدَ جَمَاعَةِ عُلَمَآءِ الْاُمَّةِ خَلْفاً وَ سَلْفاً مُتَلَقَّاةٌ عَلَى الْعُمُوْمِ مُقْتَضِيَهٖ نَصّاً اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ ﷺ یعنی آیت کے یہ الفاظ اگلے پچھلے تمام تر علماء کے نزدیک اور ہر دور کے علماء کے نزدیک اپنے مکمل عموم پر محمول ہیں جس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ آیت آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر نص ہے (قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۳)۔

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَخْبَرَ ﷺ اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَاَخْبَرَ عَنِ اللهِ تَعَالٰى اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّهٗ اُرْسِلَ كَافَّةً لِّلنَّاسِ وَ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ عَلٰى ظَاهِرِهٖ وَاَنَّ مَفْهُوْمَهُ الْمُرَادَ بِهٖ دُوْنَ تَاوِيْلٍ وَلَا تَخْصِيْصٍ وَلَا شَكَّ فِیْ كُفْرِ هٰؤُلَآءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعاً وَّ اِجْمَاعاً وَّ سَمْعاً

یعنی حضور کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر ہم تک پہنچائی ہے آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور تمام انسانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں، اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کا مرادی مفہوم یہی ہے، اس میں کوئی تاویل اور تخصیص نہیں اور منکرین کے کفر میں قطعاً اور اجماعاً کوئی شک نہیں (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اِنَّ الْاُمَّةَ فَهِمَتْ بِالْاِجْمَاعِ مِنْ هٰذَا اللَّفْظِ وَ مِنْ قَرَائِنِ اَحْوَالِهٖ اَنَّهٗ فُهِمَ عَدَمُ نَبِیٍّ بَعْدَهٗ اَبَداً وَّ عَدَمُ رَسُوْلِ اللهِ اَبَداً وَّ اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ تَاوِيْلٌ وَّلَا تَخْصِيْصٌ یعنی بے شک امت نے اجماعی طور پر ان الفاظ سے اور آپ ﷺ کے احوال کے قرائن سے یہی سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ابد تک کوئی نبی نہیں اور ابد تک کوئی

رسول نہیں اور اس میں کوئی تاویل نہیں ہے اور کوئی تخصیص نہیں ہے (الاقتصاد فی العقائد صفحہ ۱۲۵)۔

امام شعرانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّ الْاِجْمَاعَ قَدِ انْعَقَدَ عَلٰی اَنَّہٗ ﷺ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْنَ کَمَا اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یعنی جان لو کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ جس طرح خاتم النبیین ہیں اسی طرح خاتم المرسلین بھی ہیں (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۷)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: دَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۴)۔

بائیبل میں گواہی

زبور کے الفاظ یہ ہیں کہ: تیرا تخت ابدالآباد تک قائم رہے گا (زبور نغمہ نمبر ۴۴)۔

یہ نغمہ دراصل نبی کریم ﷺ کی طویل نعت ہے اور اس کا یہ جملہ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔

ختم نبوت پر عقلی دلائل

۱۔ نبی کریم ﷺ سب سے افضل نبی ہیں اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ افضل نبی کو آخر میں ہی آنا چاہیے تھا۔ کسی جلسے کے لیے اشتہار چھاپا جائے تو سب سے بڑے عالم کا نام سب سے اوپر اور نمایاں ہوتا ہے۔ لیکن جب خطابات کی باری آئے تو سب سے بڑے عالم کو سب سے آخر میں بلایا جاتا ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَ آخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ یعنی میں بنائے جانے کے لحاظ سے سب سے پہلا نبی ہوں اور بھیجے جانے میں سب سے آخر ہوں (ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۳۸، جامع صغیر صفحہ ۴۰۰، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۵)۔

۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج جسمانی نصیب ہوا اور آپ ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کو معراج روحانی نصیب ہوئی تھی اور کسی نے اپنے رب کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ اب جب کہ اللہ کریم جل شانہ کا مشاہدہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور اللہ کریم کے بارے میں اس سے بڑھ کر کسی نئی اطلاع کا امکان ہی باقی نہ رہا تو لامحالہ ختم نبوت کا اعلان کر دیا گیا۔

Islam The World Religion

۳۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کے آ جانے کے بعد اب کسی ایسی شخصیت کا آنا جس پر ایمان لانا کفر اور اسلام کا معیار ہو، آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے منافی ہے۔ ایسے نئے شخص کا آنا جسے کوئی شخص مان کر مومن رہے اور کوئی اس کا انکار کر کے کافر ہو جائے، اس امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ زحمت ہو گا اور حضور ﷺ کی رحمت کے ہوتے ہوئے اس امت کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم کر کے زحمت سے دو چار کرنے کے مترادف ہوگا۔

۴۔ معلمِ کائنات ﷺ کی تعلیمات اس قدر ہمہ پہلو اور ہمہ گیر ہیں کہ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ آپ ﷺ کی تعلیمات کی پہنچ سے باہر نہیں۔ وضو استنجا سے لیکر گھریلو، معاشرتی اور بین الاقوامی سطح تک تعلیمات موجود ہیں۔ ایسی وسیع تعلیمات کے ہوتے ہوئے کسی نئے نبی کی آخر کیا ضرورت ہے؟

۵۔ امت کو اگر کوئی جدید مسئلہ درپیش ہو تو اسے قرآن و سنت کی روشنی میں حل کرنے کے لیے اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کے لیے کھلا ہے۔ اجتہاد قیاس و استنباط کا جاری و ساری ہونا ختمِ نبوت کا نہایت شفاف اور واضح ثبوت ہے۔

۶۔ آپ ﷺ مکہ جیسے مرکزی شہر میں تشریف لائے۔ مکہ کا لفظی معنی ہے مرکز۔ دنیا کا نقشہ دیکھ لیجیے۔ یہ شہر افریقہ، یورپ اور ایشیاء کی سرحد پر موجود ہے۔ اس کے دور مغرب میں امریکہ اور دور مشرق میں اسٹریلیا موجود ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں کہ سُمِّيَتْ بِذَالِکَ لِاَنَّهَا فِيْ وَسْطِ الْاَرْضِ اس کا نام مکہ اس لیے ہے کہ یہ دنیا کے وسط میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کو دنیا کے وسط میں اس لیے مبعوث کیا گیا تا کہ آپ کی آواز دنیا کے چاروں طرف یکساں رفتار کے ساتھ پہنچ سکے اور دنیا کے کسی گوشے میں مزید کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہے۔

۷۔ آپ ﷺ کے تشریف لاتے ہی کاغذ ایجاد کر دیا گیا۔ پیغام رسانی کے لیے ڈاک سسٹم آپ کے بعد ہی شروع ہوا اور آج مواصلاتی نظام اس قدر آگے جا چکا ہے پوری دنیا ایک ہی گاؤں کی مانند بن کر رہ گئی ہے جسے گلوبل ویلیج Global Village کا نام دیا جا رہا ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ ایک ہی گاؤں میں کتنے نبیوں کی ضرورت ہو سکتی ہے؟

۸۔ ختمِ نبوت پر قرآنی آیات، اس موضوع پر بے شمار احادیث، صحابہ اور پوری امت کا اجماع اور کثیر عقلی دلائل آپ نے پڑھے۔ جس قوم کے پاس ختمِ نبوت کے موضوع پر اس قدر دلائل موجود

Islam The World Religion

ہوں،غور فرمائیے کیا وہ قوم ختمِ نبوت کا عقیدہ رکھنے میں حق بجانب نہیں؟

ختمِ نبوت کا ثبوت مرزا قادیانی کے اپنے بیانات سے

خود مرزا قادیانی لکھتا ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ،اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰى نَبِيَّنَا ﷺ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اِسْتِثْنَاءٍ ، وَ فَسَّرَهٗ نَبِيُّنَا فِي قَوْلِهٖ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ بِبَيَانٍ وَاضِحٍ لِلطَّالِبِيْنَ ؟ یعنی آیت خاتم النبیین کی روشنی میں تم نہیں جانتے کہ رب رحیم شان والے نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء بغیر کسی استثناء کے رکھا ہے،اور ہمارے نبی نے لا نبی بعدی کے بیان سے اسکی تفسیر کر دی ہے جو طالب علموں کے لیے واضح بیان ہے (حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۰۰)۔

خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے: میں اپنے والد کے لیے خاتم الولد تھا، میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۳)۔

مرزا قادیانی اگر خاتم الولد بمعنی آخری بچہ ہیں تو پھر آیت خاتم النبیین میں بھی خاتم بمعنی آخری تسلیم کرنا پڑے گا اور یہاں خاتم بمعنی مہر اور خاتم بمعنی انگوٹھی اور خاتم بمعنی افضل کی ہیرا پھیریاں نہیں چل سکیں گی۔

ایک مقام پر لکھتا ہے کہ: میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں (آسمانی فیصلہ صفحہ ۳، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۱۳)۔

لیکن دوسرے مقام پر لکھتا ہے کہ: مجھے صاف طور پر محمد اور رسول کہہ کر پکارا گیا ہے (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۷)۔

مرزا کے یہ متضاد بیانات نہایت سنجیدگی سے غور کرنے کے قابل ہے۔ یہ باتیں اس قدر پیچیدہ ہیں کہ مرزا کے ماننے والے خود بھی انہیں نہیں سمجھ سکے اور مرزا کی امت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک قادیانی گروپ جو اسے نبی مانتا ہے اور دوسرا لاہوری گروپ جو اسے نبی نہیں مانتا بلکہ صرف مہدی اور مجدد مانتا ہے۔

قادیانی سوالوں کے جوابات

Islam The World Religion

قادیانیوں کا پہلا سوال:۔عربی زبان کے محاورہ کے مطابق خاتم النبیین کے معنی سب سے افضل اور بزرگ ترین نبی کے ہیں۔جس کی کامل اتباع سے امت میں نبوت مل سکتی ہو۔قرآن کی متعدد آیات اوراحادیث یہی مفہوم بیان کرتی ہیں۔

جواب:۔ آپ کی اس بات میں کئی غلطیاں اورخرابیاں ہیں۔آپ نے بڑے اعتماد کے ساتھ عربی زبان کے محاورے میں خاتم کا معنی افضل اور بزرگ ترین قرار دے دیا ہے مگراس کا کوئی ثبوت اورکوئی حوالہ نہیں دیا۔پھرآپ نے نبی کریمﷺ کی احادیث سے بھی منہ موڑا ہے۔ہم سب باتوں کا باحوالہ جواب عرض کرتے ہیں:

عام لغت سے حوالہ جات

۱۔ صحاح العربیہ میں ہے کہ: خَتَمَ اللّٰہُ لَہٗ بِخَیْرٍ اللہ اس کا خاتمہ بالخیر کرے۔ وَخَتَمْتُ الْقُرْآنَ بَلَغْتُ آخِرَہٗ میں نے قرآن ختم کیا یعنی اس کے آ کر تک پہنچ گیا۔

۲۔ لسان العرب میں ہے کہ: خِتَامُ الْقَومِ وَخَاتَمُھُمْ وَخَاتِمُھُمْ آخِرُھُمْ یعنی قوم کے آخری فرد کو خاتم القوم کہتے ہیں۔

۳۔ القاموس المحیط میں ہے کہ: خَتَمَ الشَّیئَ ،بَلَغَ آخِرَہٗ کسی چیز کو ختم کیا یعنی اس کے آخر تک پہنچ گیا۔

۴۔ المنجد میں ہے کہ: اَخْتَمَ الْکِتَابَ کتاب کے خاتمہ پر پہنچنا۔

لغت کے ان تمام حوالہ جات میں کہیں بھی خاتم کا معنی افضل نہیں کیا گیا بلکہ آخری کیا گیا ہے۔

۵۔ دنیا میں قرآنی لغت کی سب سے اچھی کتاب مفردات راغب میں اس لفظ کا استعمال مختلف آیات میں دکھایا گیا ہےاور ہر جگہ سیاق وسباق کی روشنی میں اس کا الگ معنی بیان کیا گیا ہے،اور اصول بھی یہی ہے کہ کسی بھی لفظ کے معنی کے تعین میں اس لفظ کا آگا پیچھا ملحوظ رکھا جاتا ہے۔چنانچہ امام راغب علیہ الرحمۃ قرآن میں مختلف مقامات پر ختم کے مختلف معانی لکھتے ہیں اور آیت خاتم النبیین پر پہنچے ہیں تو لکھا ہے کہ:خَاتَمُ النَّبِیّیْنَ : لِاَنَّہٗ خَتَمَ النُّبُوَّۃَ اَیْ تَمَّمَھَا بِمَجِیْئِہٖ یعنی خاتم النبیین سے

مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی اپنے آ جانے کے بعد اسے تمام کر دیا (مفرداتِ راغب صفحہ ۱۴۲)۔ یہاں بھی خاتم کا معنی افضل نہیں بلکہ آخری، ختم کرنے والا اور تمام کرنے والا ہے۔

تفاسیرِ قرآن سے حوالہ جات

۱۔ علامہ ابنِ جریر طبری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: اَیْ خَتَمَ النُّبُوَّۃَ وَطَبَعَ عَلَیْھَا ، فَلَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی نبوت ختم کر دی اور اس پر ایسی مہر لگا دی کہ اب قیامت کے دن تک کسی کے لیے نہیں کھلے گی۔

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ کا قول لکھتے ہیں: اَیْ آخِرُھُمْ یعنی خاتم سے مراد آخری ہے۔

آ گے لکھتے ہیں کہ خاتِم کا معنی ہے انبیاء کو ختم کرنے والا اور خاتَم کا معنی ہے آخِرُ النَّبِیِّیْنَ (تفسیر ابنِ جریر طبری جلد ۱۲ صفحہ ۲۰)۔

۲۔ معروف درسی کتاب جلالین جو عرصہ دراز سے مدارس میں پڑھائی جا رہی ہے، اس میں ہے کہ: خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ : فَلَا یَکُوْنُ لَہٗ اِبْنٌ رَجُلٌ بَعْدَہٗ یَکُوْنُ نَبِیًّا وَفِیْ قِرَاْۃٍ بِفَتْحِ التَّاءِ کَاٰلَۃِ الْخَتْمِ اَیْ بِہٖ خُتِمُوْا یعنی آپ خاتم النبیین ہیں لہٰذا آپ ﷺ کا کوئی بیٹا جوانی تک نہ پہنچا جو آپ ﷺ کے بعد نبی ہوتا۔ ایک قرأۃ تا کی زبر کے ساتھ بھی ہے جیسے ختم کا آلہ ہوتا ہے، مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ذریعے انبیاء ختم کیے گئے۔

اس کے فوراً بعد وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا کے تحت لکھتے ہیں کہ بِاَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَاِذَا نَزَلَ السَّیِّدُ عِیْسٰی یَحْکُمُ بِشَرِیْعَتِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے (جلالین صفحہ ۳۵۵)۔

۳۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ : وَذٰلِکَ لِاَنَّ النَّبِیَّ الَّذِیْ یَکُوْنُ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ اِنْ تَرَکَ شَیْئًا مِنَ النَّصِیْحَۃِ وَالْبَیَانِ یَسْتَدْرِکُہٗ مَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَہٗ ، وَاَمَّا مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ یَکُوْنُ اَشْفَقَ عَلٰی اُمَّتِہٖ وَاَھْدٰی لَھُمْ وَ اَجْدٰی ، اِذْ ھُوَ کَوَالِدٍ لِوَلَدِہِ الَّذِیْ لَیْسَ لَہٗ غَیْرُہٗ مِنْ اَحَدٍ یعنی نبی کریم ﷺ خاتم النبیین اس لیے ہیں کہ جس نبی کے بعد کسی دوسرے نبی نے آنا ہو اگر وہ نصیحت اور بیان میں سے کوئی چیز ترک کر جائے تو بعد میں آنے والا

اس کمی کو پورا کر دیتا ہے، لیکن جس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہو وہ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور ان کے لیے سب سے بڑا ہادی ہوگا، وہ ان کے لیے اس باپ کی طرح ہے جو اپنی اولاد کا اکیلا ذمہ دار ہو (تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۱۷۱)۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت غور سے پڑھیے اور سوچیے کہ علماء نے ختمِ نبوت کا عقیدہ واضح کرنے میں کیا کمی چھوڑی ہے؟

۴۔ بیضاوی میں ہے کہ: خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَآخِرُهُمُ الَّذِىْ خَتَمَهُمْ اَوْ خُتِمُوا بِهٖ وَلَا يَقْدَحُ فِيْهِ نُزُولُ عِيْسىٰ بَعْدَهٗ لِاَنَّهٗ اِذَا نَزَلَ كَانَ عَلٰى دِيْنِهٖ مَعَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ اَنَّهٗ آخِرُ مَنْ نُبِّئَ یعنی خاتم النبیین کا معنی ہے آخری نبی، جس نے انہیں ختم کیا یا اسکے ذریعے سے نبی ختم کیے گئے۔ یہ بات نزولِ عیسیٰ کے خلاف نہیں، اسلیے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کے دین پر ہوں گے، نیز ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے (بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)۔

۵۔ البحر المحیط میں ہے کہ: خَتَمَهُمْ اَىْ جَآءَ آخِرَهُمْ یعنی نبیوں کو ختم کیا کا معنی ہے ان کے آخر میں آئے (البحر المحیط جلد ۷ صفحہ ۲۳۶)۔

آگے لکھتے ہیں: رُوِىَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْفَاظٌ تَقْتَضِىْ نَصًّا اَنَّهٗ لَا نَبِىَّ بَعْدَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يُتَنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَهٗ وَلَا يَرُدُّ نُزُولَ عِيْسىٰ آخِرَ الزَّمَانِ لِاَنَّهٗ مِمَّنْ نُبِّئَ قَبْلَهٗ وَ يَنْزِلُ عَامِلًا عَلٰى شَرِيْعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی آپ ﷺ سے ایسے شفاف الفاظ مروی ہیں جو نص کے طور پر تقاضا کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا۔ یہ بات آخری زمانے میں نزولِ عیسیٰ کے خلاف نہیں اس لیے کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنا دیے گئے تھے اور جب نازل ہوں گے تو شریعتِ محمدی پر عمل کریں گے (البحر المحیط جلد ۷ صفحہ ۲۳۶)۔

۶۔ خازن میں ہے: خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ خَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النُّبُوَّةَ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدَهٗ اَىْ وَلَا مَعَهٗ اِنَّ عِيْسىٰ مِمَّنْ نُبِّئَ قَبْلَهٗ یعنی خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے نبوت کو ختم کر دیا ہے لہٰذا آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور نہ ہی آپ کے ساتھ کوئی نبی تھا اور عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنا دیے گئے ہیں (خازن جلد ۳ صفحہ ۵۰۲)۔

اس کے حاشیہ پر تفسیر مدارک موجود ہے۔اس کے الفاظ یہ ہیں: **خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ بِمَعْنَی الطَّابِعِ اَیْ آخِرُهُمْ یَعْنِیْ لَا یُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَہٗ وَ عِیْسیٰ مِمَّنْ نُبِّیَٔ قَبْلَہٗ** یعنی خاتم کا معنی طابع یعنی آخری ہے۔مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ آپ سے پہلے نبی بنا دیے گئے ہیں (مدارک علی ہامش خازن جلد۳ صفحہ۵۰۲)۔

۷۔ روح المعانی میں ہے کہ: **کَوْنُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ مِمَّا نَطَقَتْ بِہِ الْکِتَابُ وَ صَدَعَتْ بِہِ السُّنَّۃُ وَ اَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ فَیُکَفَّرُ مُدَّعِی خِلَافِہٖ وَ یُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ** یعنی آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان چیزوں میں سے ہے جنکے بارے میں کتاب نے بول کر بتایا ہے اور سنت نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے، لہٰذا اسکے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اگر بعض نہ آئے تو اسے قتل کیا جائے گا (روح المعانی جلد۱۱ صفحہ۲۹۳)۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: **وَ الْخَاتَمُ اِسْمُ آلَۃٍ لِمَا یُخْتَمُ بِہٖ کَالطَّابِعِ لِمَا یُطْبَعُ بِہٖ فَمَعْنیٰ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ الَّذِیْ خُتِمَ النَّبِیُّوْنَ بِہٖ وَمَآلُہٗ آخِرُ النَّبِیّٖنَ** یعنی خاتم اسم آلہ ہے جس سے ختم کیا جائے، جیسے طابع ہوتا ہے جس سے طبع کیا جائے، لہٰذا خاتم النبیین وہ ہوا جسکے ذریعے سے نبیوں کو ختم کیا گیا اور اس سے مراد آخر النبیین ہے (روح المعانی جلد۱۱ صفحہ۲۸۳)۔

تیسری جگہ فرماتے ہیں: **اَلْمُرَادُ بِکَوْنِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اِنْقِطَاعُ وَصْفِ النُّبُوَّۃِ فِیْ اَحَدٍ مِّنَ الثَّقَلَیْنِ بَعْدَ تَحَلِّیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی هٰذَا النَّشْأَۃِ** یعنی آپ علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اس دنیا میں نبوت کے ساتھ متصف ہو جانے کے بعد ثقلین میں سے کسی ایک کا بھی وصفِ نبوت سے متصف ہونا منقطع ہو چکا ہے (روح المعانی جلد۱۱ صفحہ۲۸۳)۔

مفسرین کی عبارات کو بار بار پڑھیے، ہر ایک کا انداز جداگانہ ہے۔ان میں سے کسی ایک نے بھی خاتم کا معنی افضل نہیں کیا۔نیز خاتم کا معنی صاف لفظوں میں آخری لکھا اور فرمایا کہ قیامت تک اس مہر کو توڑا نہیں جا سکتا۔نیز نزولِ مسیح کو ختم نبوت کے منافی سمجھنے والوں کا منہ بند کر دیا، نیز خاتم کا معنی آخری لکھا، نیز امام رازی علیہ الرحمہ نے عقلی طور پر بھی خاتم بمعنی آخری ثابت کر دیا اور بعد میں کسی نے نبی کو ماننا باپ بدلنے کے مترادف قرار دیا۔

عربی زبان کا قاعدہ

عربی زبان کا قاعدہ یہ ہے کہ خاتم کی اضافت جب جماعت کی طرف ہو تو اس سے مراد ہمیشہ آخری چیز ہوتی ہے۔النبیین چونکہ جماعت ہے لہٰذا خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہوں گے۔

مرزا قادیانی کا اعتراف

خود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ : میرے بعد میرے والدین کے گھر کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۹)۔

مرزا قادیانی نے خاتم الاولاد کا معنی آخری بچہ لکھ کر ایسا واضح اعتراف کیا ہے کہ قادیانی قیامت تک اس عذاب سے جان نہیں چھڑا سکتے۔

دوسری جگہ لکھتا ہے:مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ،اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰى نَبِيَّنَا ﷺ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اِسْتِثْنَاءٍ ، وَ فَسَّرَهٗ نَبِيُّنَا فِي قَوْلِهٖ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ بِبَيَانٍ وَاضِحٍ لِلطَّالِبِيْنَ ؟یعنی آیت خاتم النبیین کی روشنی میں تم نہیں جانتے کہ رب رحیم شان والے نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء بغیر کسی استثناء کے رکھا ہے،اور ہمارے نبی نے لا نبی بعدی کے بیان سے اسکی تفسیر کر دی ہے جو طالب علموں کے لیے واضح بیان ہے (حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۰۰)۔

نیز فرمایئے آپ نے نبی کریم ﷺ کی بے شمار احادیث نقل کرنے سے کیوں گریز کیا؟ اور صرف لغت کا سہارا کیوں لیا؟ جن احادیث سے آپ نے آنکھیں چرائی ہیں ان میں سے اکثر احادیث ہم نقل کر چکے ہیں۔اور اسی پر امت کا اجماع ہے اور یہی اسلام کے بنیادی ماخذ ہیں جو قادیانیت کو ٹھکرا رہے ہیں اور خاتم کا معنی آخری بتا رہے ہیں۔

قادیانیوں کا دوسرا سوال:اگر خاتم النبیین میں الف لام استغراقی ہو تو اس استغراق میں خود نبی کریم ﷺ بھی شامل ہوں گے۔اس طرح آپ ﷺ کا خود اپنے لیے خاتم ہونا بھی لازم آئے گا جو آپ کی اپنی نبوت کی نفی کر دے گا۔معلوم ہوا کہ یہ الف لام استغراقی نہیں بلکہ عہد خارجی کے لیے ہے۔

جواب:اس استغراق میں سے آپ ﷺ کا استثناء عقلی ہے۔اگر بالفرض خاتم بمعنی افضل ہو تو پھر

بھی تمہارا یہی اعتراض اس پر بھی قائم رہے گا کہ آپ اپنے آپ سے افضل ہوں۔اس کی بے شمار مزید مثالیں دی جاسکتی ہیں۔مثلاً سید المرسلین کی اضافت پر تمہارا یہی فضول سوال وارد ہوگا،اول الانبیآء آدم پر یہی سوال اٹھے گا،خیر الخلائق بعد الانبیاء کے بارے یہی نالائق سوال اٹھاؤ گے!

ثانیاً اگر الف لام استغراقی نہ مانا جائے تو پہلے تین انبیاء علیہم السلام کے بعد ہر نبی کا خاتم النبیین ہونا لازم آئے گا اور یہ خاتمیت اضافی ہوگی یعنی کچھ نبیوں کا خاتم۔

ثالثاً خاتم النبیین میں الف لام کا عہد خارجی کے لیے ہونا ممکن ہی نہیں۔اس لیے کہ اگر یہ عہدی خارجی ہو تو یا تو ان انبیاء کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہوں گے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے مثلاً حضرت آدم،حضرت نوح،حضرت ابراہیم علیہم السلام،یا یہ خاتمیت ان انبیاء کی بہ نسبت ہوگی جن کا ذکر وصفِ قبلیت کے ساتھ ہوا ہے مثلاً مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا (الزخرف:۴۵)،یا یہ خاتمیت ان انبیا میں سے کسی خاص جماعت کے لحاظ سے ہوگی جیسے عاد اور ثمود کی طرف بھیجے جانے والے انبیاء کی مخصوص جماعت کا ذکر اس آیت میں ہے: صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ، إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ (فصلت:۱۳،۱۴)۔یا وہ گروہِ انبیاء مراد ہوگا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے جن کا ذکر اس آیت میں ہے(وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ (البقرۃ:۸۷)،یا بنی اسرائیل کے خاص انبیاء مراد ہوں گے جن کا ذکر اس آیت میں ہے وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ (المائدہ:۳۲)،یا اصحاب القریہ کے انبیا مراد ہوں گے جیسے اس آیت میں ہے وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ (یسین:۱۳)۔

اب بتایئے الف لام عہدی خارجی کا تعلق کون سے گروہِ انبیا سے جوڑیں گے،کس دلیل سے جوڑیں گے اور باقی سارے امکانات کو چھوڑ کر ان میں سے کسی ایک امکان کو ترجیح کس بنا پر دیں گے اور قرآن کا مفہوم متعین کیسے ہوگا؟

روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ یہاں الف لام عہدی خارجی کا ہونا ممکن ہی نہیں۔ یہاں صرف ''ال'' استغراقی ہی ممکن ہے اور اس جگہ وہی استغراق مراد ہے جیسے ان آیات میں ہے :وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (البقرہ:۱۳۶)،

وَلَکِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ (البقرہ:۱۷۷)، كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ (البقرہ:۲۸۵)۔

رابعاً اگر یہ الف لام استغراقی نہیں تو پھر بتاؤ صاحبِ کتاب نبی کیوں نہیں آ سکتا؟

قادیانیوں کا تیسرا سوال: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو خاتم المحدثین کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ آخری محدث نہیں ہیں بلکہ اس کا مطلب افضل محدث ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین کو سمجھیں۔

جواب: آپ نے غلط کہا، خاتم المحدثین کا معنی سب سے افضل محدث نہیں ہے اور نہ ہی شاہ عبدالعزیز صاحب تمام سابقہ محدثین سے افضل ہیں۔ بلکہ بعد والے اگلوں کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح خاتم المحدثین کا معنی محدثین کی مہر بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ شاہ صاحب کی مہر سے دوسرے محدثین خصوصاً سابقہ محدثین ہرگز تیار نہیں ہوئے۔

ثانیاً یہ تو محض ایک لوگوں کا دیا ہوا لقب ہے جسے لوگوں نے اپنے محدود علم اور حسن ظن کی بناء پر انہیں اپنے زمانے کے محدثین کے اعتبار سے دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام حقیقت پر مبنی ہوتا ہے، اس کا علم محدود بھی نہیں ہے اور اس کے کلام کو انسانی محاوروں پر قیاس کرنا تحریف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں **اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ** کی تصریح موجود ہے مگر شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے بارے میں کوئی نہیں کہتا **خَاتَمُ الْمُحَدِّثِيْنِ لَا مُحَدِّثَ بَعْدَهٗ**۔

اگر خاتم النبیین کا معنی افضل نبی ہوتا تو جن علماء کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں ان کے نزدیک وہی خاتم النبیین بھی ہوتے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت متفق علیہ ہے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خاتمیت کا کوئی قول نہیں ملتا، معنی اس کا کچھ بھی ہو۔ بلکہ جن لوگوں کے نزدیک سیدنا ابراہیم علیہ السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت بمعنیٰ افضلیت کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ماننا پڑے گا، جبکہ افضلیتِ ابراہیم علیہ السلام کا قول اگرچہ غلط ہے مگر اس کے قائل کو کافر کسی نے نہیں کہا۔

اگر بالفرض خاتم النبیین سے مراد آخری نبی نہیں ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صاحب کتاب نبی کی آمد کی نفی کس دلیل سے کرو گے؟ صرف مرزا قادیانی ہی کیوں؟ ہزاروں انبیاء

Islam The World Religion

اور وہ بھی صاحب کتاب انبیاء کیوں نہیں؟

قادیانیوں کا چوتھا سوال: ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں کہ **اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** یعنی اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔

جن پر انعام ہوا وہ چار قسم کے لوگ ہیں۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح (النساء:٦٩)۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم لوگ صالحین کی راہ پر چل کر صالح بن سکتے ہیں، شہداء کی راہ پر چل کر شہید بن سکتے ہیں۔ صدیقین کی راہ پر چل کر صدیق بن سکتے ہیں تو پھر نبیوں کی راہ پر چل کر نبی کیوں نہیں بن سکتے؟

جواب: ہم نے آپ کے سامنے حدیثوں کے صاف الفاظ بیان کیے ہیں کہ حضور کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ ہمیں بتائیں کہ کیا یہ الفاظ غلط ہیں؟ پھر یہ بھی بتائیں کہ کیا کسی آیت میں یا کسی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ یا آپ ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے؟

صاف الفاظ کا جواب صاف الفاظ سے دیجیے۔ ہیرا پھیری سے نہیں۔ اب ایک طرف صاف الفاظ ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ دوسری طرف آپ دو مختلف آیتوں کو جوڑ کر ''چونکہ چنانچہ'' کے ذریعے ایک نتیجہ پیدا کر رہے ہوں تو بتائیے ترجیح کون سی بات کو دی جائے؟

ثانیاً بتائیے! کیا کسی آیت یا حدیث میں ہے کہ آئندہ کوئی صالح نہیں ہوگا یا آئندہ کوئی شہید نہیں ہوگا یا آئندہ کوئی صدیق نہیں ہوگا؟

ثالثاً آیت میں **اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ** کے الفاظ ہیں۔ آیت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی سنگت اور رفاقت کی بات ہو رہی ہے۔ اب ان کا مرتبہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ یہ ایک الگ بحث ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے (توبہ:٤٠)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ** تم قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم نے محبت کی (بخاری:٣١٥٣، مسلم:٦٧١٥)۔ اسی آیت کے آخری الفاظ یہ ہیں: **وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا** یعنی یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔ یہ الفاظ معیت کے الفاظ سے بھی زیادہ واضح ہیں اور ہیرا پھیری نہیں چلنے دیتے۔

رابعاً ہم آپ کو قرآن میں دکھا دیتے ہیں کہ صدیقین، شہداء اور صالحین کا مرتبہ حاصل

Islam: The World Religion

کیا جاسکتا ہے اور نبوت کا مرتبہ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنی وہ لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اسکے رسولوں پر، وہی لوگ اپنے اللہ کے ہاں صدیق اور شہید ہیں (سورۃ حدید:۱۹)۔

دوسری جگہ فرماتا ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ یعنی اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ہم انہیں صالحین میں داخل کریں گے (سورۃ عنکبوت:۹)۔

ان دونوں آیتوں کو دوبارہ غور سے پڑھ لیں، ان میں صاف تصریح موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق، شہید اور صالح بنا جاسکتا ہے، لیکن مقامِ نبوت کے حصول کے بارے میں ایسی کوئی آیت موجود نہیں بلکہ اس کا حصول آیت خاتم النبیین اور لا نبی بعدی جیسی احادیث کی روشنی میں ناممکن ہے۔

خامساً اگر اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت سے نبوت مل سکتی تو خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان ضرور نبوت حاصل کر چکے ہوتے جن کو اسی اتباع واطاعت کی وجہ سے اللہ کی رضا کا سٹرفکیٹ مل چکا ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ۔ جو نہ صرف اللہ اور اسکے رسول کے مطیع تھے بلکہ پوری امت کے مطاع ٹھہرے۔ اگر قادیانی کہیں کہ نبوت اللہ کے فضل سے ملتی ہے اور اللہ کے فضل کا فیصلہ کسی صحابی کی نبوت کے حق میں نہیں تھا تو ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ نے ہمارے منہ کی بات کہہ دی، اب مان لو کہ نبوت اطاعت سے بھی نہیں ملتی اور اسکے حصول کے لیے مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ آیت پڑھنا بالکل بے جا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

سادساً اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپ ﷺ سے شدید محبت رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر صبر نہیں ہوتا تھا، ایک دن وہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، رنگ بدلا ہوا تھا اور چہرے پر غم کے آثار تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا مَا غَيَّرَ لَوْنَكَ تیرا رنگ کس چیز نے بدلا ہے؟ عرض کیا مجھے کوئی مرض یا درد نہیں ہے، سوائے اسکے کہ جب میں آپ کا دیدار نہیں کرتا تو شدید بے چینی اور بے قراری لاحق ہو جاتی ہے، پھر مجھے آخرت یاد آتی ہے تو ڈرنے لگتا ہوں کہ وہاں آپ کو نہ دیکھ سکا تو کیا بنے گا؟

Islam: The World Religion

اس لیے کہ آپ انبیاء کے بلند مرتبے پر ہوں گے۔ اور میں اگر جنت میں داخل ہو بھی گیا تو آپ سے نیچے والی منزل میں ہوں گا، اور جنت میں داخل ہی نہ ہو سکا تو ابد تک آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر ابن جریر حدیث: ۷۸۴۱، اسباب النزول للواحدی صفحہ ۱۵۸، تفسیر بغوی صفحہ ۵۵۹)۔ اس سے ملتی جلتی حدیث المصنف جلد ۷ صفحہ ۴۴۰ پر بھی موجود ہے۔

سابعاً اگر بفرضِ محال اس آیت سے نبوت کا اجراء ثابت ہوتا ہو تو پھر صرف ظلی اور بروزی نبوت ہی کیوں؟ مستقل اور صاحبِ کتاب نبی کا آنا بھی ثابت ہو جائے گا جو کہ خود قادیانی دعوے کے خلاف ہے۔

قادیانیوں کا پانچواں سوال:۔ بعض لوگ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا قرآن کے بالکل خلاف یہ ترجمہ کرتے ہیں حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ زوجۂ رسول ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لوگو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تو کہو مگر ہرگز یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

جواب:۔ تھوڑی سی حاضر دماغی کے ساتھ قادیانیوں کا سوال دوبارہ پڑھیے، آپ کو ہنسی آ جائے گی۔ سوال میں نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کیا گیا ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اگلے جملے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا گیا ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ یعنی لا نبی بعدہ مت کہو۔

قادیانی حضرات بتائیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کہو۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول آپ نقل کر رہے ہیں کہ لا نبی بعدی مت کہو۔ یہ تضاد آپ نے کیوں کھڑا کیا؟

ثانیاً آپ نے کہا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا معنی قرآن کے خلاف مت کرو۔ پھر آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے کہا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سرے سے ہی مت کہو۔ بتایئے ان دو باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے؟

ثالثاً کتابوں میں اس قول کی توجیہ موجود ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر فرمائی ہے (تکملہ مجمع البحار جلد ۵ صفحہ ۵۰۲)۔ آپ اس بات کو کیوں ہضم کر گئے۔

Islam The World Religion

رابعاً آپ نے اس سوالنامے میں ملا محمد طاہر گجراتی کی کتاب مجمع البحار کا حوالہ خود بھی دیا ہے۔ مجمع البحار کے اسی صفحے پر لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیشِ نظر فرمائی ہے، آپ نے ساری بات کیوں نہ لکھی اور دیانت داری سے کام کیوں نہ لیا؟

خامساً آپ کو حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا مفہوم قرآن کے خلاف نظر آنے لگا مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول حضور کریم ﷺ کی احادیث کے خلاف کیوں نظر نہ آیا۔

سادساً قادیانیوں کے اس سوال کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے پیشِ نظر کہی گئی ہے اور اگلے علماء خود ان باتوں کی وضاحت کر چکے ہیں۔

سابعاً قادیانیوں نے خود درِ منثور کا حوالہ دیا ہے، حالانکہ اس کتاب کے اسی صفحے پر اسی عبارت کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ فَاِنَّا کُنَّا نُحَدِّثُ اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ خَارِجٌ فَاِنْ ھُوَ خَرَجَ فَقَدْ کَانَ قَبْلَہٗ وَ بَعْدَہٗ یعنی ہم لوگ حدیثیں بیان کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں، اگر وہ آ گئے تو وہ حضور ﷺ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی ہوں گے (درِ منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴)۔

ثامناً درِ منثور کی یہ عبارت جسے آپ نے چھپایا تھا، بتا رہی ہے کہ یہ قول نزولِ مسیح کے پیشِ نظر فرمایا گیا ہے۔ نیز قادیانیوں کے لیے ایک مصیبت مزید کھڑی ہو گئی کہ اس میں جس عیسیٰ علیہ السلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مانا گیا ہے اسی کو بعد میں بھی مانا گیا ہے جس سے مرزا صاحب کی نبوت کی نفی ہو گئی۔

تاسعاً خود ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حدیث روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لَا یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ شَیْءٌ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ الحدیث یعنی میرے بعد نبوت میں سے کچھ نہیں بچا سوائے سچے خوابوں کے (مسندِ احمد جلد ۶ صفحہ ۱۴۶)۔

عاشراً آخر میں قادیانی مذہب کے پیشوا محمد علی لاہوری کی تحقیق بھی ملاحظہ فرمائیے۔ یہ قادیانیوں کے اس فرقے کا بانی ہے جو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا بلکہ صرف مجدد تسلیم کرتا ہے۔ لاہوری صاحب لکھتے ہیں: ایک قول حضرت عائشہ صدیقہ کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ (بیان القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۵۱۶)۔ آگے محمد علی

Islam The World Religion

صاحب لمبی بحث کرتے ہیں اور اس قول کی سخت تردید کرتے ہیں۔

قادیانیوں کے سوال میں ایک جملہ یہ ہے کہ: ''بعض لوگ حدیث **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** کا قرآن کریم کے بالکل خلاف یہ ترجمہ کرتے ہیں''۔ قادیانیوں کی ہیرا پھیری صاف نظر آ رہی ہے کہ حضور کریم ﷺ کی امت کے سو فیصد لوگوں کو بعض لوگ کہہ دیا ہے۔ ہر مفسر اور ہر محدث نے اس حدیث کا وہی معنی بیان کیا ہے جو قادیانیوں کو قرآن کے خلاف نظر آ رہا ہے۔ دراصل وہ قرآن کے خلاف نہیں بلکہ قادیانیوں کے خلاف ہے۔ چنانچہ ہم کئی کتابوں کے حوالہ سے پوری امت کا اجماع نقل کر چکے ہیں۔

قادیانیوں کا چھٹا سوال: حدیث میں ہے کہ: **لَو عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقاً نَّبِیّاً** (ابن ماجہ:۱۵۱۱)۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔ اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا اجراء ثابت ہوا۔

جواب: یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی دلیل ہے یہ اسی طرح ہے جیسے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب** اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا (ترمذی:۳۶۸۶)۔

یہی وضاحت چند سطریں اوپر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔

ثانیاً جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اس سے فوراً پہلے والی حدیث اس طرح ہے: حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ: **لَو قُضِیَ اَن یَّکُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ لَعَاشَ اِبْنُهٗ وَ لٰکِن لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ** یعنی اگر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اللہ کو منظور ہوتا تو آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم ضرور زندہ رہتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں (ابن ماجہ:۱۵۱۰) اب بتائے! آپ نے حدیث نمبر ۱۵۱۰ کیوں چھوڑ دی اور صرف ۱۵۱۱ کیوں پکڑ لی؟

ثالثاً یہی حدیث بخاری شریف میں بھی موجود ہے: **مَاتَ صَغِیْراً لَوْ قُضِیَ اَن یَّکُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیٌّ عَاشَ اِبْنُهٗ ، وَلٰکِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ** یعنی وہ بچپن میں

فوت ہو گئے، اگر اللہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی منظور ہوتا تو آپ کے بیٹے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری:۶۱۹۴)۔

رابعاً سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ: وَ لَو بَقِیَ لَکَانَ نَبِیّاً وَ لٰکِنْ لَّمْ یَکُنْ لِیَبْقٰی ، لِاَنَّ نَبِیَّکُمْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے اس لیے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں (الاستیعاب صفحہ۷۰)۔

خامساً صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اس وضاحت کو قرآن کے الفاظ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ کے ساتھ رکھ کر سمجھیں۔ اولا دامجاد میں سے صرف رجال کی نفی؟ قرآن کیا بتانا چاہتا ہے؟ اور پھر اسی سے متصل وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؟ اولادِ نرینہ کا ختم نبوت سے کیا تعلق؟

اگلے زمانوں میں اکثر ایسا ہوا ہے کہ نبی کی اولاد میں نبوت جاری ہوئی۔ معروف حدیث ہے اَلْکَرِیْمُ بْنُ الْکَرِیْمُ ابْنِ الْکَرِیمِ ابْنِ الْکَرِیْمِ ، یُوسُفُ بْنُ یَعْقُوبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاھِیمَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ (بخاری:۳۳۸۲)۔

قرآن نے اولادِ نرینہ کی نفی ختم نبوت کے حوالے سے کر دی ہے۔ اب اس حدیث کو سمجھنا کیا مشکل رہ گیا؟ اس حدیث میں بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بالغ ہو کر نبی بن جانے کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ تصریح فرماتے ہیں کہ: لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ وَ صَارَ نَبِیّاً لَزِمَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ نَبِیُّنَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یعنی اگر حضرت سیدنا ابراہیم زندہ رہتے اور چالیس سال کے ہو کر نبی بن جاتے تو لازم ہوتا کہ ہمارے نبی خاتم النبیین نہ رہیں (الموضوعات الکبیر صفحہ۹۹)۔

واضح ہو گیا کہ جس طرح لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَر ختم نبوت کی دلیل ہے بالکل اسی طرح لَو عَاشَ اِبرَاھِیم بھی ختم نبوت کی دلیل ہے اور ہماری دلیل کو قادیانی اپنی دلیل بنائے پھرتے ہیں۔

سادساً سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے الفاظ نَبِیُّکُمْ آخِرُ الْاَنْبِیَآءِ کے الفاظ قابل غور

Islam The World Religion

ہیں۔ لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْم میں ایک مفروضہ بیان ہوا ہے مگر اس کی وضاحت میں حضرت انس ؓ کی طرف سے آخر الانبیاء کی تصریح موجود ہے، یہ کوئی مفروضہ نہیں۔ خاتم کا معنی بیان کرتے وقت قادیانیوں نے جتنی چکر بازیاں کی ہیں صحابی نے آخر کا لفظ بول کر سب کچھ دھو کر رکھ دیا۔ تصریحات اور قطعیات کے مقابلے پر شبہات اور ظنیات کا سہارا لینا عیسائیوں کی بھی پرانی عادت ہے بلکہ ہر باطل طبقے کا یہی طرزِ استدلال ہوا کرتا ہے۔

سابعاً یہ ساری بحث اس صورت میں ہے کہ اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے، لیکن اس حدیث کے بارے میں علماء نے تصریح کر دی ہے کہ یہ حدیث موضوع اور سراسر باطل ہے۔ امام المحدثین، والصوفیاء الملہمین حضرت امام نووی قدس سرہ فرماتے ہیں: وَأَمَّا مَا رُوِیَ عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ : لَو عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ نَّبِیّاً ، فَبَاطِلٌ وَجَسَارَۃٌ عَلَی الْکَلَامِ فِی الْمُغَیَّبَاتِ، وَمُجَازَفَۃٌ، وَھُجُوْمٌ عَلیٰ عَظِیْمٍ مِنَ الزَّلَّاتِ، وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ یعنی وہ جو کسی متقدم سے روایت کیا گیا ہے کہ لَو عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ نَّبِیّاً، تو یہ باطل ہے اور غیبی امور کے معاملے میں جسارت ہے، اور بغیر سوچے سمجھے ایک بے تکی بات ہے، اور ایک نہایت بلند درجہ کی پھسلن ہے (تہذیب الاسماء واللغات جلد ا صفحہ ۱۴۰)۔

امام نووی کے ان الفاظ پر غور کیجیے، کس قدر جاندار الفاظ کے ساتھ اور مکمل اعتماد کے ساتھ اس حدیث کے ثبوت کا انکار فرما رہے ہیں۔ یہی الفاظ کئی دوسرے محدثین نے بھی نقل کر کے اس حدیث کا انکار کیا ہے۔

قادیانیوں کا ساتواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَا بَنِی آدَمَ إِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ الآیۃ اے بنی آدم جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے رسول آئیں (الاعراف: ۳۵)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب تک نسل آدم باقی ہے سلسلۂ انبیاء جاری رہے گا۔

جواب: اس طرح تو صاحبِ کتاب انبیاء کا سلسلہ بھی ماننا پڑے گا جو آپ کے اپنے موقف کے ہی خلاف ہے۔ اس آیت میں رسل کا لفظ ہے جو اسی بات کی تائید کرے گا اور دوسری جگہ فَإِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ مِنِّی ھُدًی (البقرۃ: ۳۸) میں ھُدًی کا لفظ نئی کتاب کی طرف واضح اشارہ کر رہا

Islam The World Religion

ہے۔اب آپ خود بھی اسی آیت میں پھنس گئے۔

ثانیاً صحیح صورتِ حال یہ ہے کہ آپ نے یہ آیت سیاق وسباق سے کاٹ کر بیان کی ہے۔ یہ سورۃ اعراف کی آیت ہے جس کے شروع میں ہی سیدنا آدم علیہ السلام کا قصہ موجود ہے۔دیکھوسورۃ اعراف آیت نمبر ۱۱ سے لے کر ۲۵ تک یہی قصہ موجود ہے اوراس سے فوراً بعد والی آیت نمبر ۲۶ میں فرمایا: یَا بَنِی آدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ۔ پھر چلتے چلتے آیت نمبر ۳۱ میں فرمایا: یَا بَنِی آدَمَ خُذُوا زِینَتَکُمْ عِندَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ پھر چلتے چلتے آیت نمبر ۳۵ میں فرمایا: یَا بَنِی آدَمَ إِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ ۔ یہ ہے وہ آیت جسے آپ نے سابقہ پوری صورتِ حال سے نکال کر غلط مفہوم پہنا دیا۔صاف سمجھ میں آ رہا ہے کہ یہ خطاب سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہِ نزول کے اعتبار سے ہے جنکے بعد اس دنیا میں بے شمار رسولوں نے آنا تھا اور کتابوں نے اترنا تھا۔اور قادیانیوں نے قرآنی مضمون کی طوالت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔

ثالثاً اسکی وضاحت تفسیر ابن جریر طبری کی اس روایت میں بھی موجود ہے۔امام طبری علیہ الرحمہ اپنی مکمل سند کیساتھ ابوسیار سلمی کا قول نقل کرتے ہیں کہ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ آدَمَ وَ ذُرِّیَّتَهٗ فِیْ کَفِّهٖ فَقَالَ: یَا بَنِی آدَمَ إِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِنْکُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم اور انکی اولاد کو اپنے دستِ قدرت پر رکھ کر یہ خطاب فرمایا تھا (ابن جریر جلد ۵ جزء دوم صفحہ ۱۹۵، حدیث نمبر: ۱۳۱۲ا)۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے کے بعد جدید سے جدید ہدایت کا سلسلہ جاری رہا إِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ مِنِّی هُدًی (البقرۃ: ۳۸)۔اور وقتاً فوقتاً رسول علیہم السلام بھی تشریف لاتے رہے إِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ (سورۃ اعراف: ۳۵)۔بالآخر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی اور قرآنِ مجید کا نزول ہوا اور آیت خاتم النبیین (احزاب: ۴۰) کے ذریعے سلسلہِ انبیاء کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا گیا، بات ختم۔

رابعاً ہم آپ کو نہایت سنجیدگی سے قرآن پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں، دیکھیے! قرآن شریف میں کسی بھی جگہ یَا اَیُّهَا النَّاس یا پھر کسی بھی جگہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کے خطاب کے بعد انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کا ذکر نہیں ملے گا۔صرف یَا بَنِیْ آدَمَ کے بعد یہ الفاظ موجود ہیں، جس سے دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ یہ خطاب محبوب کریم ﷺ کے

Islam The World Religion

زمانے یا اسکے بعد کے زمانے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ابتدائے آدمیت کے اعتبار سے وارد ہوا ہے۔

قادیانیوں کا آٹھواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اَللّٰہُ یَصْطَفِی مِنَ الْمَلَائِکَۃِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ** یعنی اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو اور انسانوں میں سے (الحج:۷۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک انسانوں میں سے رسول بھیجتا رہے گا۔

جواب: قادیانیوں نے پھر اپنے لیے مصیبت بنالی۔ اس لیے کہ ان کے اس استدلال سے صاحبِ کتاب رسولوں کا بھی قیامت تک آتے رہنا ثابت ہو جائے گا اور ختمِ نبوت کے خلاف جو پھاٹک کھلے گا اس میں سے صرف مرزا قادیانی ہی نہیں گزر پائیں گے بلکہ ان گنت صاحبِ کتاب انبیاء کا سلسلہ بھی نہیں رک سکے گا۔

ثانیاً آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ: ولید بن مغیرہ منافق نے کہا تھا: **أَأُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا** (ص:۸) یعنی ہم اتنے سارے لوگوں میں سے اسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہی قرآن کیوں اترا ہے؟ کفار کا خیال یہ بھی تھا کہ کوئی بشر رسول نہیں ہو سکتا۔ اس کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول فرشتے بھی ہو سکتے ہیں اور انسان بھی۔ اور رسولوں کو چننا تم لوگوں کا کام نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے فیصلے ہیں۔ آیت کے اگلے الفاظ **اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ** میں اسی طرف اشارہ ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اَللّٰہُ أَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ** (انعام:۱۲۴)۔ تفصیل کے لیے دیکھو (ابن جریر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۰، قرطبی جلد ۱۲ صفحہ ۹۰، بغوی جلد ۳ صفحہ ۲۳۳، البحر المحیط جلد ۶ صفحہ ۴۷۴، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۲۵ وغیرہ)۔ واضح ہو گیا کہ اس آیت کا تعلق نبوت کے انتخاب سے ہے نہ کہ اجراء ہے۔

ثالثاً بالفرض اس آیت میں سلسلہ انبیاء کا ذکر ہو بھی تو آیتِ ختمِ نبوت کے ذریعے اس سلسلے کا اختتام ثابت ہو جانے کے بعد اس سے استدلال باطل ٹھہرا۔

قادیانیوں کا نواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ** (آل عمران:۸۱)۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے وعدہ لیا۔ یہ وعدہ مرزا قادیانی کے بارے میں تھا۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ وعدہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تھا تو ہم دوسری آیت دکھاتے

ہیں جس میں تصریح موجود ہے کہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی وعدہ لیا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا (احزاب:۷)۔یہ وعدہ مرزا قادیانی کے لیے لیا گیا تھااور یہ وعدہ دینے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔

جواب: قرآن وسنت اور مفسرین ومحدثین کے اقوال میں کہیں یہ تصریح نہیں ملتی کہ یہ وعدہ مرزا قادیانی سے متعلق تھا۔ثانیاً ابوجہل،مسیلمہ کذاب،اسود عنسی وغیرہ اگر یہی بات کرتے یا پھر آج کوئی بھی سر پھرا شخص اٹھ کر یہ کہہ دے کہ یہ وعدہ میرے متعلق تھا،تو بتاؤ آپ اسے کیا جواب دو گے؟فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

ثالثاً ہم بتاتے ہیں کہ یہ وعدہ کس چیز سے متعلق تھا۔اسی آیت سے اگلے الفاظ پڑھیے جنہیں آپ ہڑپ کر گئے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ (احزاب:۸)۔ہم نے یہ وعدہ اس لیے لیا تا کہ اللہ تعالیٰ سچوں کوان کے سچ کے بارے میں پوچھے۔

ابھی بھی کوئی چکر چلانے کا شوق سوار ہوتو نہایت بنیادی تفسیر ابن جریر سے وضاحت لیجیے!فرماتے ہیں:اَخَذْنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَنْبِيَآءِ مِيْثَاقَهُمْ كَيْمَا اَسْأَلَ الْمُرْسَلِيْنَ عَمَّا اَجَابَتْهُمْ بِهِ اُمَمُهُمْ ، وَمَا فَعَلَ قَوْمُهُمْ فِيْمَا اَبْلَغُوْهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ مِنَ الرِّسَالَةِ یعنی ہم نے ان تمام انبیاء سے وعدہ لیا تا کہ ہم رسولوں سے پوچھیں کہ انکی امتوں نے انہیں کیا جواب دیااور انکی قوم نے کیا ردِّعمل کیا انکے رب کی طرف سے تبلیغ کے معاملے میں (ابن جریر طبری جلد۱۱ جزء۲ صفحہ۱۳۵)۔یہی بات تمام مفسرین نے مختلف الفاظ میں لکھی ہے مثلاً بغوی جلد۳ صفحہ۵۳۴،قرطبی ۱۴/۱۱۶،بیضاوی ۲/۲۴۰،تفسیر کبیر ۹/۱۵۹،ابن کثیر ۳/۶۳۶ وغیرہ۔

رابعاًاس آیت نمبر۷ کے بارے میں تمام مفسرین یہی لکھ رہے ہیں کہ:اَنْ يُّصَدِّقَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً یعنی تمام انبیاء سے وعدہ لیا گیا کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے(ابن جریر جلد۱۱ جزءدوم صفحہ۱۳۴،بغوی جلد۳ صفحہ۵۳۴)۔

قرطبی کے الفاظ بڑے شفاف اورزبردست ہیں۔فرماتے ہیں:اَی اَخَذَ عَلَيْهِمْ اَنْ

Islam The World Religion

يُعْلِنُوا اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُولُ اللّٰہِ ﷺ ، **وَ يُعْلِنَ مُحَمَّدٌ اَنْ لَّا نَبِی بَعْدَہٗ** یعنی اللہ نے تمام نبیوں سے وعدہ لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کریں اور ﷺ اس بات کا اعلان کریں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (قرطبی جلد۱۴ صفحہ۱۱۶)۔ اس عبارت کو بار بار پڑھیے امام قرطبی نے منکرین کو رگڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ ہماری دلیل کو منکرین نے اپنی دلیل بنا رکھا ہے۔

خامساً خود محبوب کریم ﷺ سے اس اخذِ میثاق سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: **كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِی الْخَلْقِ وَ آخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ** (ابن جریر حدیث ۲۱۶۰۹، بغوی جلد۳ صفحہ۵۳۴، دیلمی ۴۸۵۰۱، ابونعیم جلد۱ صفحہ۶، ابن عدی جلد۳ صفحہ۳۷۳، قرطبی جلد۱۴ صفحہ۱۱۶، ابن کثیر جلد۳ صفحہ۶۳۵، ابن ابی شیبہ جلد۷ صفحہ۴۳۸)۔ یہ ہے آیت میں نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے رکھنے کا سبب۔ واضح ہو گیا کہ قادیانی لوگ اپنے مرزا کی صداقت کی قسم پہلے ہی اٹھائے بیٹھے ہیں اور بعد میں قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو قرآن کو اپنے مخالف دیکھ کر خود نہیں بدلتے قرآن کو بدل دیتے ہیں۔ خبط کی انتہا یہ ہے کہ ختمِ نبوت کی دلیل کو اجرائے نبوت پر دلیل بنا لیتے ہیں۔

قادیانیوں کا دسواں سوال: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل کے طور پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: **فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهٖ أَفَلَا تَعْقِلُون** یعنی میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر گزار چکا ہوں، کیا تم میں عقل نہیں (یونس:۱۶)۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اعلانِ نبوت سے پہلے اتنا عرصہ لوگوں میں ٹھہرے رہے، تم ان کا اس وقت کا کوئی عیب بیان کرو۔ اعلانِ نبوت کے بعد وہ کس طرح یکا یک برے آدمی بن گئے؟

جواب: آپ نے آیت کا دوسرا ٹکڑا پڑھا ہے، پہلا حصہ نہیں پڑھا، مکمل آیت پڑھو اور غور سے سمجھو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهٖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ** (یونس:۱۶) یعنی فرما دو اگر اللہ چاہتا تو میں قرآن کو تمہارے سامنے تلاوت نہ کرتا اور اللہ تمہیں اس کا علم نہ دیتا، تو میں نزولِ قرآن سے پہلے ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں۔

مکمل آیت پڑھنے سے واضح ہو گیا کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمی ہونے کا ذکر ہے اور اُمی ہونے یعنی کسی انسان کا شاگرد نہ ہونے کے باوجود اس قدر فصیح و بلیغ کلام

Islam The World Religion

پیش کرنے کو آپ کی نبوت کی دلیل بنایا گیا ہے۔

بات بڑی آسانی سے طے ہوگئی کہ چونکہ نبی کریم ﷺ نے کسی انسان سے نہیں پڑھا لہٰذا یہ آیت آپ ﷺ کے حق میں فٹ بیٹھتی ہے اور چونکہ مرزا قادیانی نے انسان سے پڑھا ہے بلکہ بہت سے اساتذہ سے پڑھا ہے لہٰذا یہ آیت قادیانی کے حق میں فٹ نہیں بیٹھتی۔ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں:

بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خوان مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا............ بعد اسکے جب میں سترہ اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا............ بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں (کتاب البریہ ،روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۰،۱۸۱)۔

مرزا قادیانی کے متعدد اساتذہ کا ذکر آپ ان کی اپنی زبانی پڑھ چکے ہیں۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اساتذہ کو اپنا نوکر بھی سمجھتا تھا۔ مرزا اس مقدس ہستی کے منصب پر فائز ہونا چاہتا ہے جس کے بارے میں قرآن فرماتا ہے: الرَّحۡمٰنُ ،عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ (الرحمٰن:۱،۲) اور فرماتا ہے: عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰى (النجم:۵) اور فرماتا ہے: وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ (النساء:۱۱۳) اور فرماتا ہے: سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى (الاعلیٰ:۶)۔

بخدا جب ہم قادیانیوں کے اس قسم کے لایعنی سوالات کا جواب دینا پڑتا ہے تو وقت کے ضیاع کا احساس شدت سے دامن گیر ہوتا ہے مگر کیا کیجیے کہ عوام کے ایمان کو بچانے کی کوشش کرنا ہماری مجبوری ہے۔

مرزا قادیانی دوسرے مقام پر لکھتا ہے: میرے استاد ایک بزرگ شیعہ تھے ان کا مقولہ تھا کہ وباء کا علاج فقط تولّا اور تبرّی ہے۔ پہلے ائمہ اہل بیت کی محبت کو پرستش کی حد تک پہنچا دینا اور صحابہ کرام کو گالیاں دیتے رہنا اس سے بہتر کوئی علاج نہیں (دافع البلاء، روحانی

خزائن جلد ۱۸ اصفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)۔

سرِ راہ ایک لطیفہ بھی پڑھ لیجیے! مرزا قادیانی لکھتا ہے: میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ اصفحہ ۳۹۴)۔

اطلاعاً یہ بھی عرض ہے کہ مرزا کا یہ بیان حلفی ہے، اور مرزا خود لکھتا ہے: **وَالْقَسَمُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْخَبَرَ مَحْمُولٌ عَلَى الظَّاهِرِ لَا تَاوِيْلَ فِيْهِ وَلَا اِسْتِثْنَاءَ** یعنی قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس میں کوئی تاویل اور استثناء نہیں (حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۹۲)۔

نیز آیت **قَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ** میں قرآن جیسی فصیح و بلیغ کتاب کا ہمارے امی نبی ﷺ کی زبان پر جاری ہونا مذکور ہے اور فصاحت و بلاغت سیکھنے کے لیے ضروری نہیں کہ تورات، زبور اور قرآن کسی استاد سے پڑھے جائیں بلکہ صرف، نحو اور بلاغت وغیرہ سے ہی فصاحت پیدا ہوتی ہے۔ مرزا نے اگر بالفرض قرآن و حدیث کسی سے نہیں پڑھے تو کیا ہوا؟ اس کا صرف، نحو اور فارسی اساتذہ سے پڑھنا اور پھر اعجاز المسیح لکھ کر فصاحت کا چیلنج دینا اس کی صراحتاً تکذیب کر رہا ہے۔

ثانیاً ہم اس مسئلے کو مفسرین کی زبانی بھی واضح کرنا چاہتے ہیں تا کہ جھوٹے کو اس کے انجام تک پہنچا کر چھوڑیں۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا طَالَعَ كِتَاباً وَلَا تَلَمَّذَ لِاُسْتَاذٍ وَلَا تَعَلَّمَ مِنْ اَحَدٍ** یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا تھا، کسی استاد کی شاگردی اختیار نہیں کی تھی اور کسی ایک انسان سے بھی علم حاصل نہیں کیا تھا (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۲۵)۔

علامہ ابوحیان اندلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: **رَجُلٌ اُمِّيٌّ لَمْ يَتَعَلَّمْ وَ لَمْ يَسْتَمِعْ وَ لَمْ يُشَاهِدِ الْعُلَمَآءَ سَاعَةً مِنْ عُمُرِهٖ** یعنی امی ہستی۔ جنہوں نے کسی سے نہیں پڑھا اور کسی سے نہیں سنا اور اپنی عمر میں ایک لمحہ بھی علماء کی محفل میں نہیں گزارا (البحر المحیط جلد ۵ صفحہ ۱۷۷)۔

اس کے برعکس مرزا قادیانی سے یہ ساری شاگردیاں اور صحبتیں ثابت ہیں۔ اگر کسی قادیانی میں معمولی سی بھی انصاف کی رمق ہے تو ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ ایمان افروز بیانات پڑھ کر ضرور

Islam The World Religion

لرز جائے گا اور قادیانیت سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گا۔

ثالثاً حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ شریف میں ایک عمر گزارنا کس انداز سے تھا اور اس کے برعکس مرزا قادیانی کا عمر گزارنا کس انداز سے ہے۔ فرق ملاحظہ کیجیے!

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ کے لوگ صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی بھی معروف تھی اور آپ کا کردار بھی ہر کسی کے لیے سراپا اعتماد تھا۔ چنانچہ اسی آیت کی تفسیر میں علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ: وَ قَدْ بَلَغَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً تَطَّلِعُونَ عَلٰى اَحْوَالِهٖ وَ لَا يَخْفىٰ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ مِنْ اَسْرَارِهٖ یعنی میرا نبی تمہارے درمیان چالیس سال کی عمر تک پہنچا ہے، تم اس کے احوال پر مطلع ہو اور اس کا کوئی راز تم پر مخفی نہیں (البحر المحیط جلد ۵ صفحہ ۱۷۷)۔ كَانُوا عَالِمِيْنَ بِاَحْوَالِهٖ یعنی وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال سے آگاہ تھے (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۲۵)۔

اب دوسری طرف مرزا قادیانی کا حال اس کی اپنی زبانی ملاحظہ کریں لکھتا ہے:

اس بات کو عرصہ قریباً بیس برس کا گزر چکا ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ مجھ کو بجز قادیان کے چند آدمیوں کے اور کوئی نہیں جانتا تھا، یہ الہام ہوا: اَنْتَ وَ جِيْهٌ فِيْ حَضْرَتِيْ اَخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِيْ وَ تَفْرِيْدِيْ فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ یعنی تو میری نگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لیے چنا، تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت آ گیا ہے کہ تو پہچانا جائے اور لوگوں میں عزت کے ساتھ مشہور کیا جائے (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۴)۔

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارت کو غور سے دوبارہ پڑھیے۔ ایک ایک جملے پر توجہ دیجیے! مرزا قادیانی کو دعوائے نبوت کے زمانے اور مذکورہ بالا الہام ہو جانے تک کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس الہام کے بعد ان کے پہچانے جانے اور مشہور ہونے کا وقت آیا۔ ایسے شخص کا اپنے حق میں قَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُراً پڑھنا پاگل پن ہے کہ نہیں؟ مرزا کے اس الہام میں پائے جانے والے کفریات ایک علیحدہ بحث ہے۔

رابعاً محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی نے اپنی سابقہ عمر اور سیرت و کردار کو اپنی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یکا یک کفار کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیتی ہوئی عمر اور معروف کردار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کر کے کفار کو حیران کر دیا۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص یہی دلیل اپنے حق میں پیش کرتا ہے تو اس کی یہ حرکت لامحالہ منصوبہ بندی اور سرقہ یعنی چوری کہلائے گی۔

خامساً مرزا قادیانی خود اعتراف کرتے ہیں کہ دعوائے نبوت سے پہلے انگریز کے ملازم رہے، ان کا وقت بے ہودگی میں گزرا اور ان کا باپ ان سے ناراض رہا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

میرے والد صاحب اپنے بعض آباء واجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقتِ عزیز میرا ان بے ہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۲)۔

قادیانی کی اس تحریر پر غور کیجیے۔ یقیناً جناب نے ابھی بچ بچا کر ہی لکھا ہوگا۔ جب اعتراف اس حد تک جا پہنچا ہے کہ انگریز کی نوکری، بے ہودہ کاموں میں بہت سے وقت کا ضائع ہونا اور والد صاحب کی اکثر ناراضگی مان لی گئی تو حقیقت حال اس سے کتنی آگے ہوگی؟ اور اب ایسے شخص کا مدعی نبوت ہونا کس قدر ظلم ہے اور پھر **فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُراً** سے اس کا اپنی نبوت پر استدلال کس قدر ستم بالائے ستم اور مضحکہ خیز ہے؟

سادساً اگر اس آیت سے مرزا قادیانی کی نبوت پر استدلال درست ہے تو پھر **وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِىْ لَهُ** (یٰس: ۶۹) سے استدلال کرتے ہوئے ہم بھی مرزا قادیانی کو انکی شاعری کی وجہ سے جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔ اگر شاعری کرنا نبی کریم ﷺ کی شان کے لائق نہیں تو پھر مرزا قادیانی کے اپنے اصول کے مطابق مرزا کی شاعری اسے جھوٹا ثابت کر رہی ہے۔ یاد رکھو! نبی ہمیشہ خوبصورت ہوتا ہے جبکہ مرزا اس نعمت سے عاری ہے، نبی شاعر نہیں ہوتا جبکہ مرزا

شاعر ہے، نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا جبکہ مرزا کے کئی استاد ہیں، نبی متضاد نہیں بولتا جبکہ مرزا کی تضاد بیانیاں کثیر التعداد ہیں، نبی فحش گو نہیں ہوتا جب کہ مرزا کی کتابیں گالیوں سے لبریز ہیں۔

قادیانیوں کا گیارہواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ یعنی اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا خواہ ایک ہی ہوتا تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگِ گردن کاٹ دیتے (الحاقہ: ۴۴ تا ۴۶)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹے نبی کی رگِ گردن کاٹ دی جاتی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کی رگِ گردن نہیں کاٹی گئی لہٰذا ان کا سچا نبی ہونا ثابت ہوا۔

جواب: اس آیت میں یہ قاعدہ مذکور نہیں جسے آپ نے کھینچ نکالا ہے۔ اس آیت کو دوبارہ غور سے پڑھیں، فرمایا جا رہا ہے کہ اگر ہمارا یہ محبوب (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی جھوٹی بات گھڑ کے ہماری طرف منسوب کرے تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اس کی رگِ گردن کاٹ دیں۔

گویا اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی بات ہو رہی ہے۔ پھر آپ ﷺ کے دعوائے نبوت کی صداقت یا عدم صداقت کی بات بھی نہیں ہو رہی ہے بلکہ سچی نبوت کا اعلان کر چکنے کے بعد نزولِ قرآن کے دوران اپنی طرف سے کوئی آیت گھڑ کر قرآن میں داخل کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

اب بھی یقین نہ آئے تو اس سے فوراً پہلے والی آیت پڑھ لیں: تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الحاقہ: ۴۳)۔ یعنی یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اب نہ صرف تسلی ہو گئی بلکہ قادیانیوں کی خیانت اور قرآن میں قطع و برید بھی ثابت ہو گئی۔

ثانیاً قادیانی سوال میں اس آیت کا ترجمہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا البشیر الدین کا ہے۔ اپنے پیشوا کے اس ترجمے کو دوبارہ دیکھو! لکھتا ہے: ''اگر یہ شخص'' مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر لکھتا ہے: ''ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا خواہ ایک ہی ہوتا'' مراد اپنی طرف سے کوئی ایک آیت گھڑنا ہے نہ کہ اعلانِ نبوت۔

ثالثاً اگر جھوٹا اعلانِ نبوت کرنے والے کی رگِ گردن کٹنا ضروری ہوتا تو آج تک کے

تمام مدعیان کاذبہ کی رگِ گردن کٹ چکی ہوتی۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب سے لے کر بہاءاللہ ایرانی تک کسی کی رگِ گردن نہیں کٹی۔اور اگر آپ رگِ گردن کٹنے سے قتل ہونا مراد لیں تو ہم عرض کریں گے کہ بہاءاللہ قتل بھی نہیں ہوا بلکہ طبعی موت مرا اور اسکی امت کہلانے والے اب بھی دنیا میں بلکہ پاکستان میں بھی موجود ہیں۔انہیں بہائی فرقہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اگر آپ کہیں کہ ان سب مدعیانِ نبوت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ۲۳ سال کی مہلت نہیں ملی۔تو ہم عرض کرتے ہیں کہ بہاءاللہ دعوائے نبوت کے بعد تیس سال زندہ رہا۔

بہاءاللہ نے ۱۸۶۳ء میں نبوت کا اعلان کیا اور ۱۸۹۲ء میں بخار کے نتیجے میں طبعی موت کا شکار ہوا (بہاءاللہ وعصر جدید صفحہ ۴۶، صفحہ ۵۸)۔یہ پورے تیس سال بنتے ہیں۔

دوسری طرف خود مرزا قادیانی کا حال بھی دیکھنا ہوگا۔۲۳ سال کی مہلت اسے خود نہیں ملی۔مرزا نے ۱۸۹۱ء میں پہلا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں ہیضے کے نتیجے میں چل بسا۔یہ کل سترہ اٹھارہ سال بنتے ہیں۔جبکہ اسکے نبوت کے دعویٰ کے بارے میں بھی اسکی امت میں اختلاف ہے۔لاہوری فرقہ نبی نہیں مانتا بلکہ محض مجدد مانتا ہے اور قادیانی گروپ مرزا کو نبی تسلیم کرتا ہے۔یہ اختلاف مرزا کے اپنے متضاد بیانات کی وجہ سے کھڑا ہوا ہے۔مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں (آسمانی فیصلے صفحہ ۳، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۱۳)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۶)۔

مرزا قادیانی نے یہ رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں لکھا اس رسالہ کے آخر میں یہی تاریخ چھپی ہوئی موجود ہے۔تصریح دستیاب ہوگئی کہ ۱۹۰۱ء تک ابھی مرزا کے نبوت کا دعویدار ہونے اور نہ ہونے کے جھگڑے چل رہے تھے کہ جلد ہی ۱۹۰۸ء کا سال جان لیوا ثابت ہوا اور مرزا کی رگِ گردن کٹ گئی۔

Islam The World Religion

قادیانیوں کا بارہواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّینَ رَسُولًا مِنْهُمْ ، الی قولہٖ تعالیٰ وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ** (جمعہ:۲،۳)۔ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی دو بعثتوں کا ذکر ہے اولاً **فِی الْاُمِّیِّینَ** اور ثانیاً **وَآخَرِینَ مِنْهُمْ** اور یہی دوسری بعثت مرزا صاحب کی صورت میں ہوئی۔

جواب: اس آیت کا سیدھا سیدھا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی بعثت کا دائرہ قیامت تک وسیع ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات بھی اس دور سے لے کر قیامت تک کو محیط ہیں۔

معروف درسی کتاب بیضاوی میں یہی تفسیر ملاحظہ کریں جو امام بیضاوی علیہ الرحمہ نے چند لفظوں میں بتا دی ہے۔ لکھتے ہیں:

(وَآخَرِینَ مِنْهُمْ) عَطْفٌ عَلَى الْاُمِّیِّینَ ، اَوِ الْمَنْصُوبِ فِیْ یُعَلِّمُهُمْ وَ هُمُ الَّذِیْنَ جَآءُ وا بَعْدَ الصَّحَابَةِ اِلیٰ یَومِ الدِّیْنِ ، فَاِنَّ دَعْوَتَهٗ وَ تَعْلِیْمَهٗ یَعُمُّ الْجَمِیْعَ یعنی آخرین کا عطف امیین پر ہے اس لیے مجرور ہے، یا پھر **یُعَلِّمُهُمْ** میں **هُمْ** کی ضمیر پر اس کا عطف ہے اور اس صورت میں یہ منصوب ہے۔ آخرین میں مراد وہ امت ہے جو صحابہ کے بعد قیامت تک ہو گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا دائرہ بھی سب تک وسیع ہے اور تعلیم کا دائرہ بھی سب تک وسیع ہے (بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۴۹۲)۔

آیت کے الفاظ اور اسکی اس تفسیر کو بار بار سمجھ لیں اور اسکے بعد مرزا قادیانی کے مذکورہ استدلال کو سمجھیں، انشاءاللہ آپ کو ہنسی آ جائے گی کہ شیطان نے کس طرح قرآن میں بگاڑ پیدا کرنے کیلئے مرزا قادیانی کو رکیک حملے سکھائے **اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوحُونَ اِلیٰ اَوْلِیَاءِ هِمْ لِیُجَادِلُوکُمْ**۔

آیت کے اسی مفہوم کو مختلف مفسرین نے نہایت خوبصورت انداز میں پیش فرمایا ہے مثلاً علامہ ابوحیان اندلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **اَسْنَدَ تَعْلِیْمَ الآخَرِیْنَ اِلَیْهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَجَازاً لِمَا تَنَاسَقَ التَّعْلِیْمُ اِلیٰ آخِرِ الزَّمَانِ وَ تَلا بَعْضُهُمْ بَعْضاً** یعنی بعد والوں کی تعلیم کو بھی آپ ﷺ کی طرف مجازاً منسوب کیا اس لیے کہ اسی تعلیم کا آخری زمانے تک تسلسل رہے گا اور لوگ ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے جائیں گے (البحر المحیط جلد ۸ صفحہ ۳۷۰)۔

Islam The World Religion

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَیْ یُعَلِّمُھُمْ ، وَ یُعَلِّمُ الآخَرِیْنَ مِنْھُمْ ، اَیْ مِنَ الْاُمِّیِّیْنَ ، وَجَعَلَھُمْ مِنْھُمْ لِاَنَّھُمْ اِذَا اَسْلَمُوا صَارُوا مِنْھُم یعنی انہیں تعلیم دیتا ہے اوران میں سے آخرین کو بھی تعلیم دیتا ہے۔ بعد والوں کو امیوں میں اسلیے قرار دیا ہے کہ جب بعد والے مسلمان ہو جائیں گے تو انہی میں شمار ہوں گے (تفسیر کبیر ۱۰/۵۳۹)۔

تقریباً یہی بات بغوی جلد ۴ صفحہ ۳۸۷ پر بھی ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: لِاَنَّ التَّعْلِیْمَ اِذَا تَنَاسَقَ اِلیٰ آخِرِ الزَّمَانِ کَانَ کُلُّهٗ مُسْنَداً اِلٰی اَوَّلِهٖ یعنی اس لیے کہ جب آپ کی تعلیم کا تسلسل آخری زمانے تک جاری رہا تو سب کی نسبت ابتداء کی طرف ہو گئی (تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۸۲)۔

امام آلوسی علیہ الرحمہ کے ایمان افروز الفاظ سنیے!

اِشَارَةٌ اِلٰی عَدْمِ اِنْقِطَاعِ فَیْضِهٖ ﷺ عَنْ اُمَّتِهٖ اِلیٰ یَومِ الْقِیَامَةِ وَ قَدْ قَالُوا بِعَدْمِ اِنْقِطَاعِ فَیْضِ الْوَلِیِّ اَیْضاً بَعْدَ اِنْتِقَالِهٖ مِنْ دَارِ الْکَثَافَةِ وَ الْفَنَآءِ اِلٰی دَارِ التَّجَرُّدِ وَ الْبَقَآءِ یعنی اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کا فیض قیامت تک اس امت سے منقطع نہیں ہو گا اور علماء نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ولی بھی جب دار الفناء سے دار البقاء کی طرف منتقل ہوتا ہے تو اس کا فیض بھی منقطع نہیں ہوتا (روح المعانی جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۴)۔

ثانیاً یہی وہ ایمان افروز آیت ہے جس نے منکرینِ حدیث کا ناطقہ بند کر رکھا ہے اور اس آیت سے حدیث کی حجیت اور ضرورت قیامت تک کے لیے جاری وساری ثابت ہے اور بلا شبہ منکرینِ حدیث اور نیچری لوگ اسی راستے سے ہوتے ہوئے قادیانیت تک پہنچتے ہیں۔ یعنی پہلا قدم وَآخَرِینَ مِنْھُمْ سے ثابت ہونے والی حجیتِ حدیث کا انکار اور دوسرا قدم آخَرِینَ مِنْھُمْ سے مراد نئی بعثت ونئی رسالت۔

رابعاً آخرین کا دور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے اور اگر آخرین کے لیے نئی بعثت مانی جائے تو ہر دور کے آخرین کے لیے قیامت تک بار بار بعثت ماننا پڑے گی اور قادیانی اس تسلسل سے جان نہیں چھڑا سکیں گے۔ آخر کس اصول سے صرف تیرہ سو سال بعد مرزا قادیانی کی صورت میں اس بعثت کو تسلیم کیا جائے اور باقی صدیوں اور نسلوں کو کیسے محروم رکھا جائے؟

Islam The World Religion

خامساً بعد والی بعثت سے پہلی بعثت کا نسخ لازم آئے گا۔ اسلیے کہ تعلیمات کی موجودگی میں نئی بعثت کی ضرورت نہیں اور اگر نئی بعثت ضروری ہے تو پھر سابقہ تعلیمات کا کیا بنا؟ یہیں سے لا جواب ہوکر قادیانیوں کا لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو محض مجدد ماننے لگا۔

سادساً حدیث مرفوع میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ: **فِيكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ يَتَعَلَّمُهُ الْأَسْوَدُ وَالْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ** یعنی تمہارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جسے کالے، گورے اور سفید سب پڑھیں گے(مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۹۳۱)۔ قادیانی اصول کے مطابق لازم آئے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کالے کی طرف دوسری مرتبہ گورے کی طرف تیسری مرتبہ سفید کی طرف مبعوث ہوں۔ ایک حدیث میں اس طرح بھی ہے: **بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ** یعنی میں سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں (ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۱۰)۔

سابعاً آیت میں بار بار بعثت کا ذکر نہیں بلکہ مبعوث ہونے والے محبوب کا تعلق مختلف زمانے کے لوگوں کے ساتھ رسول کا ہے، یوں کہو کہ تعدد نفسِ فعل میں نہیں بلکہ اسکے محل اور متعلق میں ہے۔

ثامناً یہ آیت: **قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا** (اعراف:۱۵۸) کی طرح ہے اور اسی کا عکس حدیث شریف **اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً** (مسلم:۱۱۶۷) میں ہے۔ قادیانی قاعدے کے مطابق ہر ہر انسان کی طرف اور ہر ہر نوعِ مخلوق کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جدا ماننا پڑے گی۔ حالانکہ اس قسم کی آیات اور احادیث ختمِ نبوت کی دلیل ہیں اور قادیانی لوگ ہماری دلیل کو اپنی دلیل بنا رہے ہیں۔

تاسعاً اگر بفرض محال مرزا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہو تو پھر لازم آئے گا کہ مرزا صاحبِ شریعت ہو، رحمۃ العالمین ہو اور خاتم النبیین ہو، چلیے اور کچھ نہیں تو مرزا کم از کم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حافظِ قرآن ہی ہوتا۔ اور واضح رہے کہ مرزا قادیانی حافظِ قرآن نہیں تھا۔ اور اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ مرزا نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ بھی کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ! ایں چہ بوالعجبی است

عاشراً حدیث شریف میں ہے کہ: **عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ**

Islam The World Religion

قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثاً ، وَ فِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ ، وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ ، ثُمَّ قَالَ لَو كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ اَو رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ [مسلم حديث رقم :٦٤٩٨، بخاری حديث رقم :٤٨٩٧، ترمذی حديث رقم:٣٩٣٣]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی ''بعد میں آنے والے لوگ جو ابھی ان سے نہیں ملے''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے کوئی توجہ نہ فرمائی حتیٰ کہ میں نے تین بار سوال دوہرایا۔ ہم میں سلمان فارسی بھی تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک سلمان پر رکھا۔ فرمایا: اگر ایمان ثریا پر بھی موجود ہوگا تو ان فارسیوں میں سے ایک شخص وہاں بھی پہنچ جائے گا۔

اس حدیث میں آخَرِينَ مِنْهُمْ سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد والے تمام لوگ ہیں وَ هُمْ بَعْدَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کی طرف اشارہ کرنے سے مراد اعاجم کی جنس ہے اس لیے کہ آخرین کا لفظ عرب کے امیوں کے مقابلے پر استعمال ہوا ہے (کذا فی المرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۵۴) اور حدیث میں کوئی نیا مبعوث نہیں بتایا جا رہا بلکہ مبعوث الیہم بتائے جا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ حدیث میں رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ کے الفاظ ہیں جب کہ بخاری حدیث نمبر ۴۸۹۸ ، مسلم حدیث نمبر ۶۴۹۸ میں صرف رجال کی تصریح موجود ہے اور ابو نعیم کی حدیث میں یہ زیادت بھی ہے کہ: يَتَّبِعُونَ سُنَّتِيْ وَ يُكْثِرُونَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ اور ابو نعیم کی دوسری حدیث میں بِرِقَّةِ قُلُوبِهِمْ کے الفاظ زائد ہیں (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۷۵۵)۔

دوسری حدیث میں ہے کہ: عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنِّي أَنْزِعُ أَرْضًا وَرَدَتْ عَلَيَّ غَنَمٌ سُودٌ وَغَنَمٌ عُفْرٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِيهِمَا ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَنَزَعَ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَلَأَ الْحَوْضَ وَأَرْوَى الْوَارِدَةَ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا أَحْسَنَ نَزْعًا مِنْ عُمَرَ فَأَوَّلْتُ أَنَّ السُّودَ الْعَرَبُ وَأَنَّ الْعُفْرَ الْعَجَمُ یعنی حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا میں خواب میں دیکھا کہ میں کنویں میں سے پانی نکال رہا ہوں اور اس پانی پر کالی اور خاکی رنگ کی بکریاں آ گئیں، میرے بعد ابو بکر آئے اور ایک دو ڈول نکالے اور اس کے پانی نکالنے میں ضعف تھا اللہ اس کی مغفرت کرے، پھر عمر آئے اور اس قدر زور سے پانی نکالا کہ حوض کو بھر ڈالا اور آنے والی بکریوں کو سیراب کر دیا، میں نے کسی سردار کو اس قدر اچھے طریقے سے پانی نکالتے نہیں دیکھا، میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ کالی بکریوں سے مراد عربی ہیں اور خاکی رنگ کی بکریوں سے مراد عجمی لوگ ہیں (مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۸۶۳، ابو یعلیٰ: ۹۰۵)۔

اور یہ حدیث بنیادی طور پر بخاری اور مسلم میں بھی موجود ہے (بخاری حدیث: ۳۶۳۳، مسلم حدیث: ۶۱۹۷)۔ اور اس حدیث میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا عرب اور عجم کی ساری امت کو سیراب کرنا مذکور ہے مگر کیا مجال کہ انہوں نے خود کو حضور کی بعثت ثانیہ قرار دیا ہو۔ یا کسی نے عجم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ لی ہو!

تیسری حدیث میں ہے کہ: **اِنَّ مِنْ اَصْلَابِ اَصْلَابِ اَصْلَابِ رِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِیْ رِجَالًا وِ نِسَاءً مِنْ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ثُمَّ قَرَءَ وَ آخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْبِهِمْ** یعنی میرے صحابہ کی اولادوں کی اولادوں کی اولادوں میں سے مرد اور عورتیں ایسے ہوں گے جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی **وَ آخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْبِهِم** (ابن ابی حاتم/ اخرجہ الطبرانی کما فی مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۹، ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۷۹)۔

چوتھی حدیث میں ہے کہ: **عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدرِی ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ ، وَ اِنَّ رِجَالًا یَأْتُوْنَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّیْنِ ، فَاِذَا اَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوابِهِم خَیْرًا** [ترمذی حدیث رقم: ۲٦٥۰ ، ابن ماجة حدیث رقم: ۲٤۹]۔اَلْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک لوگ تمہارے تابع ہوں گے۔ لوگ تمہارے پاس زمین کے کونے کونے سے دین کی فقہ حاصل کرنے کے لیے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں اچھی تربیت دینا۔

Islam The World Religion

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اللہ کریم کے ارشاد: **وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً (الفرقان :۷۴)** کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ: **اَئِمَّةً نَقْتَدِی بِمَن قَبْلَنَا وَيَقْتَدِی بِنَا مَنْ بَعْدَنَا** [بخاری كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة ، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ]۔

ترجمہ: ہم ان کی پیروی کرتے ہیں جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں اور ہمارے بعد آنے والوں نے ہماری پیروی کرنی ہے۔

بتایئے! آخرین سے مراد کون ہوئے؟ ہم قرآن کی تفسیر صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ سیکھیں؟ اور اس قدر صریح اور شفاف توضیحات سامنے آ جانے کے بعد کیوں نہ مرزا قادیانی کو مسیلمہ کذاب کی بعثتِ ثانیہ تسلیم کریں؟

قادیانیوں کا تیرھواں سوال: اللہ تعالی فرماتا ہے: **عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهٖ أَحَدًا، إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ** یعنی اللہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں کرتا سوائے رسول کے جس پر راضی ہو (جن: ۲۶، ۲۷)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ رسول کے سواء کسی کو غیب نہیں بتاتا۔ چونکہ مرزا صاحب نے غیب کی پیش گوئیاں کی ہیں جو سچ ثابت ہوئیں لہٰذا ان کی بھی نبوت ثابت ہوئی۔

جواب: پیش گوئیوں کا سلسلہ دنیا بھر کے غیر مسلم ہندو، عیسائی، مجوسی، یہودی، سکھ سب کے ہاں جاری وساری ہے۔ آئے دن اخبارات میں خبریں آ رہی ہیں کہ پاکستان میں یہ ہونے والا ہے اور امریکہ میں وہ ہونے والا ہے، زلزلہ آ رہا ہے اور طوفان آ رہا ہے اور ان لوگوں کی متعدد تُک بندیاں صحیح بھی نکلتی ہیں۔ بے شمار نجومی، جفری اور بنگالی بابے بہت کچھ بتا دیتے ہیں۔ شریعت کو سمجھنے والوں کے لیے یہ بات سمجھنا بالکل مشکل نہیں کہ ختمِ نبوت کے اعلان کے بعد کسی کی صحیح پیش گوئی کو اس کی نبوت کی دلیل نہیں سمجھنا چاہیے۔

ثانیاً اگر یہ معیار درست ہے تو پھر مستقل اور صاحبِ کتاب نبوت کا اجراء بھی ثابت ہو جائے گا۔

ثالثاً اب ہم مرزا کی پیش گوئیوں کی بھی تفتیش کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی واضح اور شفاف

پیش گوئی کرنے کی بجائے ایک مبہم اور بندقسم کی پیش گوئی کر دیتا تھااور بعد میں اسکے خلاف واقع ہو جانے کے بعد اپنے الفاظ میں تاویلیں شروع کر دیتا تھا۔مثلاً آتھم عیسائی کے خلاف اس نے پوری کتاب لکھی ''انجام آتھم'' اور کہا کہ آتھم اتنے عرصے کے اندراندر مر جائے گا۔لیکن ہوااس طرح کہ آتھم کو کچھ بھی نہ ہوا۔مرزانے تاویل کر کے یوں جان چھڑائی کہ: میں نے کہا تھااگرآتھم نے توبہ نہ کی تو مر جائے گا۔لیکن آتھم نے دل ہی دل میں توبہ کر لی ہےاسلیے نہیں مرا(انجام آتھم صفحہ۱۳)۔

اس کے علاوہ مرزا کی کئی پیش گوئیاں ایسی ہیں جو بالکل ہی جھوٹی نکلیں۔مثلاً مرزا نے کہا کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا۔مرزا نے لاکھ جتن کیے مگر محمدی بیگم رحمۃ اللہ علیہا نے انہیں دھتکار دیا۔اور مرزا جی اس بارے بھی تاویلیں کرتے کرتے چل بسے۔

مرزا نے ثناء اللہ امرتسری کی موت کے لیے مدت مقرر کر دی۔مگر مرزا خود ان سے پہلے مر گیا۔کسی نے مرزا کی تاریخ موت خوب نکالی ہے:

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
اور تو زندہ رہے خود مر گیا

اس کے بیماروں کا ہوگا کیا علاج
کالرا سے خود مسیحا مر گیا

(۱۳۲۶ھ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چاند کے دوٹکڑے کرنا اور سورج کو واپس لانا جیسے معجزات ثابت ہیں۔مگر اس کے مقابلے پر مرزا کے مضحکہ خیز دعاوی آپ اس کتاب کے چوتھے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

رابعاً ایک پیش گوئی ایسی بھی ہے جو مرزا کے خلاف حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی: حضرت پیر صاحب قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں: ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا اور جوابِ سلام سے مشرف ہونا یہ نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی (سیف چشتیائی صفحہ۱۰۸)۔

یہ پیش گوئی ۱۹۰۱ء میں کی گئی تھی اور مرزا قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں واقع ہوئی۔سات

Islam The World Religion

آٹھ سال کی مہلت کے باوجود اس پیش گوئی کو جھوٹا ثابت نہ کر سکا۔ جبکہ پیر صاحب نبی ہونے کے نہیں بلکہ نبی کا فقیر ہونے کے دعویدار تھے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقاً۔

قادیانیوں کا چودھواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا (غافر:۳۴)۔

ترجمہ: اور یقیناً تمہارے پاس اس سے پہلے یوسف نشانیاں لے کر آیا، وہ جو کچھ لے کر آیا تم اس میں شک ہی کرتے رہے حتیٰ کہ جب اس کی وفات ہوگئی تو تم نے کہا کہ اب اس کے بعد اللہ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر زمانے کے لوگ اپنے زمانے کے نبی کو آخری نبی مانتے رہے ہیں۔ مسلمان بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔

جواب: اس آیت کا تعلق سیدنا یوسف علیہ السلام کے بعد نبوت سے ہے نہ کہ ہر زمانے سے۔ کم از کم آیت تو غور سے پڑھ لیں!

ثانیاً ان لوگوں کا لَن يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا کہنا محض اپنے جذبات کی بناء پر تھا اور دلیل کے بغیر تھا۔ جب کہ ہمارے پاس ختم نبوت پر قطعی دلائل موجود ہیں۔ دیکھو امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اِنَّمَا حَكَمُوا بِهٰذَا الْحُكْمِ عَلٰى سَبِيْلِ التَّشَهِّي وَ التَّمَنِّي مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ وَلَا بُرْهَانٍ یعنی ان لوگوں کا یہ فیصلہ دینا محض نفسانی خواہش کی بناء پر تھا اور ان کے پاس کوئی حجت اور برہان نہیں تھی (تفسیر کبیر جلد۹ صفحہ۵۱۳)۔

ثالثاً آیت میں لفظ رسول موجود ہے۔ تمہارا اپنا عقیدہ بھی یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی صاحب کتاب نبی نہیں آ سکتا۔ جو الزام آپ لوگوں نے ہم پر دیا ہے وہی الزام تم پر بھی آتا ہے۔

قادیانیوں کا پندرھواں سوال: نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرتِ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فناء فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی

طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوتِ کی چادر ہے۔ میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا ہے لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳،۴، مصنفہ مرزا قادیانی)۔

جواب: تعجب ہے کہ مرزا قادیانی صدیقی کھڑکی سے گزر کر نبی بن رہا ہے جب کہ خود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی نہ بن سکے۔ معمولی سی سوچ اور انصاف رکھنے والے کے لیے اس ساری رام کہانی کا اتنا سا جواب ہی کافی ہے۔

ثانیاً کیا پوری امت میں مرزا کے علاوہ کوئی صدیق اور کوئی فنا فی الرسول نہیں گزرا؟ یہ سلسلہِ تصدیق وفنا تو قیامت تک جاری وساری ہے اور بلا شبہ ہر دور میں ان گنت صدیقین اور ان گنت فنا فی الرسول ہوئے ہیں اور بعض کو ایسی فنائیت بھی حاصل ہوئی ہے کہ ان کا سایہ بھی گم ہو گیا۔ پھر ان سب کے حق میں ظلی نبوت ثابت ہونے میں کونسا امر مانع ہے؟ قادیانیوں پر لازم ہے کہ مرزا کی واقعی نامعقول باتوں کو نامعقول تسلیم کر لیں۔

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ نے ایک نہایت ایمان افروز واقعہ ذکر کیا ہے کہ: ایک صحابی نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انکی زیارت کے لیے بے تاب ہوں۔ ام المومنین کے پاس ایک آئینہ تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ مبارک دیکھ کر کنگھی وغیرہ فرماتے تھے۔ انہوں نے وہ آئینہ اس صحابی کے سامنے رکھ دیا۔ صحابی نے دیکھا کہ آئینے میں انکی اپنی صورت نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک نظر آ رہی ہے (بہجۃ النفوس شرح بخاری جلد ا صفحہ ۸۹، روح المعانی جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۰)۔

اس کامل فنائیت کے باوجود کیا مجال کہ صحابی نے کسی قسم کے دعویٰ یا لاف زنی کا ارتکاب کیا ہو: وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (النمل: ۸۸)۔

ثالثاً مرزا نے اس فنائیت کے علاوہ مسیحیت کا دعویٰ بھی دائر کر رکھا ہے اور انکا مسیحیت کا دعویٰ بھی مسیحی صفات اور کمالات کی بناء پر ہے۔ لہذا پہلے یہ فیصلہ کر لیجیے کہ مرزا قادیانی فنا فی الرسول ہے یا فنا فی المسیح؟ اور کیا واقعی مرزا قادیانی فنائیت کے بعد کمالاتِ محمدیہ اور کمالاتِ مسیحیہ پر مکمل طور پر فائز ہو چکے تھے یا نہیں؟ اور کیا وہ واقعی چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا سکتے تھے؟ اور واقعی مردوں کو زندہ کر

سکتے تھے؟ اور کیا اس بارے میں انکی عذر خواہی اور تاویلات قابل قبول ہیں یا نہیں۔

رابعاً یہیں تک بس نہیں ابھی تو مرزا قادیانی مہدویت کے بھی مدعی ہیں جب کہ احادیث میں مسیح اور مہدی کے درمیان واضح ترین امتیازات اور علیحدہ علیحدہ علامات مذکور ہیں۔ آخر آپ کون کون سے پھڈے سے جان چھڑائیں گے؟

خامساً مرزا فنا فی الرسول ہونے کے حوالے سے نبوت کا مدعی ہے جب کہ دوسری طرف مہدویت کے حوالے سے اس کا نبی نہ ہونا لازم آتا ہے۔ گویا مرزا بیک وقت بزعمِ خود نبی ہے بھی اور نہیں بھی۔ اس معمے کا کیا حل؟

سادساً اس سوال میں مرزا کے یہ الفاظ قابل غور ہیں ''یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا ہے لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا''

ذہین حضرات خدارا توجہ فرمائیں! اس جملے میں مرزا نے خاتم النبیین کا کونسا مفہوم تسلیم کیا ہے؟ بلا شبہ خاتم بمعنی آخری مان گئے ہیں۔ اگر یہی بات تھی تو پھر خاتم بمعنی آخری کے خلاف دلائل کے جھوٹے انبار لگانے کی کیا ضرورت تھی؟

خاتم بمعنی افضل ثابت کرنے کے چکر میں کیوں پڑے رہے؟ اور اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ پر زور لگانے کی کیا ضرورت تھے؟ اور اَللّٰہُ یَصْطَفِی پر محنت کرنے کی کیا مجبوری تھی؟ اور جن سوالات کے جوابات ہم نے دیے ہیں ان پر ہمارا وقت ضائع کیوں کیا؟ سچ ہے کہ جھوٹا شخص اپنے ہی بیانات میں کسی نہ کسی طرح الجھ کر رہ جاتا ہے۔

سابعاً فنا فی الرسول ہونے سے باقاعدہ رسالت کا حصول لازم آئے تو پھر فنا فی اللہ ہونے سے الوہیت کا حصول لازم آنا چاہیے۔ یہ بھی واضح رہے کہ کسی وقتی کیفیت میں مبتلا اور مغلوب الحال ہونے کی وجہ سے کسی کے منہ سے انا الحق کا صادر ہونا تو واقع ہوا ہے لیکن رسالت کا دعویٰ کرنے کی جرأت کسی مجذوب نے بھی نہیں کی۔ ''با خدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار'' کے معروف جملے میں اسی ادب کی طرف اشارہ ہے۔

ثامناً مرزا قادیانی لکھتا ہے: صدہا ایسے لوگ گزرے ہیں جن میں حقیقتِ محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا (آئینۂ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۶)۔

Islam The World Religion

سوال یہ ہے کہ پھران صدہا لوگوں نے مرزا کی طرح نبوت کا دعویٰ کیوں نہ کیا؟ مرزا کا دعوائے نبوت بوجہ ِفنائیت خالص کفر ہے، جب کہ اس کے علاوہ بھی دعوائے نبوت کے متعدد وجوہ مرزا سے صراحتاً ثابت ہیں جو سب کے سب کفر ہیں۔

قادیانیوں کا سولھواں سوال:۔ حضرت ابن قتیبہ اور ملا محمد طاہر گجراتی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول لَا نَبِیَّ بَعْدِہٗ کے منافی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مراد یہ ہے کہ کہ ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)۔

جواب:۔ یہ عبارت نقل کرنے میں آپ نے بددیانتی سے کام لیا ہے۔ چنانچہ ملا طاہر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عربی عبارت اس طرح ہے:

عِیْسٰی اِنَّہٗ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ یُکَسِّرُ الصَّلِیْبَ وَ یَزِیْدُ فِی الْحَلَالِ اَیْ یَزِیْدُ فِی حَلَالِ نَفْسِہٖ بِاَن یَّتَزَوَّجَ وَ یُوْلَدَ لَہٗ وَ کَانَ لَمْ یَتَزَوَّجُ قَبْلَ رَفْعِہٖ اِلَی السَّمَاءِ فَزَادَ بَعْدَ الْھُبُوْطِ فِی الْحَلَالِ فَحِیْنَئِذٍ یُؤْمِنُ کُلُّ اَحَدٍ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ لِلْیَقِیْنِ بِاَنَّہٗ بَشَرٌ ، وَ عَنْ عَائِشَۃَ قُوْلُوا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَ ھٰذَا نَاظِرًا اِلٰی نُزُوْلِ عِیْسٰی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور اپنے ذاتی حلال یعنی نکاح میں اضافہ کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی جب کہ آپ نے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے شادی نہیں کی تھی اور نیچے اترنے کے بعد اس حلال چیز کا اضافہ کریں گے، اب تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی بشریت کا یقین کریں گے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خاتم الانبیاء کہو اور لا نبی بعدہ نہ کہو، یہ بات ام المومنین نے حضرت عیسیٰ کے نزول کے پیش نظر فرمائی ہے (مجمع البحار جلد ۵ صفحہ ۵۰۲ تکملہ)۔

اس عبارت کو بار بار پڑھیے۔ ساری صورتِ حال کیا تھی اور آپ نے اسے کیا بنا ڈالا؟ آپ نے نزولِ مسیح والی بات کو کیوں چھپایا؟ نیز عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانے سے پہلے نکاح نہ کرنا اور بعد میں آکر نکاح کرنا مرزا قادیانی کی مسیحیت کو باطل ثابت کر رہا ہے، آپ نے اس بات کو کیوں چھپایا؟ **بَیِّنُوا وَ تُؤْجَرُوا**

Islam The World Religion

قادیانیوں کا سترھواں سوال:۔حضرت ملاعلی قاری لکھتے ہیں کہ: خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ ﷺ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو(الموضاعات الکبیر صفحہ ۱۰۰)۔

جواب:۔ یہاں بھی آپ نے اپنی روایتی بد دیانتی کا ثبوت دیا ہے۔موضوعاتِ کبیر میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیشِ نظر یہ بات لکھی گئی ہے۔آپ نے جو عبارت نقل کی ہے اس سے فوراً پہلے یہ الفاظ موجود ہیں: کَعِیْسیٰ وَالْخَضِرَ وَاِلْیَاسَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ فَلَایُنَاقِضُ قَولَہٗ تَعَالیٰ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔حضرت ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ خود لکھتے ہیں کہ دَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۴)۔

اس عبارت پر غور کیجیے۔ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ مطلق نبوت کا دعویٰ کرنے کی بات کر رہے ہیں اور اسے کفر قرار دے رہے ہیں اور اس کے کفر ہونے پر اجماع نقل کر رہے ہیں اور نبوت کی کوئی قسمیں بیان نہیں کر رہے جن میں سے کسی کا دعویٰ جائز اور کسی کا ناجائز ہو۔

ثانیاً حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ منزلت کی شرح میں لکھتے ہیں: لَا یَحْدُثُ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ لِاَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ السَّابِقِیْنَ ، وَ فِیْہِ اِیْمَآءٌ اِلیٰ اَنَّہٗ لَوْ کَانَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ لَکَانَ عَلِیّاً ، وَھُوَ لَا یُنَافِیْ مَا وَرَدَ فِیْ حَقِّ عُمَرَ صَرِیْحاً لِاَنَّ الْحُکْمَ فَرْضِیٌّ وَ تَقْدِیْرِیٌّ فَکَاَنَّہٗ قَالَ : لَوْ تُصُوِّرَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ جَمَاعَۃٌ مِنْ اَصْحَابِیْ اَنْبِیَاءَ وَ لٰکِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ، وَ ھٰذَا مَعْنیٰ قَوْلِہٖ ﷺ : لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ نَبِیّاً یعنی آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا حدوث نہیں ہوسکتا، اسلیے کہ آپ سابقہ انبیاء کے خاتم ہیں، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت علی ہوتے، یہ بات حضرت عمر کے حق میں وارد ہونے والی تصریح کے خلاف نہیں، اس لیے کہ یہ حکم فرضی اور تقدیری ہے، گویا آپ فرما رہے ہیں کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی متصور ہوتا تو میرے صحابہ کی ایک جماعت نبی ہوتی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، یہی معنی ہے آپ ﷺ کے اس فرمان کا: اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۱)۔

Islam The World Religion

سچ سچ بتاؤ! ملا علی قاری نے تمہاری تحریف کے پرخچے اڑا دیے کہ نہیں؟ بلکہ حضرت فاروقِ اعظم والی حدیث کی بھی وضاحت فرمادی اور لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ کو بھی واضح کر دیا۔ مزید سنیے، لکھتے ہیں: لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَیْ يُنَبَّاءُ فَلَا يَرُدُّ عِيْسٰى لِاَنَّهٗ نُبِّئَ قَبْلَهٗ یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو رد نہیں کرتی اس لیے کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں (شرح شفاء جلد ۴ صفحہ ۵۰۸)۔

قادیانیوں کا اٹھارہواں سوال: ۔حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ : معنی قولہ ﷺ : اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِی وَ لَا نَبِیَّ،اَیْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ يَكُوْنُ عَلٰى شَرْعٍ يُخَالِفُ شَرْعِی بَلْ اِذَا كَانَ يَكُوْنُ تَحْتَ حُكْمِ شَرِيْعَتِی یعنی قولِ رسول کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے۔ میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی، سے مراد یہ ہے کہ اب ایسا نبی نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف شریعت پر ہو۔ بلکہ جب کبھی کوئی نبی ہوگا تو وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہوگا (فتوحاتِ مکیہ باب: ۷۳)۔

جواب: ۔حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کی اس عبارت سے پہلے یہ الفاظ موجود ہیں جنہیں آپ چھپا گئے: فَاِنَّ النُّبُوَّةَ الَّتِیْ اِنْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّمَا هِیَ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ لَا مَقَامُهَا یعنی جو نبوت رسول اللہ کے تشریف لانے سے منقطع ہوگئی ہے وہ تشریعی نبوت ہے نہ کہ نبوت کا مقام ومرتبہ (فتوحاتِ مکیہ باب: ۷۳ جلد ۳ صفحہ ۲۹۲ مطبوعہ دار الاحیاء التراث العربی: ۲۰۱۰)۔

واضح ہو گیا کہ شیخ اکبر قدس سرہ العزیز نبی بننے کی بات نہیں کر رہے بلکہ نبوت کے درجات، کمالات اور صلاحیت کی بات کر رہے ہیں۔ خصوصاً نبوتِ تشریع کے مقابلے پر نبوت کے مقام کا لفظ لانا تشریع کے مفہوم کو بخوبی واضح کر رہا ہے۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے اگلے الفاظ یہ تھے جنہیں آپ نے ہضم کر لیا ہے: فَهٰذَا هُوَ الَّذِیْ اِنْقَطَعَ وَسُدَّ بَابُهٗ لَا مَقَامُ النُّبُوَّةِ یعنی یہ ہے وہ نبوت جو منقطع ہوگئی اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا، نہ کہ نبوت کا مقام (فتوحات مکیہ باب ۷۳)۔

مزید اگلے الفاظ یہ تھے جنہیں آپ کھا پی گئے: فَاِنَّهٗ لَا خِلَافَ اَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ

Islam The World Religion

السَّلَامُ نَبِیٌّ وَ رَسُوْلٌ وَ اِنَّهٗ لَا خِلَافَ اَنَّهٗ یَنْزِلُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ یعنی اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور سول ہیں اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے(فتوحاتِ مکیہ باب:۷۳)۔

فرمایئے ! آپ نے مکمل عبارت نقل کیوں نہیں کی؟اس لیے کہ نزولِ مسیح علیہ السلام کی بات نقل کرنے سے مرزا صاحب کا بستر گول ہو رہا تھا۔

اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اسی صفحے پر مزید لکھتے ہیں :وَ کَـذٰلِکَ کَانَ هَارُوْنُ ، فَسَدَدْنَا بَابَ اِطْلَاقِ لَفْظِ النُّبُوَّةِ عَلٰی هٰذَا الْمَقَامِ مَعَ تَحَقُّقِهٖ لِـئَلَّا یَتَخَیَّلَ مُتَخَیِّلٌ اَنَّ الْمُطَلِّقَ لِهٰذَا اللَّفْظِ یُرِیْدُ نُبُوَّةَ التَّشْرِیْعِ فَیَغْلِطَ یعنی یہی معاملہ حضرت ہارون علیہ السلام کا بھی ہے۔بس ہم نے مرتبے کے تحقق کے باوجود اس مقام پر نبوت کے لفظ کو استعمال کرنے کا دروازہ بند کر دیا ہے،تا کہ خیال کرنے والا اس لفظ کو استعمال ہوتا ہوا دیکھ کر تشریعی نبوت نہ سمجھ بیٹھے اور غلطی نہ کھائے(فتوحاتِ مکیہ جلد۳ صفحہ۲۹۲)۔

بتایئے آپ نے شیخ اکبر کی یہ عبارات کیوں چھپائیں؟ اور کیا شیخ اکبر علیہ الرحمت نے ان عبارات میں قادیانی مذہب کی دھجیاں بکھیر دی ہیں کہ نہیں؟ آپ نے لفظِ تشریع کی ایسی صاف وضاحت کر دی ہے کہ تمام صوفیاء کی اس قسم کی عبارات کو بے غبار کر کے دکھا دیا ہے۔پھر فَسَـدَدْنَـا بَابَ اِطْلَاقِ لَفْظِ النُّبُوَّةِ میں بھی قادیانیوں کے اندرونی مرض کا صحیح صحیح تریاق موجود ہے۔

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ العزیز ہی کی زبانی یہ مسئلہ ایک نئی جہت سے سمجھیے !فَلَیْسَ بَیْنَ الـنُّبُـوَّةِ الَّتِـی هِیَ نُبُـوَّةُ التَّشْـرِیْعِ وَ الصِّدِّیْقِیَّةِ مَقَامٌ وَلَا مَنْزِلَةٌ ، فَمَنْ تَخَطّٰی رِقَابَ الـصِّـدِّیْـقِیْـنَ وَقَعَ فِی النُّبُوَّةِ الرِّسَالِیَّةِ ، وَ مَنِ ادَّعٰی نُبُوَّةَ التَّشْرِیْعِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَقَدْ کَذَبَ بَلْ کَذَّبَ وَ کَفَرَ بِمَا جَآءَ بِهِ الصَّادِقُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی الـلّٰـهِ عَلَیْهِ وَسَلَّم یعنی تشریعی نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی مقام اور منزل نہیں ہے۔جس نے صدیقوں کی گردن پھلانگی وہ نبوتِ رسالیہ میں جا گرا،اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا اس نے جھوٹ بولا، بلکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے

Islam The World Religion

ہوئے دین کو جھٹلایا اور اس کا کفر کیا (فتوحاتِ مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)۔

اس عبارت پر غور کرو! تشریعی نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی مرتبہ نہیں۔ اگر تشریعی نبوت سے مراد صاحبِ کتاب نبوت ہوتی تو اس نبوت اور صدیقیت کے درمیان بے کتاب نبوت کا درجہ ضرور موجود ہوتا۔ شیخ اکبر نے واضح فرمادیا کہ تشریعی نبوت سے مراد شرعی معنی میں نبوت ہے جس میں نئی شریعت لانا یا پرانی شریعت پر ہونا دونوں شامل ہیں۔ ثانیاً صدیقین کی گردن پھلانگتے ہی نبوتِ رسالیہ میں جا پہنچنا بھی یہی بتا رہا ہے کہ تشریعی نبوت سے مراد وہی نبوت ہے جو صدیقین کے مرتبے سے فوراً اوپر ہوتی ہے اور وہ نبوت مراد نہیں جو بقول مرزا صدیقی کھڑکی سے ملتی ہو ورنہ خود صدیق اکبر اس کے ضرور حقدار ہوتے اور مرتبہ صدیقین اس نبوت سے نیچے نہ ہوتا۔ ثالثاً یہاں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے تشریعی نبوت کو نبوتِ رسالیہ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اس سے بات مزید واضح ہوگئی کہ تشریعی نبوت سے صوفیاء کی مراد باقاعدہ نبوت کی ذمہ داریوں والی نبوت ہے نہ کہ نبوت کی اہلیت۔

قادیانیوں کا انیسواں سوال:۔ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی۔ محض تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے قول مبارک **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَ لَا رَسُوْلُ** سے مراد صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو نئی شریعت لے کر آئے۔

جواب:۔ یہ وہی حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کی عبارت ہے جسے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا جواب تو ہو چکا مگر یہاں پھر آپ نے جو ڈنڈی ماری ہے اس کی وضاحت کر دینا ضروری ہے۔ جس کتاب الیواقیت والجواہر کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کی عبارت سے پہلے کیا تھا اور بعد میں کیا تھا۔ ہم سب کچھ نقل کرتے ہیں پھر آپ اپنے ضمیر کی عدالت میں کھڑے ہو کر اس کا جواب دینا کہ آپ نے یہ خیانت کیوں فرمائی؟

آپ نے جو عبارت نقل کی ہے اس سے پہلے یہ تھا: **هٰذَا بَـابٌ اُغْلِقَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَا یُفْتَحُ لِاَحَدٍ اِلٰی یَومِ الْقِیَامَةِ وَلٰکِنْ بَقِیَ لِلْاَوْلِیَاءِ وَحْیُ الْاِلْهَامِ الَّذِیْ**

لَا تَشْــرِیْعَ فِیْـہِ الخ یعنی وحی کا دروازہ ہے جو محمد ﷺ کی وفات کے بعد بند ہو چکا ہے اور قیامت تک کسی کے لیے نہیں کھلے گا، لیکن اولیاء کے لیے الہام کا سلسلہ باقی ہے جس میں تشریع نہیں ہوتی۔ اگر جبریل علیہ السلام کے ذریعے وحی کا سلسلہ باقی ہوتا تو عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعتِ محمدی کے مطابق فیصلہ نہ کرتے بلکہ جبریل کی لائی ہوئی وحی کے ذریعے فیصلہ کرتے (الیواقیت والجواہر جلد۲ صفحہ ۳۷)۔

یہ فرما رہے ہیں کہ اب وحیِ نبوت کا دروازہ قیامت تک کے لیے بند ہے جب کہ آپ کے مرزا صاحب پانچ جلدوں میں اپنی وحی کی کتاب براہین احمدیہ اٹھائے پھرتے ہیں۔ امام شعرانی فرما رہے ہیں کہ وحی نہیں بلکہ الہام جاری رہیں گے۔ بتایئے وحی کی نفی اور الہام کا اثبات کیا بتا رہا ہے؟ امام شعرانی فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں کو الہام ہوگا وہ اولیاء ہوں گے۔ بتایئے امام شعرانی نے انہیں نبی کیوں نہیں کہا؟ امام شعرانی فرما رہے ہیں کہ ان اولیاء کے الہام میں تشریع نہیں ہوتی۔ بتایئے تشریع کا معنیٰ کیا ہوا؟ آپ نے تشریعی نبی سے صاحبِ کتاب ہونے کا جو فراڈ چلا رکھا ہے وہ کچلا گیا کہ نہیں؟ تشریع سے مراد نبوت والی وحی ثابت ہوگئی کہ نہیں خواہ اس کا تعلق نئی شریعت سے ہو یا اسی شریعت کی وضاحت ہو؟

یہ تھی امام شعرانی کی عبارت سے پہلے کی صورتِ حال۔ اب دیکھئے کہ اس کے بعد انہوں نے کیا لکھا تھا جسے آپ نے ہڑپ کر لیا۔ فرماتے ہیں:

ھُوَ مِثْلُ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ھَلَکَ کِسْرٰیٗ فَلَا کِسْرٰیٗ بَعْدَہٗ الــــخ یعنی نبوت اور رسالت منقطع ہونے والی حدیث اسی طرح ہے جیسے یہ حدیث ہے کہ: جب کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ اب قیصر و کسریٰ تو روم اور فارس کے بادشاہ ہوا کرتے تھے، لیکن ان ملکوں میں بادشاہی پھر بھی قائم رہی لیکن قیصر و کسریٰ کا نام استعمال ہونا بند ہو گیا اور ان بادشاہوں کو کوئی دوسرا نام دے دیا گیا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ انبیاء کو نبوت کا نام دیا گیا ہے اور ہمیں لقب، یعنی نبی کا نام ہم سے ہٹا دیا گیا ہے، اگرچہ اللہ تعالیٰ ہمیں باطنی طور پر اپنے کلام اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کے معانی بتاتا ہے۔ ایسے مقام کے لوگوں کو

Islam The World Religion

انبیاء کی بجائے اولیاء کا نام دیا گیا ہے۔ حُجِرَ عَلَیْنَا اِسْمُ النَّبِیّ مَعَ اَنَّ الْحَقَّ یُخْبِرُنَا فِیْ سَرَائِرِنَا بِمَعَانِیْ کَلَامِہٖ وَ کَلَامِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ یُسَمّٰی صَاحِبُ ھٰذَا الْمَقَامِ مِنْ اَنْبِیَاءِ: اَلْاَوْلِیَاءَ الخ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۷۴)۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کے ساتھ اگر حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِی وَسَیَکُوْنُ خُلَفَآءُ پر نظر رکھیں تو بات بالکل شفاف اور واضح ہے، اور قادیانیوں نے دونمبری کی انتہا کر دی ہے۔

اس سے بھی آگے پڑھیے۔ امام شعرانی علیہ الرحمہ اسی سے آگے ایک سوال اٹھا کر خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔

سوال:۔ مَا الْحُکْمُ فِیْ تَشْرِیْعِ الْمُجْتَھِدِیْنَ ؟ یعنی اجتہاد کرنے والے علماء کی تشریع کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اِنَّ الْمُجْتَھِدِیْنَ مَن لَّمْ یُشَرِّعُوْا شَیْئاً مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ وَ اِنَّمَا شَرَّعُوْا مَا اقْتَضَاہُ نَظَرُھُمْ فِی الْاَحْکَامِ فَقَطْ الخ یعنی مجتہدین نے اپنے پاس سے کسی چیز کو شریعت میں داخل نہیں کیا بلکہ وہ تو صرف ان کا اجتہاد ہے جو قرآن وسنت کے احکام کی روشنی میں ہے (حاصل الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۷۴)۔

امام شعرانی علیہ الرحمہ کے سوال جواب کی اس عبارت کو بار بار پڑھیے۔ خصوصاً قادیانی عوام سے درخواست ہے کہ اس پر اچھی طرح غور کریں۔ آپ کے پیشوا جو فراڈ آپ کو لگا رہے ہیں آپ خود اسے سمجھ جائیں گے۔ اس عبارت میں مجتہدین کے اجتہاد کو بھی تشریع کہا گیا ہے۔ جس سے صاف واضح ہو گیا کہ تشریع سے مراد قرآن کے مقابلے پر نئی کتاب نہیں ہوتی بلکہ تشریع سے مراد شریعت کی وضاحت کرنا ہوتی ہے اور یہ وضاحت وحی اور نبوت کے ذریعے کرنا بند ہے اور اجتہاد و الہام کے ذریعے کرنا جاری ہے۔ قادیانی جہاں کہیں بھی تشریع کا لفظ دیکھتے ہیں تو واویلا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسی عبارت سے علماء کی مراد یہی مراد ہوتی ہے۔

ہمارے اس پیراگراف نے قادیانیت کے اس فریب کو دفن کر کے رکھ دیا ہے اور صوفیاء کی بات صوفیاء ہی کی زبان سے واضح کر دی گئی ہے۔ آپ نے علماء کی جتنی بھی عبارتیں پیش کی ہیں ان میں آپ نے اسی لفظ سے دھوکا دیا ہے اور اس ایک لفظ کی وضاحت آ جانے کے بعد اصولی طور پر

آپ کی تمام عبارات کی تردید ہوگئی ہے۔

قادیانیوں کا بیسواں سوال : ۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس قول لا نبی بعدی سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ جو نبوت اور رسالت ختم ہوگئی ہے وہ حضور ﷺ کے نزدیک نئی شریعت والی نبوت ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۱۹)۔

جواب : ۔حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں نئی شریعت والی نبوت کا لفظ موجود نہیں ہے اور آپ نے حوالہ نقل کرنے میں بددیانتی سے کام لیا ہے۔شاہ صاحب کی اصل عبارت اس طرح ہے: **فَعَلِمْنَا بِقولِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُولَ اَنَّ النُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ وَ الرِّسَالَةَ ، اِنَّمَا يُرِيْدُ بِهَا التَّشْرِيْعَ ، فَلَمَّا كَانَتِ النُّبُوَّةُ اَشْرَفَ مَرْتَبَتِهٖ وَ اَكْمَلَهَا ، يَنْتَهِی اِلَيْهَا مَنِ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی مِنْ عِبَادِهٖ، عَلِمْنَا اَنَّ التَّشْرِيْعَ فِی النُّبُوَّةِ اَمْرٌ عَارِضٌ بِكَونِ عِيْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ فِيْنَا حَكَماً مِنْ غَيْرِ تَشْرِيْعٍ وَهُوَ نَبِیٌّ بِلَا شَكٍّ وَ خَفِيَتْ مَرْتَبَةُ النُّبُوَّةِ فِی الْحَقِّ بِانْقِطَاعِ بِالتَّشْرِيْعِ** یعنی ہم نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمان **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ** سے جان لیا کہ نبوت اور رسالت منقطع ہو چکی ہے۔اس سے مراد تشریع ہے۔جبکہ نبوت تشریع کا اشرف واکمل مرتبہ ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے چنے ہوئے بندے ہی اس تک پہنچتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریع کے بغیر ہم میں نازل ہو کر فیصلے کرنے سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ نبوت میں تشریع کا ہونا ایک معروضی امر ہے، حالانکہ وہ بلاشبہ نبی ہیں، اور تشریع کے منقطع ہو جانے کی وجہ سے انکا مرتبہ نبوت حق میں پوشیدہ ہو گیا (قرۃ العینین صفحہ ۳۱۹)۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی عبارت کو بار بار پڑھیے۔فرما رہے ہیں کہ: **اِنَّمَا يُرِيْدُ بِهَا التَّشْرِيْعَ** یعنی نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے سے مراد تشریعی حیثیت کا انقطاع ہے۔آگے دیکھیے ! **اِنَّ التَّشْرِيْعَ فِی النُّبُوَّةِ اَمْرٌ عَارِضٌ** یعنی لوگوں کے ساتھ نبوت والا تعلق رکھنا (تشریع) ایک عارضی امر ہے جب کہ تعلق مع اللہ کے لحاظ سے نبوت موجود ہوتی ہے۔اسی بات کو واضح کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں: **وَهُوَ نَبِیٌّ بِلَا شَكٍّ وَ خَفِيَتْ مَرْتَبَةُ النُّبُوَّةِ فِی الْحَقِّ بِانْقِطَاعِ بِالتَّشْرِيْعِ** یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ نبی ہیں مگر تشریع کے منقطع ہو جانے کی وجہ

Islam: The World Religion

سے ان کا مرتبہ نبوت اللہ کی بارگاہ میں پوشیدہ ہو گیا۔ یہاں حضرت شاہ صاحب نے انتہائی وضاحت کر دی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت ہی صرف عنداللہ قائم ہوگی اور تعلق مع الخلق کے لحاظ سے پوشیدہ ہو جائے گی، صاحبِ کتاب ہونا بھی اور بے کتاب ہونا بھی۔

انتباہ: ایک فن کی اصطلاح کو دوسرے فن میں فٹ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً منطق کی جنس اور نوع ،اصول کی جنس اور نوع کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ بعض صوفیاء کی اصطلاح میں غیر تشریعی نبوت سے مراد کمالاتِ نبوت ہوتی ہے جسے ولایت بھی کہا جاتا ہے، ان ولیوں کو وہ اَنْبِيَاءُ الْاَوْلِيَاء کی قید کے ساتھ لکھتے ہیں، مگر ان کے لیے مطلق نبی یا رسول کا لفظ بولنا کفر سمجھتے ہیں اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صاحبِ کتاب اور بے کتاب نبی کا آنا ختمِ نبوت کے پیشِ نظر ممنوع سمجھتے ہیں حتیٰ کہ سیدنا جبریل علیہ السلام کے ذریعے وحی کا نزول ہی ممتنع مانتے ہیں۔

قادیانیوں کو مرزا نے دھوکا یہاں دیا ہے کہ بِـالتَّشْـرِيْعِ سے مراد صاحبِ شریعت نبی لی ہے حالانکہ یہاں لوگوں کے ساتھ نبی جیسا تعلق رکھنا اور شرعی معنیٰ میں نبی ہونا مراد ہے۔ اس امر کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیشِ نظر فرمائی ہے اور واقعی لوگوں کے ساتھ ان کا تعلق نبی والا نہیں ہوگا جب کہ وہ عنداللہ نبی ہوں گے۔

ہم آپ کو مزید یقین دلانے کے لیے قطبِ عالم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ایک مکاشفہ سناتے ہیں، لکھتے ہیں:

ایں فقیر در جناب آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم عرض کرد بوجھے از کلام روحانی کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم چہ می فرمایند در فرقہ شیعہ الخ یعنی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روحانی طور پر عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیعہ فرقے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، جو محبتِ اہلِ بیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے عداوت رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیضان جاری فرمایا کہ: ان لوگوں کا مذہب باطل ہے، اور ان کے مذہب کا بطلان امام کی تعریف پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے جو انہوں نے گھڑ رکھی ہے۔ میں نے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق امام کے معنی پر غور کیا تو مجھ پر واضح ہوا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام معصوم ہوتا ہے، امام کی اطاعت فرض ہوتی ہے، وحی باطنی جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم کا القاء ہوتا ہے اور اس القاء کو شیعہ خطاء سے پاک اور قطعی سمجھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ امام کو اللہ تعالیٰ خود مقرر کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے احکام پہنچائے، اور در حقیقت یہی وہ صفات ہیں جو نبی کے لیے ہوتی ہیں اور یہی نبوت کی تعریف ہے کہ بَعَثَهُ اللّٰهُ لِتَبْلِيْغِ الْاَحْكَامِ یعنی نبی وہ ہے جسے اللہ نے احکام پہنچانے کے لیے مقرر کیا ہو، وہی اللہ کی طرف سے مقرر ہونا اور اطاعت کا فرض ہونا نبی کے لیے بھی ہوتا ہے، تو واضح ہو گیا کہ یہ لوگ ختم نبوت کے ہی قائل نہیں ہیں اور اماموں رضی اللہ عنہم کے لیے اندرونی طور پر نبوت ثابت کرتے ہیں اگرچہ نبوت کا نام استعمال نہیں کرتے، کیا اس عقیدے سے بدتر بھی کوئی عقیدہ ہوسکتا ہے؟ وَ هَلْ عَقِيْدَةٌ اَقْبَحَ مِنْ ذٰلِكَ (الانتباہ فی سلاسل الاولیاء صفحہ ۸، ۹)۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی مذہب کو سولی پر چڑھا دیا ہے، بخدا اگر معمولی خوف خدا بھی ہوگا تو ایسی زبردست وضاحت کے بعد کوئی قادیانی حضرت شاہ صاحب کی عبارت سے اپنے حق میں استدلال نہیں کر سکے گا۔

قادیانیوں کا اکیسواں سوال:۔ حضرت حافظ برخوردار صاحب لکھتے ہیں کہ: اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو نئی شریعت لے کر آئے، ہاں اللہ جسے چاہے انبیاء، اولیاء میں سے (حاشیہ نبراس از برخوردار صفحہ ۴۴۵)۔

جواب:۔ حافظ برخوردار صاحب کی عبارت کا جس طرح آپ نے ترجمہ کیا ہے اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نئی شریعت والا نبی بھی آ سکتا ہے۔ تشریع کی نفی کے بعد ''ہاں مگر اللہ جسے چاہے'' کا یہی مطلب بنے گا۔ اب یہ مصیبت کس پر پڑی؟

ثانیاً عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ شرعی معنی میں نبی نہیں آ سکتا اور یہ استثنیٰ منقطع ہے۔

ثالثاً آپ نے اس عبارت کا ترجمہ کرنے میں بددیانتی بھی کی ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے: وَالْمَعْنٰى: لَا نَبِيَّ بِنُبُوَّةِ التَّشْرِيْعِ بَعْدِيْ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَنْبِيَاءِ الْاَوْلِيَاءِ اِنَّ الْحَقَّ سُبْحَانَهٗ يُخْبِرُهُمْ فِيْ سَرَائِرِهِمْ بِمَعَانِيْ كَلَامِهٖ ...... وَ قَدْ كَانَ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ الْجِيْلَانِيُّ، يَقُوْلُ اُوْتِيَ الْاَنْبِيَاءُ اِسْمَ النُّبُوَّةِ وَ اُوْتِيْنَا اللَّقَبَ اَيْ حُجِرَ

عَلَیْنَا اِسْمُ النَّبِیِّ مَعَ اَنَّ الْحَقَّ یُخْبِرُنَا فِی سَرَائِرِنَا بِمَعَانِی کَلَامِہٖ وَ کَلَامِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ یُسَمّٰی صَاحِبُ ھٰذَا الْمَقَامِ مِنْ اَنْبِیَاءِ الْاَوْلِیَاء.

ترجمہ: لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے مراد آپ کے بعد تشریع کا نہ ہونا ہے، سوائے اس کے جو اللہ چاہے اَنْبِیَاءِ الْاَوْلِیَاء میں سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ انہیں خفیہ طور پر اپنے کلام کے معانی بتاتا ہے...... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے تھے کہ نبیوں کو نبوت کا نام دیا گیا ہے اور ہمیں لقب یعنی ہم سے نبی کا نام ہٹا لیا گیا ہے، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ ہمیں خفیہ طور پر اپنے کلام کے معانی اور اپنے ﷺ کے کلام کے معانی بتاتا ہے۔ اس مقام والے کا نام ولایت کا نبی ہے (حاشیہ برخوردار صفحہ ۴۴۵)۔

قادیانی غور کریں، الفاظ تھے: مِنْ اَنْبِیَاءِ الْاَوْلِیَاء آپ نے اسے قرار دیا ہے مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْاَوْلِیَاءِ۔ بتائیے آپ نے انبیاء پر ال کیوں لگایا؟ اور انبیاء کو اولیاء کی طرف مضاف کیا گیا تھا مگر آپ نے ان کے درمیان عطف کیوں بنایا؟

انبیاء الاولیاء سے مراد ہے وہ اولیاء جو روحانی طور پر کمالاتِ نبوت کو پہنچ جائیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو نہ تو نبی ہیں اور نہ ہی شہید مگر قیامت کے دن نبی اور شہید بھی انکا مرتبہ دیکھ کر رشک کریں گے اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسٌ مَا ھُمْ بِاَنْبِیَاءَ وَلَا الشُّھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِمَکَانَتِھِمْ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (ابوداؤد حدیث :۳۵۲۷)۔ بتائیے آپ نے یہ بددیانتی کیوں کی؟

رابعاً اس سے آگے اس بات کی وضاحت بھی موجود ہے کہ حُجِرَ عَلَیْنَا اِسْمُ النَّبِیِّ یعنی ہمارے لیے نبی کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔ اب بتائیے! وَیُسَمّٰی صَاحِبُ ھٰذَا الْمَقَامِ مِنَ اَنْبِیَاءِ الْاَوْلِیَاء کو سمجھنا کیا مشکل رہ گیا؟

بتائیے آپ نے یہ اگلی عبارت نقل کیوں نہ کی اور حق کو واضح کیوں نہ ہونے دیا؟ کیا حُجِرَ عَلَیْنَا اِسْمُ النَّبِیِّ کے الفاظ نبوت کے اجراء کی نفی نہیں کر رہے؟ یہ بھی بتانا پڑے گا کہ کیا آپ حضور غوثِ اعظم کو نبی مانتے ہیں؟ اور کیا حضور غوثِ اعظم نے خود اپنی نبوت کا اعلان فرمایا ہے؟

قادیانی مذہب پر اہم سوال: ہم نے علماء و صوفیاء علیہم الرحمۃ کی عبارات کا صحیح مفہوم واضح کر دیا ہے۔ اب ہمارا سوال یہ ہے کہ ان عبارات کو جو مفہوم آپ لوگوں نے پہنایا تھا اس کی روشنی میں

یہی صوفیاء اور اولیاء خود نبی ثابت ہو رہے ہیں بتایئے! ان سب نے اعلانِ نبوت کیوں نہ کیا؟ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَقَدِ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَيْنَ جَنْبَيْهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُوحىٰ إِلَيْهِ یعنی جس نے قرآن کی تلاوت کی بے شک اس نے نبوت کو اپنے سینے میں سمو لیا ،فرق یہ ہے کہ اس پر وحی نازل نہیں ہوتی (مستدرک حاکم حدیث:۲۰۶۶)۔

یہ حدیث صوفیاء کی مذکورہ بالا تمام عبارات کو واضح کر رہی ہے۔اس کا مطلب صرف یہ ہی ہے کہ قرآن پڑھنا، یا حفظ کرنا نبوت کے کمالات میں سے ہے نہ یہ کہ ہر قاری نبی بن جاتا ہو، ورنہ قرآن تو ہر مسلمان پڑھتا ہے،تو پھر ہر مسلمان کا نبی بن جانا لازم آئیگا۔جو شخص اتنی سی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتا بلا شبہ وہ کند ذہنی اور بدنیتی دونوں کا مرکب ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اس صفحہ ہستی پر کوئی آیت یا حدیث یا کسی عالم کا قول ہی پیش کر دیں جنہوں نے فرمایا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نبوت کا اعلان کریں گے۔ہم عرض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ وہی اسرائیلی عیسیٰ ہوں گے لہٰذا سب کو معلوم ہوگا کہ ان کی سابقہ نبوت بھی مسلم ہے اور نزول کے بعد ان کا تشریعی نہ ہونا بھی مسلم ہے۔لہٰذا نہ انہیں اعلانِ نبوت کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی کسی کو ان کی جانچ پڑتال کی ضرورت پیش آئے گی۔جبکہ مرزا قادیانی نے نبوت کا اعلان بھی کیا اور لوگوں میں سے بعض نے اقرار اور اکثریت نے انکار بھی کیا۔بحث مناظرے، فسادات اور مقدمہ بازی بھی ہوئی۔اس سارے پھڈے کا ثبوت کیا ہے اس کی اجازت کہاں ہے اور امت نے اس سے کیا کھویا اور کیا پایا؟

قادیانیوں کا بائیسواں سوال:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو اگر نبی کی حیثیت سے آئیں گے تو ان کا آنا ختمِ نبوت کے منافی ہے اور اگر نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے تو ان کی نبوت کا زوال لازم آئے گا۔

جواب:۔ ہر نبی کی نبوت کے دو پہلو ہیں۔ایک تعلق مع اللہ کے اعتبار سے اور دوسرا تعلق مع الخلق کے اعتبار سے۔جب کسی بھی نبی کو نبوت مل جائے تو تعلق مع اللہ کے اعتبار سے اس کی نبوت پر کبھی زوال نہیں آ سکتا اور عنداللہ نبی ہی رہتا ہے۔لیکن تعلق مع الناس اور توجہ الی الخلق کے اعتبار سے ہر نبی کی نبوت اپنے بعد والے نبی کے ظہور تک محدود ہوتی ہے اور اس میں احکام کے لحاظ سے اور ذمہ داری

سنبھالنے کے لحاظ سے تغیر وتبدل ہوسکتا ہے۔

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آج بھی زندہ ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ (ابویعلی حدیث:۳۴۲۵)۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور اس واقعہ کو کسی نے بھی ختمِ نبوت کے خلاف قرار نہیں دیا۔

تمام مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ تشریف لانا ختمِ نبوت کے منافی نہیں اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ :اَلْـمُرَادُ مِنْهُ اَنَّهٗ آخِرُ مَنْ نُبِّیَ یعنی ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے (تفسیر بیضاوی جلد۲ صفحہ۲۴۷)۔

مدارک میں ہے کہ : لَا یُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَهٗ وَ عِیْسیٰ مِمَّنْ نُبِّیَ قَبْلَهٗ یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا اور عیسیٰ آپ سے پہلے مبعوث ہوئے (مدارک جلد۳ صفحہ۵۰۳)۔

مظہری میں ہے کہ :لَا یُنَافِیْهِ حَیَاتُ النَّبِیِّ السَّابِقِ یعنی کسی سابق نبی کا زندہ ہونا ختمِ نبوت کے منافی نہیں (مظہری جلد۲ صفحہ۳۵۱)۔

خازن میں ہے کہ :اِنَّ عِیْسیٰ عَلَیْـهِ السَّلَامُ مِمَّنْ نُبِّیَ قَبْلَهٗ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے مبعوث ہو چکے (خازن جلد۳ صفحہ۵۰۳)۔

ہاں البتہ جس طرح مرزا قادیانی کی ایک نئی شخصیت نے کھڑے ہو کر نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کر دیا ہے، یہ ضرور ختمِ نبوت کے تمام اعلانات کے منافی ہے۔ اب آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کی نشانی کے طور پر جسم سمیت واپس آنے کا ختمِ نبوت کے ساتھ ایک گہرا رشتہ ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ختمِ نبوت کا مسئلہ اس امت میں ایک نہایت اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ خود مرزا قادیانی بھی اگرچہ ختمِ نبوت میں ہیرا پھیریاں کرتا ہے مگر قرآن شریف میں لفظ خاتم النبیین کی موجودگی سے اسے بھی انکار نہیں اور اس کا مطلق انکار اس کے نزدیک بھی کفر ہے۔

Islam The World Religion

دوسری طرف حیاتِ مسیح اور نزولِ مسیح کے متعلق خود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ یہ کوئی اسلام کا بنیادی اور اہم مسئلہ نہیں ہے۔ مرزا کی اصل عبارات ملاحظہ ہوں:

(۱)۔ اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزء یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشینگوئیوں میں سے یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کا حقیقتِ اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشین گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۷۱)۔

(۲)۔ کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اسکے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وہی ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانے میں اس کا ازالہ کر دیتا (احمدی اور غیر احمد میں فرق صفحہ۲)۔

(۳)۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے (ملفوظاتِ احمد جلد۲ صفحہ ۲۱۴ قدیم صفحہ ۲۷)۔

معلوم ہو گیا کہ قادیانیوں نے نزولِ مسیح کے غیر ضروری مسئلہ کے ذریعے، ختمِ نبوت کے ضروری مسئلہ میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

مرزا نے یہاں تک لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیلِ مسیح آ جائیں (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۹۷)۔ بلکہ مرزا قادیانی یہاں تک لکھتا ہے کہ دجال بھی تیس ہوں گے اور جب تیس دجال کا آنا ضروری ہے تو بحکم لِکُلِّ دَجَّالٍ عِیْسیٰ تیس مسیح بھی آنے چاہییں (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۹۷)۔

اس سے آگے مرزا قادیانی نے ایک ایسی بات لکھی ہے جو قادیانیت کے لیے سخت مہلک اور تباہ کن ہے۔لکھتا ہے : پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں (ازالہِ اوہام روحانی خزائن جلد۳صفحہ ۱۹۷)۔

مزید لکھتا ہے: ممکن ہے کوئی مثیلِ مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس دفن ہو کیونکہ اس حدیث کی رو سے کہ عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل ہے مثیلوں کی کمی نہیں (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد۳صفحہ ۳۵۲)۔

مرزا کی اس عبارت سے بات واضح ہوگئی کہ مرزا خود کو وہ مسیح تسلیم نہیں کرتا جس کا وعدہ اور علامات احادیث میں موجود ہیں اور یہ تیس دجال، تیس مسیح اور دس ہزار مسیح کے الفاظ کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے اور سمجھدار قادیانیوں پر لازم ہے کہ اس طویل سلسلہِ مسیحاں سے جان چھڑالیں جسکی مرزا کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔

مرزا قادیانی نے انتہا درجہ تک وضاحت کر دی ہے، لکھتا ہے: اگر اس امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے (حقیقۃ الوحی کا حاشیہ، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۳۲)۔

اس قدر وضاحتوں کے بعد حیات ونزولِ مسیح کے مسئلہ کو چھیڑنے کے لیے قادیانیوں کے پاس کوئی حجت باقی نہیں رہتی۔قادیانیوں پر لازم ہے کہ قادیانیت کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں اس لیے کہ اگر بفرضِ محال ہم غلطی پر بھی ہوں تو بقول مرزا قادیانی یہ محض ہماری اجتہادی غلطی ہوگی جس پر ایک اجر ضرور ملتا ہے اور عذاب ہرگز نہیں ملتا۔لیکن اگر مرزا قادیانی اور ان کے ساتھ غلطی پر ہوئے تو انکی یہ غلطی اجتہادی نہیں بلکہ اصولی اور اعتقادی غلطی ہوگی جسے کفر اور ارتداد کہا جاتا ہے اور فی الحقیقت ہے بھی ایسا ہی۔اب بتائیے آپ کے لیے احتیاط کونسے آپشن میں ہے؟

☆......☆......☆

Islam The World Religion

دوسرا باب:

حیاتِ مسیح علیہ السلام

Islam The World Religion

حیاتِ مسیح علیہ السلام

حیاتِ مسیح پر قرآنی آیات

(۱)۔ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: **یَاعِیْسیٰ اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ** یعنی اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا (آلِ عمران: ۵۵)۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت مسیح علیہ السلام پر اتنا احسان جتلائے گا کہ: **اِذْ کَفَفْتُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ** میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکے رکھا (المائدہ: ۱۱۰)۔

اس کی تفسیر میں تقریباً تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ: **حِیْنَ ھَمُّوا قَتْلَہٗ** یعنی جب یہودیوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے: **قَصَدَ الْیَھُودُ قَتْلَہٗ فَخَلَّصَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْھُمْ حَیْثُ رَفَعَہٗ اِلَی السَّمَاءِ** یعنی یہودیوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا کر خلاصی عطا فرمائی (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۴۶۰)۔

(۳)۔ **وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ** یعنی یہودیوں نے اسے قتل نہیں کیا اور صلیب پر نہیں چڑھایا بلکہ کوئی شخص ان کے لیے تشبیہ دے دیا گیا (النساء: ۱۵۷)۔

اس آیت میں قتل اور صلیب کے درمیان عطف ہے جو بنیادی اور اصولی طور پر مغایرت کا تقاضا کرتا ہے۔ گویا قتل ہونا الگ چیز ہے اور صلیب پر چڑھنا الگ چیز ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ: یہودیوں نے انہیں قتل بھی نہیں کیا اور قتل تو کیا صلیب پر چڑھا بھی نہیں سکے۔

ان الفاظ سے عیسائیوں اور قادیانیوں دونوں کے عقیدہ کی نفی ہو جاتی ہے جو ان کے صلیب پر چڑھنے کے قائل ہیں۔ ثانیاً جب عیسائی اور قادیانی عقیدے کی نفی ہوگئی تو لامحالہ اس کے بعد **رفع الی السمآء** کا اسلامی عقیدہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔

ثانیاً یہیں تک بس نہیں بلکہ اس سے اگلے الفاظ ہیں **وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ** یعنی ان کے لیے کوئی تشبیہ دے دیا گیا۔ **شُبِّہَ** مجہول کا صیغہ ہے، اس کا ترجمہ ہے ''کوئی تشبیہ دیا گیا''

یہ لفظ قادیانیوں کے لیے مصیبت ہے۔ آثار میں صاف مذکور ہے کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ

نے مسیح علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا اور یہودیوں نے اسے مسیح سمجھ کر پھانسی چڑھا دیا۔ ہر مفسر نے یہی لکھا ہے مثلاً بغوی میں ہے: **وَ ذٰلِکَ اَنَّ اللہَ تَعَالٰی اَلْقٰی شِبْہَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَی الَّذِیْ دَلَّ الْیَھُوْدَ عَلَیْہِ وَ قِیْلَ الخ** (بغوی جلد ا صفحہ ۶۱۸)۔ امام رازی لکھتے ہیں: **فَاَلْقَی اللہُ شِبْہَ عِیْسٰی عَلَیْہِ وَ رُفِعَ اِلَی السَّمَاءِ الخ** (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۶۲)۔

البتہ تشبیہ کون سے شخص کو دی گئی تھی؟ اس میں مختلف اقوال ہیں، قرآن بھی اس کی تصریح نہیں فرماتا، اور اس چیز کا نفسِ عقیدہ سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ صحیح ترین قول یہ ہے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ: جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔ آپکے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ باہر بارہ حواری موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ اس پر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور خود کو اس کام کیلیے پیش کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو ہی وہ شخص ہے۔ اسکے فوراً بعد اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے گھر میں داخل ہوئے اور اس حواری کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔ اس معاملے میں عیسائیوں کے تین فرقے بن گئے۔ ایک فرقے نے کہا کہ اللہ عزوجل نے جتنا عرصہ چاہا ہم میں رہا، پھر آسمان پر چڑھ گیا، اس فرقے کا نام یعقوبی فرقہ ہے۔ دوسرے فرقے نے کہا اللہ کا بیٹا ہم میں رہا جتنا عرصہ اللہ نے چاہا اور پھر اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا، یہ نسطوری فرقہ ہے۔ ایک فرقے نے کہا اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہم میں رہا جب تک اللہ نے چاہا، پھر اسے اللہ نے اٹھا لیا، یہ صحیح العقیدہ لوگ ہیں۔ دونوں گمراہ فرقے صحیح العقیدہ فرقے پر زیادتیاں کرتے رہے اور اسے قتل کرتے رہے، اہلِ حق مغلوب رہے حتیٰ کہ اللہ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی کہ **فَآمَنَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَ کَفَرَتْ طَّائِفَةٌ** یعنی ایک گروہ جس نے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کفر کیا اور دوسرا گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایمان لایا **فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَلٰی**

عَــدُوِّهِــمْ یعنی محمد ﷺ کے ظاہر ہونے کے ذریعے اہلِ حق کے دین کی کفار کے دین کے خلاف مدد کی فَـاَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ (مصنف ابنِ ابی شیبہ جلد۷ صفحہ۴۶۱، السنن الکبریٰ للنسائی جلد۶ صفحہ۴۸۹، تفسیر ابنِ کثیر جلد۱ صفحہ۷۸۹، ابنِ جریر جلد۴ جزء۶ صفحہ۱۸، ۱۹)۔ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ اسکی سند صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے۔

(۴)۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ان آیتوں سے ثابت ہے: وَمَـا قَتَـلُوْهُ يَـقِيْـنـاً بَـلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماًوَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً (النسآء:۱۵۷۔۱۵۹)۔

ترجمہ:۔اسے یہودیوں نے یقیناً قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔تمام اہلِ کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

اس آیت میں رَفَعَ کا لفظ قتل کے مقابلے پر استعمال ہوا ہے اور ان دونوں لفظوں کے درمیان بَـل موجود ہے۔یہ بَـلْ ابطالیہ اضرابیہ کہلاتا ہے اور اس کے ماقبل و مابعد میں تضاد اور مکمل تنافی کا پایا جانا ضروری ہے۔جیسے اس آیت میں ہے اَمْ يَـقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَ هُمْ بِالْحَقِّ، یا اس آیت میں ہے وَقَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَداً سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ۔

مفہوم یہ ہے کہ قتل نہ ہوا'' بلکہ'' اس کا رفع ہوا۔اللہ کی راہ میں قتل ہونا بذاتِ خود درجات کی بلندی کو ظاہر کرتا ہے۔اگر رفع سے مراد رفعِ درجات لی جائے تو معنی یہ ہوگا کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید نہ ہوا بلکہ اس کے درجات بلند ہوئے۔حالانکہ شہید ہونا اور درجات کا بلند ہونا ایک ہی چیز ہے۔پھر شہادت کی نفی اور درجات کا اثبات کیا معنی رکھتا ہے؟

یہی وہ سیاق کلام ہے جو قادیانیوں کو ہلنے نہیں دیتا۔اسی کے سامنے قادیانیوں کا حدیث مَـنْ تَـوَاضَـعَ لله رَفَـعَـهُ الله پڑھ کر رفع کے معنی میں گڑ بڑ کرنا بے فائدہ ہوجاتا ہے۔اسلیے کہ ان حدیثوں میں بل اضرابیہ ابطالیہ موجود نہیں اور رفع کا لفظ قتل کے مقابلے پر نہیں آیا۔سیاق و سباق اور قرائنِ قطعیہ کو فراموش کرتے ہوئے قرآن کا مفہوم متعین کرنا خالص یہودیت ہے۔تواضع والی حدیث میں رفع کا لفظ تواضع کے مقابلے پر استعمال ہوا ہے اور اپنا مفہوم خود متعین کر رہا ہے۔تواضع

Islam The World Religion

عاجزی کرنے اور گرنے کو کہتے ہیں تو اسکے مقابلے پر رفع عزت وآبرو کو کہا جائے گا۔

مرزا قادیانی نے ایک مکمل کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' اس موضوع پر لکھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہِ صلیب کے بعد یہود کے ہاتھوں سے بچ کر ہندوستان آ گئے اور تقریباً ۹۰ سال یہاں گزارنے کے بعد وفات پائی۔

مگر اس آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں رفع (اسے اٹھالیا) کا ماضی صاف بتا رہا ہے کہ رفع کا تحقق عین اسی وقت ہو رہا تھا جب ابھی قتل کی سازش یا کوشش کی جا رہی تھی۔ رفع کی ماضویت قتل کی بہ نسبت ہے۔ قرآن کہے ''قتل نہیں بلکہ رفع ہوا''۔ اور مرزا قادیانی کہیں کہ اس قتل اور رفع میں ۹۰ سال کا فاصلہ ہے تو یہ تمام قادیانیوں کے لیے ٹھہر جانے اور اٹک جانے کا مقام ہے۔ تدبر، انصاف اور دیانت شرط ہے۔

ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ قرآن ہمیشہ یہود و نصاریٰ کے غلط دعووں کی تردید اور صحیح دعووں کی تائید کرتا ہے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کے تین دعوے تھے۔

(ا)۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل ہوئے'' جبکہ قرآن نے کہا مَاقَتَلُوْهُ اسے قتل نہ کیا گیا۔

(ب)۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیے گئے''۔ جبکہ قرآن نے کہا مَا صَلَبُوْهُ وہ صلیب نہ دیا گیا۔

(ج)۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے''۔ مگر یہاں قرآن نے کہا رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔

اب فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے قتل اور صلیب کے دعووں کی نفی تو دوٹوک الفاظ میں کر دی۔ لیکن ان کے آسمان پر جانے کے عقیدے کی نفی بالکل اسی انداز سے دوٹوک الفاظ میں کیوں نہ کی؟ بلکہ اُلٹا اپنی طرف اٹھا لینے کا اعلان فرما کر عیسائیوں کے عقیدہ کی تائید کر دی۔ اگر آپ اسے تائید نہیں مانتے تو کم از کم اتنا تو ضرور مانیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صریح گنجائش عیسائیوں کے عقیدہ کے صحیح ہونے کی چھوڑ دی۔ یہ حسنِ تردید کے سراسر منافی ہے۔ ایسی اَشد ضرورت کے وقت بھی آسمانی رفع کی دوٹوک نفی نہ کرنا بلکہ اپنی طرف اُٹھا لینے کا اعلان کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع کی کھلی دلیل ہے۔

Islam The World Religion

(۵)۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا یعنی تمام اہل کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے، اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا (النساء:۱۵۹)۔

اس آیت کی تفسیر میں بخاری مسلم سمیت بے شمار کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے کہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔وہ دن دور نہیں کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوگا، فیصلے کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیز کو قتل کردے گا۔جنگ بند کردے گا اور مال کو بہادے گا حتیٰ کہ اسے کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہو جائے گا۔پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (بخاری حدیث: ۳۴۴۸، مسلم حدیث: ۳۸۹)۔

یہاں ایک قاعدہ بیان کردینا مناسب ہے۔مضارع پر جب لام تاکید موجود ہو اور آخر میں نون تاکید بھی موجود ہو تو ہمیشہ مستقبل کا معنی دیتا ہے۔اس سے واضح ہو گیا کہ اس آیت میں اہلِ کتاب کی موت مراد نہیں ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت مراد ہے جو مستقبل کے کسی دور میں جا کر واقع ہوگی۔اسی کی تائید مذکورہ بالا حدیث بھی کر رہی ہے۔

موتہ کی ضمیر اگر بالفرض اہلِ کتاب کی طرف بھی جاتی ہو تو لَيُؤْمِنَنَّ کا استقبال بہر حال اس کے آئندہ زمانے میں جا کر واقع ہونے پر دلالت کر رہا ہے اور اس صورت میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا آئندہ زمانے میں اہلِ کتاب کے سامنے آنا ثابت ہو رہا ہے۔لیکن بخاری اور مسلم کی مذکورہ بالا متواتر حدیث کے سامنے اس مفروضے کی کوئی وقعت نہیں۔

مرزا قادیانی اس حدیث کے تواتر اور اسکی قطعی دلالت سے گھبرا کر لکھتا ہے: فہمِ ابو ہریرہ حجت کے لائق نہیں (الحق مباحثہ دہلی، روحانی خزائن جلد۴ صفحہ ۱۶۹)۔بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔عیسائیوں کے اقوال سن کر جو ارد گرد رہتے تھے، کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۱۲۷)۔

مرزا کا یہ بیان صاف بتا رہا ہے کہ اس حدیث سے جان چھڑانا ممکن نہیں لہذا مرزا نے حدیث کے روایت کرنے والے صحابی کو ہی تنقید کا نشانہ بنا ڈالا۔

(٦)۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا یعنی (اے عیسیٰ یاد کرو میرا وہ احسان) جب تم لوگوں سے پنگھوڑے میں بات کرتے تھے اور بڑھاپے میں بھی بات کرتے تھے (المائدہ:١١٠)۔

اس آیت میں بڑھاپے میں بات کرنے کی توفیق کا احسان جتلایا گیا ہے۔ بڑھاپے میں ہر کوئی بات کرسکتا ہے، پھر حضرت عیسیٰ پر یہ خصوصی احسان کیسا؟ یہ احسان اسی صورت میں جتلایا جارہا ہے کہ وہ قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونے کے بعد وہی زمینی اور علاقائی گفتگو فرمائیں گے جو انکی مادری زبان میں نہیں ہوگی۔ حضرت علامہ ابوحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَخْبَرَ اَنَّهٗ يَنْزِلُ عِنْدَ قَتْلِهِ الدَّجَّالَ كَهْلاً یعنی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ دجال کو قتل کرنے کے وقت بڑھاپے کی عمر میں نازل ہوں گے (البحر المحیط ٢/ ٣٨٧)۔ وَبِهٖ اُسْتُدِلَّ عَلٰى اَنَّهٗ سَيَنْزِلُ فَاِنَّهٗ رُفِعَ قَبْلَ اَنْ يَّكْتَهِلَ (بیضاوی ١/ ٢٨٨)۔ يُفِيْدُ نزوله قبل الساعة (جلالین صفحہ ١١٠)۔

(٧)۔ اللہ کریم جل شانہٗ کا ارشاد ہے وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ یعنی عیسیٰ قیامت کی نشانی ہے (الزخرف:٦١)۔ اس آیت کی ایک قرأت عَلَمٌ (ع اور ل کے زبر کے ساتھ) بھی ہے اور یہ قرأت حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے (بغوی جلد٤ صفحہ ١٤٣)۔ جس سے اس آیت کا مفہوم نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔

حدیث شریف میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ اس آیت میں قیامت کی نشانی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم کی قیامت سے پہلے تشریف آوری ہے هُوَ خُرُوْجُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسند احمد حدیث:٢٩٢٤)۔

حیاتِ مسیح پر متواتر احادیث

(١) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا ، فَيُكَسِّرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ

Islam The World Religion

وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ ، حَتّٰی تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ اَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَأُوا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا [بخاری حديث رقم:٣٤٤٨ ، مسلم حديث رقم:٣٨٩ ، ترمذی حديث رقم:٢٢٣٣]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوگا، فیصلے کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیز کو قتل کر دے گا۔ جنگ بند کر دے گا اور مال کو بہا دے گا حتیٰ کہ اسے کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہو جائے گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ کوئی ایسا اہل کتاب نہیں جو اس پر اس کی موت سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

یہ حدیث صحیح بھی ہے اور متواتر بھی ہے اور اس کے تواتر کا اعتراف مرزا قادیانی کو بھی ہے۔ ملاحظہ کریں مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۰۔

مرزا قادیانی یہ بھی لکھتا ہے کہ: جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا، لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۹۳)۔

(۲) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ يَعْنِي عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ اِنَّهُ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَاَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحُ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِينَ سَنَةً ، ثُمَّ يُتَوَفّٰى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ [ابو داؤد حديث رقم:٤٣٢٤] ، وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ هُوَ مَرْبُوعُ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ حِينَ رَاٰهُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ [مسلم حديث :٤١٩]۔

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷜ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: میرے اور اسکے درمیان یعنی حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔اس نے نازل ہونا ہے۔جب تم اسے دیکھوتو اسے پہچان لو۔سرخی اور سفیدی سے ملا جلا آدمی ہے۔وہ ہلکے پیلے رنگ کے کپڑوں میں ہوگا۔ایسے لگے گا کہ اس کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہیں خواہ اس تک رطوبت نہ پہنچی ہو۔وہ لوگوں سے اسلام کی خاطر جنگ لڑے گا۔پس صلیب کو کاٹ دے گا اور خنزیر کو قتل کردے گا اور جزیہ ختم کردے گا اور اسکے زمانے میں اللہ اسلام کے سواء تمام ملتوں کو ہلاک کردے گا۔مسیح،دجال کو قتل کردے گا۔وہ زمین میں چالیس سال گزارے گا۔پھر اسے موت دی جائے گی اور مسلمان اس پر نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ ان کی رنگت سرخی اور سفیدی کے درمیان ملی جلی تھی جب آپ ﷺ نے انہیں معراج کی رات دیکھا تھا۔

(۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَعِندَ ذٰلِکَ یَنزِلُ اَخِی ابْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَآءِ [کنز العمال ۲٦٨/٧ ، مجمع الزوائد ٣٤٩/٧ حديث رقم:۱۲٥٤٣]۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے وقت میں میرا بھائی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔

(۴) وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصرِیّ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لِلْیَھُودِ اَنَّ عِیسٰی لَمْ یَمُتْ وَاِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یومِ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ ابنُ جَرِیْر [ابن جرير ٣٥٥/٣ حديث رقم:٥٦٢٠ ، در منثور ٢٦/٢ ، ابن كثير ٥٠٥/١]۔ صحيح ، و ما ارسله الحسن فهو عن سيدنا على ﷜ و كان يكتم اسمه من حجاج

ترجمہ: حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا: بے شک عیسیٰ نہیں مرے بلکہ وہ قیامت کے دن سے پہلے پہلے تمہارے پاس واپس آنیوالے ہیں۔

(۵) وَعَن رَبِیعٍ ﷜ قَالَ اِنَّ النَّصَارٰی اَتَوا النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اَلَستُمْ تَعْلَمُونَ رَبُّنَا حَیٌّ لَایَمُوتُ وَاَنَّ عِیسیٰ یَاتِی عَلَیْہِ الفَنَآءُ [ابن جرير ۲۰۱/۳ حديث رقم:٥١٣٧]۔

ترجمہ: حضرت ربیع ﷜ فرماتے ہیں کہ عیسائی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے مرے گا نہیں اور عیسیٰ پر فنا آئے گی۔

Islam The World Religion

(۶) وَعَن اَبِی هُرَیْرَةؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمُ ابنُ مَریَمَ فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ وَ قَالَ ابنُ اَبِی ذِئبٍ فَاَمَّکُمْ اَیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّةِ نَبِیِّکُمْ رَوَاہُ مُسْلِم [مسلم حدیث رقم:۳۹۲،۳۹۳ ، شرح السنة حدیث رقم:۴۲۷۷]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور تمہاری راہنمائی تمہاری شریعت کے مطابق کرے گا۔ ابن ابی ذئب نے فرمایا کہ وہ تمہاری راہنمائی اللہ کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت سے کرے گا۔

(۷) وَعَنْ جَابِرِبنِ عَبْدِ اللّٰہِ ؓ قَالَ سَمِعتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُولُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِی یُقَاتِلُونَ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِینَ اِلیٰ یَومِ الْقِیٰمَةِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُولُ اَمِیرُھُمْ تَعَالِ صَلِّ لَنَا ، فَیَقُولُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلیٰ بَعْضٍ اُمَرَآءُ تَکْرِمَةَ اللّٰہِ ھٰذِہِ الْاُمَّةَ رَوَاہُ مُسْلِم [مسلم حدیث رقم:۳۹۵]۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ میری اُمت کا ایک گروہ حق کیلئے غالب ہو کر قیامت تک لڑتا ہی رہے گا۔ فرمایا پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ انکا امیر کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے نہیں۔ تم میں سے بعض بعضوں پر امیر ہیں اللہ کی طرف سے اس اُمت کو اعزاز ہے۔

(۸) وَعَن اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرِیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ [مسلم حدیث رقم:۳۹۲ ، بخاری حدیث رقم:۳۴۴۹]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری شان اس وقت کیا ہو گی جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

(۹) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ عِیْسَی بْنُ مَریَمَ مِنَ السَّمَآءِ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ رَوَاہُ الْبَیْھَقِی فِی کِتَابِ الْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ وَقَالَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُ فِی الصَّحِیْح عَنْ یَحْییٰ بْنِ بُکَیْرٍ ، وَ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ یُوْنُسَ ، وَ اِنَّمَا اَرَادَ نُزُوْلَهُ مِنَ السَّمَآءِ بَعْدَ الرَّفْعِ اِلَیْهِ [کتاب الاسماء والصفات للبیھقی ۲/۱۶۶]۔ اَلْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ

Islam The World Religion

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم تم میں آسمان سے نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

(۱۰) وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوحَآءِ حَاجًّا اَوْمُعْتَمِرًا اَوْ لَيُثْنِيَنَّهُمَا رَوَاهُ مُسْلِم[مسلم حديث رقم: ٣٠٣٠]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ﷜ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ابن مریم روحا کے راستے پر ضرور بہ ضرور حج یا عمرہ کے لیے یا دونوں کے لیے آئے ہوئے کلمہ توحید بلند کریں گے۔

(۱۱) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا وَاِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَو بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِی حَتّٰی يُسَلِّمَ عَلَیَّ وَلَاَرُدَّنَّ عَلَيْهِ ، يَقُولُ اَبُوهُرَيْرَةَ اَیْ بَنِی اَخِی اِنْ رَأَيْتُمُوهُ فَقُولُوا اَبُوهُرَيْرَةَ يُقْرِءُ كَ السَّلَام رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَ قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْاِسْنَادِ [مستدرك حاكم حديث رقم: ٤٢١٤]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم ضرور بر ضرور اتریں گے۔ حاکم، عادل، امام اور منصف بن کر اور حج یا عمرہ کے لیے یا دونوں کی نیت کر کے راستہ چلیں گے اور میری قبر پر ضرور آئیں گے حتیٰ کہ مجھے سلام کہیں گے اور میں ضرور بر ضرور انہیں جواب دوں گا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی کے بیٹو! اگر تم انہیں دیکھو تو کہنا ابو ہریرہ آپ کو سلام کہتا ہے۔

(۱۲) وَعَن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَی الْاَرضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَاَرْبَعِينَ سَنَةً ، ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِیَ فِی قَبْرِیْ ، فَاَقُومُ اَنَا وَعِيسَیٰ بْنُ مَرْيَمَ مِنْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِی بَكْرٍ وَعُمَرَ رَوَاهُ ابْنُ الْجَوزِی فِی الْوَفَا [الوفا ٢/ ٨١٤]۔ لَمْ يُعْرَفْ سَنَدُهٗ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف نازل ہوگا۔ پھر نکاح کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال زندہ رہے گا۔ پھر فوت ہوگا اور میرے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کیا جائے گا اور میں اور عیسیٰ بن مریم ایک

Islam The World Religion

ہی مقبرے میں ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے۔

(۱۳) وَعَن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ﷺ قَالَ مَكْتُوبٌ فِي التَّورٰةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ ، وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ ، قَالَ اَبُومَوْدُودٍ وَقَدْ بَقِىَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ رَوَاهُ التِرمَذِى [ترمذی حدیث رقم:۳٦۱۷]۔ وَقَالَ التِّرْمَذِیُ حسنٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کی صفت تورات میں لکھی ہوئی ہے اور یہ کہ عیسیٰ بن مریم ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابومودود کہتے ہیں کہ روضہ انور میں ایک قبر کی جگہ ابھی باقی ہے۔

دجال کے بارے میں احادیث

چونکہ سیدنا مسیح علیہ السلام نے دجال کا سامنا کرنا ہے اور اسے قتل کرنا ہے، لہٰذا دجال کے بارے میں احادیث اور حضرت مسیح علیہ السلام کا اسے قتل کرنا ہم صریحاً احادیث میں دکھاتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ دجال کا حلیہ کیا ہے اور دجال سے مراد کون ہے۔

(۱۴) عَنْ عِمرَانِ بنِ حُصَينٍ ﷺ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا بَينَ خَلْقِ آدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِم [مسلم حدیث رقم:۷۳۹۵]۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: حضرت آدم کے پیدا ہونے سے لیکر قیامت قائم ہونے تک دجال سے سخت کوئی معاملہ نہیں۔

(۱۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى ، كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ رَوَاهُ مُسْلِم وَالْبُخَارِى[مسلم حدیث رقم:۷۳٦۱ ، بخاری حدیث رقم:۳۴۳۹]۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور بے شک مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے۔ جیسے اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہے۔

(۱٦) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَالْكَذَّابَ ، اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ک ف ر رَوَاهُ مُسْلِم

وَالْبُخَارِی [مسلم حدیث رقم:۷۳٦۳ ، بخاری حدیث رقم :۷۱۳۱ ، ترمذی حدیث رقم:۲۲٤٥ ، ابو داؤد حدیث رقم:٤۳۱٦]۔

ترجمہ: حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا نبی نہیں جس نے اپنی اُمت کو کانے کذّاب سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار وہ کانا ہوگا اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہوا ہوگا۔

(۱۷) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا اُحَدِّثُکُمْ حَدِیثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَاحَدَّثَ بِهٖ نَبِیٌّ قَومَهٗ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّهٗ یُجِیُّ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ، فَالَّتِی یَقُولُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِیَ النَّارُ ، وَاِنِّی اُنْذِرُکُمْ کَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوحٌ قَومَهٗ [مسلم حدیث رقم:۷۳۷۲ ، بخاری حدیث رقم:۳۳۳۸ ، ابن ماجة حدیث رقم:٤۰۷۱]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں بات بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی اُمت کو نہیں بتائی۔ بے شک وہ کانا ہے اور اپنے ساتھ جنت اور دوزخ جیسی چیزیں لے کر آئے گا۔ جسے وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں جیسے حضرت نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا۔

(۱۸) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَاتِی الْمَسِیحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِینَةُ ، حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ، ثُمَّ تَصَرَّفَ الْمَلَائِکَةُ وَجْهَهٗ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِکَ یَهْلِکُ [مسلم حدیث :۳۳٥۱ ، ترمذی حدیث :۲۲٤۳]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: مسیح دجال مشرق سے آئے گا، اس کی منزل مدینہ ہوگا۔ حتیٰ کہ وہ اُحد کے پیچھے پڑاؤ ڈالے گا۔ پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہاں وہ ہلاک ہوگا۔

(۱۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَأَیْتُنِی اللَّیْلَةَ عِنْدَ الْکَعْبَةِ فَرَأَیْتُ رَجُلًا آدَمَ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ ، لَهٗ لِمَّةٌ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِیَ تَقْطُرُ مَآءً مُتَّکِئًا عَلٰی عَوَاتِقِ رَجُلَینِ یَطُوفُ بِالْبَیتِ ، فَسَئَلْتُ مَنْ هٰذَا ؟ فَقَالُوا هٰذَا الْمَسِیحُ بْنُ مَرْیَمَ ، قَالَ ثُمَّ اِذَا اَنَا

Islam The World Religion

بِـرَجُـلٍ جَـعُـدٍ قَـطَطٍ اَعُوَرِالْعَيُنِ الْيُمُنٰى ، كَاَنَّ عَيُنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ كَاَشُبَهَ مَنُ رَأَيُتُ مِنَ النَّـاسِ بِابُنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيهِ عَلىٰ مَنُكِبَىُ رَجُلَينِ يَطُوفُ بِالْبَيُتِ ، فَسَئَلُتُ مَنُ هٰذَا فَـقَـالُـوا هٰذَا الُمَسِيحُ الدَّجَّالُ رَوَاهُ مَالِک وَمُسلِم وَالبُخَارِى [مـؤطا مالك كتاب صفة النبى ﷺ بـاب ما جاء فى صفة عيسى ابن مريم عليه السلام والدجال حديث :٢ ، مسلم حديث :٤٢٥ ، بخارى حديث رقم:٥٩٠٢]۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے آج رات خواب میں کعبے کے پاس گندمی رنگ کے ایک خوبصورت آدمی کو دیکھا جتنے گندمی رنگ کا کوئی خوبصورت ترین آدمی تم نے دیکھا ہو۔ اس کے گیسو کندھوں تک تھے۔ اتنے خوبصورت جتنے خوبصورت بال تم نے دیکھے ہوں گے۔ ان میں کنگھی کی ہوئی تھی اور ان سے پانی ٹپک رہا تھا۔ دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لے کر کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہنے لگے یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ فرمایا پھر میں نے گھنگریالے بالوں والے ایک دائیں آنکھ سے کانے آدمی کو دیکھا جس کی آنکھ گویا پھولا ہوا انگور تھی۔ میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سے وہ ابنِ قطن کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بیت اللہ کا طواف کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ کہنے لگے یہ مسیح دجال ہے۔

واضح رہے کہ دجال کے حرمین شریفین میں داخل نہ ہو سکنے کا تعلق اسکے خروج کے بعد سے ہے۔

(۲۰) وَعَـنُ فَـاطِـمَةَ بِنتِ قَيسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنُهَا قَالَتُ سَمِعتُ مُنَادِىَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُنَادِى الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَخَرَجُتُ اِلَى الُمَسجِدِ فَصَلَّيُتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنُتُ فِى صَفِّ الـنِّسَـآءِ ، فَلَمَّا قَضٰى صَلوٰتَهٗ ، جَلَسَ عَلَى الُمِنبَرِ وَهُوَ يَضُحَکُ فَقَالَ لِيَلُزَمُ كُـلُّ اِنُسَـانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ هَلُ تَدُرُوُنَ لِمَ جَمَعُتُكُمُ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوُلُهٗ اَعُلَمُ ، قَالَ اِنِّـى وَ الـلّٰـهِ مَـا جَمَعُتُكُمُ لِرَغُبَةٍ وَلَا لِرَهُبَةٍ وَلٰكِنُ جَمَعُتُكُمُ لِاَنَّ تَمِيُمًا الدَّارِىَّ كَانَ رَجُلاً نَـصُـرَانِيـاً فَـجَـآءَ وَاَسُـلَـمَ وَحَـدَّثَـنِـى حَدِيُثاً وَافَقَ الَّذِىُ كُنُتُ اَحَدِّثُكُمُ بِهِ عَنِ الُـمَسِيُحِ الدَّجَّالِ، حَـدَّثَـنِـى اَنَّـهُ رَكِـبَ فِـى سَـفِيُنَةٍ بَحُرِيَّةٍ مَعَ ثَلٰثِيُنَ رَجُلاً مِنُ لَخُمٍ وُجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الُمَوُجُ شَهُرًا فِى الُبَحُرِ فَارُفَأُوا اِلىٰ جَزِيُرَةٍ حِيُنَ تَغُرُبُ الشَّمُسُ

Islam The World Religion

فَجَلَسُوا فِي اَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعَرِ لَا يَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ قَالُوا وَيْلَكِ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَاالْجَسَّاسَةُ انْطَلِقُوْا اِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَاِنَّهٗ اِلَى خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا، حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ، فَاِذَا فِيْهِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ مَا رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَاَشَدُّهٗ وِثَاقًا، مَجْمُوعَةً يَدَاهُ اِلَى عُنُقِهٖ، مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ اِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ قُلْنَا وَيْلَكَ! مَا اَنْتَ؟ قَالَ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِىْ فَاَخْبِرُوْنِي مَا اَنْتُمْ ؟ قَالُوا نَحْنُ اُنَاسٌ مِنَ العَرَبِ رَكِبْنَا سَفِيْنَةً بَحْرِيَّةً فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا ، فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَآبَّةٌ اَهْلَبُ ، فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ ، اِعْمِدُوا اِلٰى هٰذَا فِي الدَّيْرِ ، فَاَقْبَلْنَا اِلَيْكَ سِرَاعًا ، فَقَالَ ، اَخْبِرُوْنِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ ؟ قُلْنَا نَعَمْ ، قَالَ اَمَا اِنَّهَا تُوشِكُ اَنْ لَا تُثْمِرَ ، قَالَ ، اَخْبِرُوْنِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ هَلْ فِيهَا مَاءٌ ؟ قُلْنَا هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَآءِ ، قَالَ اِنَّ مَآءَ هَا يُوشِكُ اَنْ يَذْهَبَ، قَالَ، اَخْبِرُوْنِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ هَل فِي العَيْنِ مَآءٌ؟ وَهَلْ يَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَآءِ الْعَيْنِ؟ قُلْنَا نَعَمْ هِيَ كَثِيرَةُ الْمَآءِ وَاَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَآءِ هَا ، قَالَ ،اَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ، قُلْنَا قَدْخَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ ، قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ؟ قُلْنَا نَعَمْ ، قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ ؟ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ عَلٰى مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَاَطَاعُوهُ ، قَالَ اَمَا اِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ اَنْ يُطِيْعُوهُ ، وَاِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي ، اَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ وَاِنِّي يُوشِكُ اَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَاَخْرُجُ فَاَسِيْرُ فِي الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ قَرْيَةً اِلَّاهَبَطْتُهَا فِي اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَمَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا ،كُلَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًامِنْهُمَا ، اِسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِي عَنْهَا ، وَاِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ ، هٰذِهٖ طَيْبَةُ ، هٰذِهٖ طَيْبَةُ ، يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ ، اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ؟ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ ، اَلَا اَنَّهٗ فِي بَحْرِ الشَّامِ اَوْبَحْرِ الْيَمَنِ ، لَابَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ، وَاَومَا بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ [مسلم حديث رقم: ٧٣٨٦ ، ابو داؤد

Islam The World Religion

حدیث رقم:٤٣٢٦ ، ترمذی حدیث رقم:٢٢٥٣ ، ابن ماجة حدیث رقم:٤٠٧٤]۔

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے کو اعلان کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا نماز لوگوں کو جمع کرنے والی ہے۔ میں مسجد کی طرف نکلی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں خواتین کی صف میں تھی۔ جب آپ ﷺ اپنی نماز پڑھ چکے تو منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ فرمایا: ہر انسان اپنی نماز والی جگہ پر بیٹھا رہے پھر فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کی قسم میں نے تمہیں ترغیب دینے یا خوف دلانے کے لیے نہیں بلایا بلکہ اس لیے بلایا ہے کہ تمیم داری ایک عیسائی آدمی تھا وہ آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس نے مجھے ایک بات سنائی۔ وہ اس بات کے عین مطابق ہے جو میں تمہیں مسیح دجال کے بارے میں بتایا کرتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ بنی لخم اور بنی جذام کے تین آدمیوں کے ہمراہ سمندری کشتی میں سوار ہوا۔ ایک مہینے تک لہریں ان سے سمندر میں کھیلتی رہیں۔ ایک روز وہ غروبِ آفتاب کے وقت ایک جزیرے پر لنگر انداز ہوئے اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرے کے اندر داخل ہوئے۔ انہیں گھنے بالوں والا موٹا سا جانور ملا۔ بالوں کی کثرت کے باعث اسکے اگلے اور پچھلے حصے میں ہم تمیز نہیں کر پا رہے تھے۔ انہوں نے کہا خانہ خراب تو کون ہے؟ کہنے لگی میں جاسوس ہوں۔ تم کلیسا میں اس آدمی کے پاس جاؤ وہ تمہاری خبر کا مشتاق ہے۔ جب اس نے ہمارے سامنے آدمی کا نام لیا تو ہم ڈر گئے کہ یہ شیطان نہ ہو۔ ہم جلدی سے گئے حتیٰ کہ کلیسا میں داخل ہو گئے۔ وہاں ایک بہت بڑا آدمی تھا کہ ایسا آدمی ہم نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ مضبوطی سے بندھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ تھے۔ گھٹنوں سے ٹخنوں تک بیڑیوں سے جکڑا ہوا تھا ہم نے کہا خانہ خراب تو کون ہے؟ کہا کہ میرے متعلق تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا تم بتاؤ کہ کون ہو؟ کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں۔ سمندری کشتی میں سوار ہوئے تھے کہ ایک مہینے تک لہریں ہمارے ساتھ کھیلتی رہیں۔ ہم جزیرے میں داخل ہوئے تو ہمیں ایک موٹا سا جانور ملا وہ بولی کہ میں جاسوس ہوں تم اس کلیسا میں اس کے پاس جاؤ۔ ہم جلدی سے تیری طرف آ گئے۔ اس نے کہا کہ مجھے بیسان کے باغ کے متعلق بتاؤ کیا اس میں پھل لگتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا عنقریب وہ

Islam The World Religion

پھل نہیں دے گا۔ کہا کہ مجھے بحیرۂ طبریہ کے متعلق بتاؤ کہ کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا اس میں بہت پانی ہے۔ کہا عنقریب اس کا پانی ختم ہو جائے گا۔ کہا کہ مجھے عین زغر کے متعلق بتاؤ کیا اس کے چشمے میں پانی ہے اور کیا اس کے مالک چشمے کے پانی سے کھیتی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ کہا کہ مجھے امیوں کے نبی کے متعلق بتاؤ کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا کہ وہ مکہ مکرمہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہیں۔ کہا کیا عرب ان سے لڑے؟ ہم نے کہا ہاں۔ کہا ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ قرب وجوار کے عرب پر غالب آئے اور وہ لوگ اطاعت گزار ہیں۔ اس نے کہا ان کی اسی میں خیر ہے کہ اس کی پیروی کریں اور میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں کہ میں ہی دجال ہوں۔ عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت ملے گی۔ پس میں نکل کر زمین میں پھروں گا اور چالیس دنوں کے اندر کوئی ایسی بستی نہیں رہے گی جس میں نہ اتروں سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ جب ان میں سے کسی کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو مجھے فرشتہ ملے گا جس کے ہاتھ میں تلوار ہوگی۔ جس کے ساتھ مجھے روکے گا اور انکے ہر راستے پر حفاظت کے لیے فرشتے ہوں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا مبارک عصا منبر پر مارا اور فرمایا کہ یہ مدینہ طیبہ ہے۔ طیبہ ہے۔ طیبہ ہے۔ کیا میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا؟ لوگ عرض گزار ہوئے، جی ہاں۔ فرمایا کہ وہ بحر شام یا بحرِ یمن میں نہیں بلکہ مشرق کی جانب ہے، اور دستِ مبارک سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔

(۲۱) وَعَنِ النَّوَاسِ بنِ سَمْعَانٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِى طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا اِلَيْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِينَا، فَقَالَ مَا شَانُكُمْ؟ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَرَفَّعْتَ، حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِى طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِى عَلَيْكُمْ، اِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَاِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُءٌ حَجِيجُ نَفْسِهٖ، وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِى عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، اِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَاَنِّى اُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ، فَمَن اَدرَكَ مِنكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، اِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَاعِبَادَاللّٰهِ فَاثْبُتُوا، قُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ

Islam The World Religion

وَمَا لَبْثُهُ فِى الْاَرْضِ ؟ قَالَ اَرْبَعُونَ يَومًا ، يَومٌ كَسَنَةٍ وَيَومٌ كَشَهْرٍ وَيَومٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهِ كَاَيَّامِكُمْ ، قُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ فَذَلِكَ الْيَومُ الَّذِىْ كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَومٍ ؟ قَالَ لَا ، اَقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ ، قُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهُ فِى الْاَرْضِ؟ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ ، فَيَاتِى عَلَى الْقَومِ فَيَدْعُوهُمْ ، فَيُؤْمِنُونَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُونَ لَهُ ، فَيَأْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ ، وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ ، فَتَرُوحُ عَلَيهِم سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَاكَانَتْ ذُرًا وَاَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَاَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ، ثُمَّ يَاتِى الْقَومَ فَيَدعُوهُم فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَولَهُ ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَىْءٌ مِنْ اَموَالِهِم وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا اَخْرِجِى كُنُوزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ، فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَينِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ وَيَضْحَكُ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ بنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَيَنْزِلُ عِندَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِىَّ دِمِشْقَ بَيْنَ مَهْرُوذَتَيْنِ ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ ، اِذَاطَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ ، وَاِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُوءِ ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفْسِهٖ اِلَّا مَاتَ ، وَنَفْسُهُ يَنْتَهِى حَيْثُ يَنْتَهِى طَرْفُهُ ، فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ ، فَيَقْتُلُهُ ، ثُمَّ يَاتِى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَومٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِى الْجَنَّةِ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّى قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِى لَايَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ ، فَحَرِّزْ عِبَادِى اِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ، فَيَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُم فَيَقُولُونَ لَقَد كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَآءٌ ، وَيُحْصَرُ نَبِىُّ اللّٰهِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُهُ حَتّٰى يَكُونَ رَأْسُ الثَّورِ لِاَحَدِهِمْ خَيرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَومَ ، فَيَرْغَبُ نَبِىُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصحَابُهُ ، فَيُرسِلُ اللّٰهُ عَلَيهِمُ النَّغَفَ فِى رِقَابِهِم ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِىُّ اللّٰهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصحَابُهُ اِلَى الْاَرْضِ ، فَلَا يَجِدُونَ فِى الْاَرْضِ

Islam The World Religion

مَوضِعَ شِبرٍ اِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتَنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُهُ اِلَى اللّٰهِ فَيُرسِلُ اللّٰهُ طَيرًا كَاَعنَاقِ البُخْتِ فَتَحمِلُهُمْ فَتطرَحُهُمْ حَيثُ شَآءَ اللّٰهُ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَايَكُنُ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ ، فَيَغسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَقَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلاَرضِ اَنْبِتِى ثَمَرَكِ وَرُدِّى بَرَكَتَكِ فَيَومَئِذٍ تَاكُلُ العِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقَحفِهَا وَيُبَارَكُ فِى الرِّسْلِ ، حَتّٰى اِنَّ اللَّقُحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتكفِى الفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّقُحَةَ مِنَ البَقَرِ لَتكفِى القَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّقُحَةَ مِنَ الغَنَمِ لَتَكفِى الفَخِذَ مِنَ النَّاسِ ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً ، فَتَأْخُذُهُمْ تَحتَ آباطِهِم ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِم وَالتِّرمَذِى وَاَبُودَاؤد وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ [مسلم حديث رقم:٧٣٧٣ ، ترمذى حديث رقم:٢٢٤٠ ، ابو داؤد حديث رقم:٤٣٢١ ، ابن ماجة حديث رقم:٤٠٧٥]۔

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا۔ آپ نے اس کے فتنہ کو کبھی کم اور کبھی بہت زیادہ بیان کیا حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے کسی جھنڈ میں ہے۔ جب ہم شام کے وقت آپ ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ ہمارے ان تاثرات کو بھانپ گئے آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صبح آپ نے دجال کا ذکر کیا آپ نے اس کے فتنہ کو کبھی کم اور کبھی بہت زیادہ بیان کیا۔ حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے کسی جھنڈ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں سے مجھے زیادہ خوف ہے۔ اگر میری موجودگی میں دجال نکلا تو تمہارے بجائے میں اس سے مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں نکلا تو ہر شخص خود مقابلہ کرے گا اور ہر مسلمان پر اللہ میرا خلیفہ اور نگہبان ہے۔ دجال نوجوان اور گھونگریالے بالوں والا ہوگا۔ اس کی آنکھ پھولی ہوئی ہوگی۔ میں اس کو عبدالعزی بن قطن کے مشابہ قرار دیتا ہوں۔ تم میں سے جو شخص اس کو پائے وہ اس کے سامنے سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتیں پڑھے۔ بلا شبہ شام اور عراق کے درمیان سے اس کا خروج ہوگا وہ اپنے دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا۔ ہم نے کہا یا

Islam The World Religion

رسول اللہ وہ زمین میں کب تک رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس دن تک، ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ایام تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! پس جو دن ایک سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز پڑھنا کافی ہوگا، آپ نے فرمایا: نہیں، تم اس کے لیے ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کر لینا، ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! وہ زمین پر کس قدر تیز چلے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو، وہ ایک قوم کے پاس جا کر ان کو ایمان کی دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی دعوت قبول کر لیں گے، وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ پانی برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سبزہ اگائے گی، ان کے چرنے والے جانور شام کو آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے، تھن بڑے اور کوکھیں دراز ہوں گی، پھر وہ دوسری قوم کے پاس جا کر ان کو دعوت دے گا، وہ اس کی دعوت کو مسترد کریں گے۔ وہ ان کے پاس سے لوٹ جائے گا، ان پر قحط اور خشک سالی آئے گی اور ان کے پاس ان کے مالوں سے کچھ نہیں رہے گا، پھر وہ ایک بنجر زمین کے پاس سے گزرے گا اور زمین سے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دو، تو زمین کے خزانے اس کے پاس ایسے آئیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سرداروں کے پاس جاتی ہیں پھر وہ ایک کڑیل جوان کو بلائے گا اور تلوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا، جیسے نشانہ پر کوئی چیز لگتی ہے، پھر وہ اس کو بلائے گا تو وہ (زندہ ہو کر) دمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا آئے گا، دجال کے اسی معمول کے دوران اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس دو زرد رنگ کے حلے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے گریں گے، جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی اس کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا، اور ان کی خوشبو منتہائے نظر تک پہنچے گی، وہ دجال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ بابِ لُدّ پر اس کو موجود پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر حضرت مسیح ابن مریم کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی جس کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا، وہ ان کے چہروں پر دستِ شفقت پھیریں گے، اور انہیں جنت میں ان کے درجات کی خبر دیں گے، ابھی وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائے گا، میں نے اپنے کچھ بندوں کو نکالا ہے

Islam The World Religion

جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے، تم میرے ان بندوں کو طور کی طرف اکٹھا کرو، اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا، اور وہ ہر بلندی سے بہ سرعت پھسلتے ہوئے آئیں گے، ان کی پہلی جماعتیں بحیرہ طبرستان سے گزریں گی اور وہاں کا تمام پانی پی لیں گی، پھر جب دوسری جماعتیں وہاں سے گزریں گی تو وہ کہیں گی یہاں پر کسی وقت پانی تھا، اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب محصور ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کے نزدیک بیل کی سری بھی تم میں سے کسی ایک کے سو دینار سے افضل ہوگی، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب دعا کریں گے، تب اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا تو صبح کو وہ سب یک لخت مر جائیں گے، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب زمین پر اتریں گے مگر زمین پر ایک بالشت برابر جگہ بھی ان کی گندگی اور بدبو سے خالی نہیں ہوگی، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے، تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کی مانند پرندے بھیجے گا، یہ پرندے ان لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہاں پھینک دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایک بارش بھیجے گا جو زمین کو دھو دے گی اور ہر گھر خواہ وہ مٹی کا مکان ہو یا کھال کا خیمہ وہ آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گا، پھر زمین سے کہا جائے گا تم اپنے پھل اگاؤ اور اپنی برکتیں لوٹاؤ، سو اس دن ان کی جماعت ایک انار کو (سیر ہو کر) کھا لے گی، اور ایک دودھ دینے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی بکری ایک گھر والوں کے لیے کافی ہوگی، اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور وہ ہر مومن اور ہر مسلم کی روح قبض کرے گی، اور برے لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح کھلے عام جماع کریں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

دجال سے متعلق احادیث میں بیان ہونے والی شفاف باتیں

دجال سے متعلق ان احادیث کا بغور مطالعہ فرمائیے۔ یہ احادیث بخاری اور مسلم سمیت صحاح وغیرہ میں کثرت سے موجود ہیں اور دجال کی خبر امتِ مسلمہ میں تواتر سے موجود ہے۔ خصوصاً یہ نکات نوٹ کرنے کے قابل ہیں کہ:

دجال کانا ہوگا (بخاری: ۳۴۳۹، مسلم: ۷۳۶۱)۔ دجال سمندر پار بندھا ہوا ہے(

Islam The World Religion

مسلم:۷۳۸۶)دجال کا خروج شام اور عراق کے درمیان ہوگا(مسلم:۷۳۷۳)دجال یہودی ہو گا(مسلم:۷۳۴۹)دجال اپنے شعبدوں کی بنا پر نبوت کا دعویٰ کرے گا(مسلم:۷۳۷۵) دجال ایک خاص شخصیت ہے (بخاری، مسلم وغیرہ میں کئی احادیث)۔۔دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہوگا (بخاری:۷۱۳۱، مسلم:۷۳۶۳)دجال مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا(مسلم:۷۳۴۸)۔دنیا کا سب سے بڑا فتنہ دجال کا فتنہ ہوگا(مسلم:۷۳۹۶)

اگر دجال سے مرزا کے ہم عصر پادری مراد ہوں تو دجال کی مذکورہ بالا تمام نشانیاں بے فائدہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔نیز اگر دجال سے مراد پادری لیے جائیں تو مرزا کے دور سے بہت پہلے ہلاکو خان کو دجال سمجھ لیا گیا ہوتا جس نے مرزا کے ہم عصر پادریوں سے لاکھوں گنا زیادہ تباہی مچائی تھی۔ دور کیوں جاتے ہو! آج پندرھویں صدی کا وہ پادری دجال کہلانے کا سب سے زیادہ حقدار ہوتا جس نے قرآن پر فرضی مقدمہ چلایا کہ اسے سزائے موت سنانے کے بعد آگ میں جلا دیا (الامان)۔یا پھر وہ شخص دجال سمجھ لیا جاتا جس نے محبوبِ ربِ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے اور کارٹون تیار کیے تھے۔قادیانیوں میں اگر ہمت ہے تو مرزا قادیانی کو آواز دیں اور اس سے پوچھیں کہ تمہیں تو تمہارے مربی انگریز نے پناہ دی اور تم اپنے فرضی دجال کے مقابلے پر انگریز اور ملکہ وکٹوریہ کی آغوش میں چھپ گئے لیکن آج بتاؤ! مسلمانوں کے کئی ممالک پر حملہ، ایٹمی ہتھیاروں سے جنگ، کارپٹ بمباری کے ساتھ ساتھ قرآن کو جلا ڈالنے اور سزائے موت سنانے اور کارٹون بنانے کے علاوہ مغربی سازش ہر لحاظ سے ارتقاء پا چکی ہے۔اس طرح اگر دجال ثابت ہو سکتا تو پھر کم از کم سلمان رشدی کو ہی دجال سمجھ لیا جاتا۔

یارو! دین میں تحریف کی حد ہوگئی! مرزا قادیانی جس طرح دجال کی شخصیت کو متعین کرتا ہے اس کے مزعومہ ومفروضہ دجال سے ہزار گنا زیادہ دجالی کا حقدار ابوجہل تھا۔حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی ابن صیاد کانا بھی تھا اور اگر دخان نہیں کہہ سکتا تھا تو دُخ دُخ ضرور کر لیتا تھا(بخاری، مسلم)اس کے باوجود وہ دجال نہ نکلا۔پھر مرزا قادیانی ان تمام حقائق اور قرائن کی روشنی میں دجال کی شخصیت سمجھنے میں کیوں غلطی کھا گیا اور سچ پوچھو تو یہ تحقیقی غلطی نہیں بلکہ محض فریب کاری

Islam The World Religion

اور خود فریبی دونوں کا مجموعہ ہے۔ بلکہ احادیث کو غور سے پڑھیے تو خود مرزا میں دجال کی واضح نشانیاں پائی جاتی ہیں، نبوت کا دعویٰ کرنا، ایک آنکھ سے عاری ہونا، مکہ شریف اثر مدینہ منورہ جانے سے محروم رہنا۔

یہ ایک نفسانی مسئلہ ہے کہ ہر شخص خصوصاً ہر مبلغ اپنے مشن کو اہم اور اپنے مخالف کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیتا ہے۔ یہ جملہ دوبارہ پڑھ لو! ہم حقیقت عرض کر رہے ہیں! انہی لوگوں نے تباہی زیادہ مچائی جنہیں جب کسی سے مقابلہ، ٹسل اور رلگت بازی بنی تو اسی کو سب سے بڑا فتنہ اور وقت کا دجال قرار دیا۔ ہاں واقعی اگر کوئی وقت کا سب سے بڑا فتنہ ہو تو یہ ایک الگ بات ہے۔

قادیانیوں میں اگر کوئی صاحبِ شعور وانصاف موجود ہے تو مکمل خوفِ خدا کے ساتھ بتائے! کیا واقعی مرزا کا مقابل پادری دجال تھا؟ کیا اس پادری سے بڑے پادری اور اس سے زیادہ خطرناک لوگ اس سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی نظر نہیں آتے؟ اور کیا واقعی مرزا اور اس کے دجال کے بعد قیامت آ چکی ہے؟ جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے اور قیامت نہیں آ رہی، تو کیا مرزا جھوٹا در جھوٹا ثابت نہیں ہو رہا؟

بخدا سوالات کی اس بھرمار سے جان چھڑانے کا قادیانیوں کے پاس کوئی باضمیر راستہ نہیں ، لے دے کر وہی مرزا کا پڑھایا ہوا سبق پڑھ دو گے کہ اس امت میں ہزاروں مسیح آ سکتے ہیں اور جب ہزاروں مسیح آ سکتے ہیں تو ہزاروں دجال بھی ہو سکتے ہیں لیکن اگر اپنے اندر سے سچ بولنے والا مر نہیں گیا تو ہمارے مذکورہ بالا سوالات دوبارہ دیکھ لو! دجال ہزاروں نہیں ہو سکتے ، دجال فردِ واحد ہے اسی لیے اس کا حلیہ، اس کے شعبدے اور سمندر پار اس کا وجود احادیث میں صراحتاً مذکور ہے۔

حیاتِ مسیح پر احادیث میں استعمال ہونے والے مختلف الفاظ:

۱۔ نازل ہوگا۔ یَنْزِلُ (بخاری مسلم)۔

۲۔ آسمان سے نازل ہوگا۔ اِذَا نَزَلَ عِیسَی بْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَاءِ (بیہقی)۔

۳۔ اوپر سے نیچے آئے گا۔ لَیَھْبِطَنَّ (مستدرک حاکم)۔

۴۔ زمین کی طرف اترے گا۔ یَنْزِلُ اِلَی الْاَرْضِ (الوفا)۔

Islam The World Religion

۵۔ عیسیٰ نہیں مرا۔اِنَّ عِیْسیٰ لَمْ یَمُتْ(ابن جریر)

۶۔ عیسیٰ پر فنا آئے گی۔یَأْتِیْ عَلَیْہِ الْفَنَاءُ(ابن جریر)۔

۷۔ دمشق کے مشرقی مینار پر اترے گا۔یَنْزِلُ عِنْدَ المِنَارَةِ فِیْ دَمِشْقَ(مسلم)۔

۸۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں جب اسے دیکھو تو پہچان لو۔فَاِذَا رَأَیْتُمُوْہُ فَاعْرِفُوْہُ (ابوداوٗد)۔

۹۔ اللہ اس کے زمانے میں تمام ملتوں کو ہلاک کردے گا۔سوائے اسلام کے۔یُھْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہِ الْمِلَلَ کُلَّھَا (ابوداوٗد)۔

۱۰۔ میرا بھائی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔یَنْزِلُ اَخِیْ اِبْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَاءِ (مجمع الزوائد)۔

۱۱۔ میرے ساتھ میرے روضے میں دفن ہوگا۔یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ (الوفا)۔

۱۲۔ دجال کو لد کے دروازے پر پائے گا اور اسے قتل کرے گا۔یُدْرِکُ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدِّ فَیَقْتُلُہٗ (مسلم)۔

۱۳۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا اسم گرامی ہر حدیث میں ''مسیح بن مریم'' اور ''عیسیٰ بن مریم'' بیان ہوا ہے۔مسیح کے نام کی تصریح اور پھر انکی والدہ کے نام کی تصریح فرمانا کسی مثیل کے بارے میں سوچنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔گویا یہ وہ مسیح ہے جو کسی باپ کا بیٹا نہیں بلکہ صرف ماں کا بیٹا ہے اورا سکی ماں کا نام اسی لیے لیا جارہا ہے کہ اس کا باپ نہیں۔مرزا قادیانی کا باپ موجود ہے اور اسے کسی عورت کا بیٹا کہنے کی حاجت نہیں تھی۔مثیل مسیح کے وجود یا اس کے نزول کا ذکر قرآن میں بھی نہیں، حدیث میں بھی نہیں، حتیٰ کہ امتِ مسلمہ کے کسی عالم نے بھی یہ لفظ استعمال نہیں کیا۔بالکل اسی طرح ظلی اور بروزی نبوت کے الفاظ بھی حرام ہے کہ کسی نے استعمال کیے ہوں۔

حیاتِ مسیح علیہ السلام پر اجماع

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت سعد بن ابی وقاص قادسیہ کے حاکم تھے۔انہوں نے حضرت نضلہ بن معاویہ انصاری کو

Islam The World Religion

تین سوسوار دے کرحلوان عراق کی طرف مالِ غنیمت لوٹنے کیلئے بھیجا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس آ رہے تھے کہ راستے میں عصر کی نماز کیلئے اذان دی۔ جب وہ اذان کہنے لگے تو اچانک حلوان کے پہاڑوں میں سے اذان کا جواب سنائی دینے لگا۔ جب نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو سب لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اللہ تجھ پر رحم کرے، تو جو کوئی بھی ہے ہمارے سامنے آ کر اپنی صورت دکھا۔ کیونکہ یہ لشکر رسول اللہ ﷺ اور عمر ابنِ خطاب کا بھیجا ہوا ہے۔ اس پر ایک شخص کا سر پہاڑ کے شگاف سے ظاہر ہوا۔ اسکے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور اس نے اُون کے دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے سامنے آ کر سلام کہا اور لوگوں نے اسکے سلام کا جواب دیا۔ لوگوں نے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا نام زریب بن برثملا ہے۔ میں اللہ کے نیک بندے عیسیٰ ابنِ مریم کا وصی ہوں۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور میرے لیے آسمان سے نازل ہونے کے وقت تک زندہ رہنے کی دعا فرمائی ہے۔ میری طرف سے عمر کو سلام کہنا اور اسے میری طرف سے بتا دینا کہ قیامت قریب ہے۔ اسکے بعد وہ غائب ہو گیا اور لوگ اسے نہ دیکھ سکے۔ پھر نضلہ نے یہ سارا واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی طرف لکھا اور انہوں نے حضرت فاروقِ اعظم کی طرف لکھا۔ حضرت فاروقِ اعظم نے اس کے جواب میں حضرت سعد کو لکھا کہ آپ بھی مہاجرین وانصار کی ایک جماعت لیکر اس پہاڑ پر جائیں اور اگر زریب بن برثملا سے ملاقات ہو جائے تو میری طرف سے انہیں سلام کہیں۔ چنانچہ حضرت سعد چار ہزار مہاجرین وانصار کو لیکر اس پہاڑ پر گئے اور چالیس دن تک ہر نماز کے لیے اذان پڑھتے رہے مگر انہیں کوئی جواب یا آواز سنائی نہ دی (فتوحاتِ مکیہ جلد۱ باب ۳۶ صفحہ۳۳۶، حیات الحیوان اردو جلد۱ صفحہ۱۷۹ ، ازالۃ الخفا ۲/ ۱۶۷۔۱۶۸)۔ شیخِ اکبر قدس سرہٗ اپنے کشف کے ذریعے فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ گویا ہزاروں صحابہ پر مشتمل ایک عظیم لشکر کا حیاتِ مسیح پر اجماع ہوا۔

شیخِ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ الاقدس فرماتے ہیں: فَاِنَّهٗ لَمْ یَمُتْ اِلَی الآنَ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلٰی هٰذِهِ السَّمَآءِ یعنی وہ اب تک فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ نے انہیں اس آسمان پر اٹھالیا (فتوحات مکیہ باب ۳۶۷، جلد ۷ صفحہ ۸۹)۔

Islam The World Religion

نزولِ مسیح پر اجماع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: لَا خِلَافَ اَنَّهٗ يَنْزِلُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ حَكَماً مُقْسِطاً یعنی اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخری زمانے میں حکم اور عادل کے طور پر نازل ہوں گے (فتوحاتِ مکیہ باب ۷۳، جلد۳ صفحہ۲۹۲)۔

تفسیر ابن جریر میں مجاہد کا قول ہے: رَفَعَ اللّٰهُ عِيْسىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيّاً یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھالیا (تفسیر ابن جریر جلد۴ جزء۲ صفحہ۲۰)۔

تفسیر بغوی میں ہے کہ: اِنِّي مُتَوَفِّيْكَ میں تَوَفِّي سے مراد قبض کر کے آسمان پر لے جانا ہے۔ یا پھر نیند دے کر آسمان پر لے جانا مراد ہے۔ یا پھر............ چند لمحوں کے لیے موت دے کر دوبارہ زندہ کر کے آسمان پر لے جانا مراد ہے............ یا پھر تَوَفِّي سے وہ موت مراد ہے جو نزول کے بعد واقع ہوگی اور اس آیت کے الفاظ اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ میں تقدیم وتاخیر ہے (بغوی جلد۱ صفحہ۳۵۹، صفحہ۳۶۰)۔

یہ مفصل بحث صرف امام بغوی ہی نے نہیں کی بلکہ بہت سارے دوسرے مفسرین نے بھی کی ہے۔ مثلاً تفسیر البحر المحیط جلد۲ صفحہ۷۵۶ پر یہی بحث تفصیل سے لکھنے کے ابن عطیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: اَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلىٰ مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيْثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ: اَنَّ عِيْسىٰ فِي السَّمَآءِ حَيٌّ وَاَنَّهٗ يَنْزِلُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ، فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيُكَسِّرُ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلُ الدَّجَّالَ، وَيُفِيْضُ الْمَالَ، وَتُظْهَرُ بِهِ الْمِلَّةُ، مِلَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَحُجُّ الْبَيْتَ، وَيَعْتَمِرُ، وَيَبْقىٰ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعاً وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَقِيْلَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً یعنی اس پر امت کا اجماع ہے اور متواتر حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ موجود ہیں، اور یہ کہ وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے، خنزیز کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے، اور دجال کو قتل کریں گے، اور مال کو بہادیں گے، ان کے ذریعے سے امتِ محمدیہ (ﷺ) غالب آجائے گی، وہ کعبہ کا حج کریں گے، اور عمرہ کریں گے، اور زمین میں چوبیس یا چالیس سال زندہ رہیں گے (البحر المحیط جلد۲ صفحہ۷۵۶، ۷۵۷)۔

تفسیر قرطبی جلد۴ صفحہ۱۰۰ پر یہی مفصل بحث موجود ہے۔ پھر یہی بحث اپنے مختلف انداز

Islam The World Religion

میں امام خازن نے تفسیر خازن جلد اصفحہ ۲۵۵ پر لکھی ہے۔ یہی ساری بحث تفسیر ابن کثیر میں ان کے اپنے جداگانہ الفاظ میں موجود ہے ملاحظہ کریں (تفسیر ابن کثیر جلد اصفحہ ۵۰۵)۔

علماء نے تمہارے کان کی کھڑکیاں کھول دی ہیں اور واضح کر کے رکھ دیا ہے کہ تَوَفّی کا معنی کچھ بھی ہو، لیکن بہر صورت حضرت مسیح کا آسمان پر جسم سمیت اٹھائے جانا قرآن سے، متواتر احادیث سے اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِنَّ التَّوَفِّیَ اَخْذُ الشَّیْءِ وَافِیاً وَلَمَّا عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّخْطُرُ بِبَالِہٖ اَنَّ الَّذِیْ رَفَعَہُ اللّٰہُ ھُوَ رُوْحُہٗ لَا جَسَدُہٗ ذَکَرَ ھٰذَا الْکَلَامَ لِیَدُلَّ عَلٰی اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رُفِعَ بِتَمَامِہٖ اِلَی السَّمَاءِ بِرُوْحِہٖ وَبِجَسَدِہٖ وَیَدُلُّ عَلٰی صِحَۃِ ھٰذَا التَّاوِیْلِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی : وَمَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ۔

ترجمہ: بے شک توفی کسی چیز کو پورا پورا لے لینے کو کہتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ لوگوں میں سے کسی کو یہ شبہ ہوگا کہ جسے اٹھایا گیا ہے وہ عیسیٰ کی روح ہے جسم نہیں، تو اللہ نے یہ کلام ارشاد فرمایا تاکہ واضح ہو جائے کہ عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پورے کے پورے آسمان کی طرف اٹھائے گئے، روح سمیت بھی اور جسم سمیت بھی، اس معنی پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے کہ فرمایا: وہ تجھے کچھ بھی ضرر نہ پہنچا ئیں گے (النساء:۱۱۳)۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۳۷)۔

امام رازی کی عبارت کو ذرا کھلے دل سے پڑھیں۔ یہ عقلیات کے ماہر ترین مفسر ہیں۔ اگر رفع الی السماء میں کوئی عقلی قباحت ہوتی تو ضرور بول جاتے۔

تفسیر جامع البیان میں ہے: وَالْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّہٗ حَیٌّ فِی السَّمَاءِ وَیَنْزِلُ وَیَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَیُؤَیِّدُ الدِّیْنَ یعنی اس پر اجماع ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور نازل ہوں گے، اور دجال کو قتل کریں گے اور دین کی مدد کریں گے (جامع البیان صفحہ ۵۲)۔

امام قرطبی لکھتے ہیں: بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ :اَیْ اِلَی السَّمَآءِ وَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُتَعَالٍ عَنِ الْمَکَانِ یعنی بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے مراد آسمان پر اٹھانا ہے۔ اِلَیْہِ سے خود اللہ کی ذات مراد

Islam: The World Religion

نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔

روح المعانی میں ہے: وَهُوَ حَیٌّ فِی السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ عَلٰی مَا صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ حَدِيْثِ الْمِعْرَاجِ یعنی وہ آسمان میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیثِ معراج میں نبی کریم ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے (روح المعانی جلد۳ صفحہ۲۶۶)۔

روح البیان میں ہے: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِی اَیْ قَبَضْتَنِی اِلَيْکَ وَرَفَعْتَنِی اِلَی السَّمَآءِ یعنی جب تو نے مجھے اپنی طرف قبض کیا اور آسمان پر اٹھالیا (روح البیان جلد۳ صفحہ۳۷۰)۔

درسی تفاسیر: اب ذرا ان تفاسیر کا حال بھی دیکھ لیجیے جو صدیوں سے اس امت کے مدارس میں پڑھائی جارہی ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں وہی رفع کے وقت کی حالت پر مختلف اقوال اور جسم سمیت اٹھائے جانے پر بہرحال اتفاق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: (اِنِّیْ مُتَوَفِّيْکَ) اَیْ مُتَوَفِّی اَجَلَکَ وَمُؤَخِّرُکَ اِلٰی اَجَلِکَ الْمُسَمّٰی ، عَاصِماً اِيَّاکَ مِنْ قَتْلِهِمْ ، اَوْ قَابِضُکَ مِنَ الْاَرْضِ ،مِنْ تَوَفَّيْتُ مَالِیْ ، اَوْ مُتَوَفِّيْکَ نَائِماً اِذْ رُوِیَ اَنَّهٗ رُفِعَ نَائِماً ، اَوْ مُمِيْتُکَ عَنِ الشَّهْوَاتِ الْعَائِقَةِ عَنِ الْعُرُوجِ اِلٰی عَالَمِ الْمَلَکُوتِ وَقِيْلَ اَمَاتَهُ اللّٰهُ سَبْعَ سَاعَاتٍ ثُمَّ رَفَعَهٗ اِلَی السَّمَآءِ وَاِلَيْهِ ذَهَبَتِ النَّصارٰی (بیضاوی جلد۱ صفحہ۱۶۲)۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِی بِالرَّفْعِ اِلَی السَّمَآءِ (بیضاوی جلد۱ صفحہ۲۹۰)۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ:

(وَرَافِعُکَ اِلَیَّ) اِلٰی سَمَائِیْ وَ مَقَرِّ مَلَائِکَتِیْ (مدارک جلد۱ صفحہ۲۵۵)۔

تفسیر جلالین میں ہے:

(وَرَافِعُکَ) مِنَ الدُّنْيَا مِنْ غَيْرِ مَوْتٍ (تفسیر جلالین صفحہ۵۲)۔

اسکی شرح صاوی میں ہے: فَرُفِعَ اِلَی السَّمَآءِ وَهُوَ نَائِمٌ (تفسیر صاوی ۱/۱۴۰)۔

کہاں تک لکھتے چلیں؟ ہمارے سامنے اس وقت تقریباً ایک سو تفاسیر موجود ہیں اور بخدا ہر مفسر نے مفہوماً یہی بات لکھی ہے۔

Islam: The World Religion

محدثین کے اقوال: یہی حال محدثین کا بھی ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نزولِ مسیح علیہ السلام والی حدیث کی مکمل شرح لکھنے کے بعد نزولِ مسیح کی حکمتیں بھی بیان کرتے ہیں (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۵۵۵)۔ آگے لکھتے ہیں: **تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ بِاَنَّ الْمَهْدِیَّ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَنَّ عِیْسیٰ یُصَلِّی خَلْفَهٗ** (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۵۵۶)۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **مَعْنَاهُ یَقْرِنُ بَیْنَهُمَا وَ هٰذَا یَکُونُ بَعْدَ نُزُوْلِ عِیْسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَآءِ فِی آخِرِ الزَّمَانِ** (شرح نووی علی مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بہ تحقیق ثابت شدہ است باحادیث صحیحہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فرود می آید از آسمان بہ زمین (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۷۲)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **فَیَنْزِلُ عِیْسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمِنَارَةِ الشَّرْقِیَّةِ فِی دِمِشْقَ الشَّامِ ، وَ یَجِیْءُ اِلٰی قِتَالِ الدَّجَّالِ فَیَقْتُلُهٗ بِضَرْبَةٍ فِی الْحَالِ ، فَاِنَّهٗ یَذُوبُ کَالْمِلْحِ فِی الْمَآءِ عِنْدَ نُزُوْلِ عِیْسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَآءِ** یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شام کے شہر دمشق کے مشرقی مینار پر اتریں گے، اور دجال کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آئیں گے اور اسے ایک ہی ضرب سے قتل کریں گے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے وقت اس طرح پگھلے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۱۲)۔

عقائد کی کتابوں میں تصریح: امام اعظم ابو حنیفہ اپنی مشہور عام کتاب فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: **وَ نُزُوْلُ عِیْسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَآءِ** یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اترنا قیامت کی نشانی ہے (فقہ اکبر صفحہ ۸)۔

عقائد کے امام ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **وَقَالَ تَعَالٰی لِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ (اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ) وَقَالَ تَعَالٰی: (وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ) وَأَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰی أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ رَفَعَ عِیْسیٰ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ إِلَی**

Islam The World Religion

السَّمَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ اور وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ فرمایا ہے۔ پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا (کتاب الابانہ صفحہ ۱۰۴)۔

عقائد کی درسی وغیر درسی تمام کتابوں میں یہی تصریح موجود ہے۔ عقائد نسفی کے متن میں لکھا ہے: وَ نُزُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَآءِ یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اترنا قیامت کی نشانی ہے (متن عقائد نسفی صفحہ ۱۰)۔

درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں اس پر احادیث اور دلائل وارد ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۷۴)۔

نبراس میں ہے: قَدْ صَحَّ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّ عِيْسٰى يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ، آگے لکھتے ہیں: وَالْاَحَادِيْثُ فِي ذٰلِكَ كَثِيْرَةٌ مُتَوَاتِرَةُ الْمَعْنٰى یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نازل ہونے کے بارے میں حدیث صحیح موجود ہے، اس موضوع پر کثرت سے احادیث وارد ہیں جو معناً متواتر ہیں (نبراس صفحہ ۳۵۱)۔

عقیدہ طحاویہ کے الفاظ یہ ہیں: وَ نُزُوْلُ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَآءِ یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اترنا قیامت کی نشانی ہے (متن عقیدہ طحاویہ صفحہ ۱۶)۔

اس کی شرح میں علامہ ابوالعز حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: وَ اَحَادِيْثُ الدَّجَّالِ، وَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ يَقْتُلُهُ، وَ يَخْرُجُ يَاجُوْجُ وَ مَاجُوْجُ فِي اَيَّامِهِ بَعْدَ قَتْلِهِ الدَّجَّالَ، فَيُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ اَجْمَعِيْنَ فِي لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ بِبَرَكَةِ دُعَائِهِ عَلَيْهِمْ : وَ يَضِيْقُ هٰذَا الْمُخْتَصَرُ عَنْ بَسْطِهَا (شرح العقیدۃ الطحاویہ صفحہ ۵۰۱)۔

تمام صوفیائے کرام کا عقیدہ: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اندر آثار صحیحہ وارد است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرقع داشت وے را بہ آسماں بردند یعنی صحیح احادیث میں وارد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس

Islam The World Religion

ایک چادر تھی وہ اس چادر سمیت آسمان پر گئے (کشف المحجوب صفحہ ۴۸)۔

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کے تین حوالے اور ان سے اجماع کا منقول ہونا آپ پڑھ چکے ہیں۔امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اَلْحَقُّ اَنَّہٗ رُفِعَ بِجَسَدِہٖ اِلَی السَّمَآءِ وَ الْاِیْمَانُ بِذٰلِکَ وَاجِبٌ قَالَ تَعَالٰی: بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ (النساء:۱۵۸)قَالَ اَبُو طَاھِرِ الْقُزْوِیْنِی : وَ اعْلَمْ اَنَّ کَیْفِیَّۃَ رَفْعِہٖ وَ نُزُوْلِہٖ وَ کَیْفِیَّۃَ مَکْثِہٖ فِی السَّمَآءِ اِلٰی اَنْ یَّنْزِلَ مِنْ غَیْرِ طَعَامٍ وَلَاشَرَابٍ مِمَّا یَتَقَاصَرُ عَنْ دَرْکِہِ الْعَقْلُ وَلَا سَبِیْلَ لَنَا اِلَّا اَنْ نُّؤْمِنَ بِذٰلِکَ تَسْلِیْماً لِسَعَۃِ قُدْرَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰیْ وَ اَطَالَ فِیْ ذِکْرِ شُبْہِ الْفَلَاسَفَۃِ وَ غَیْرِھِمْ فِی اِنْکَارِ الرَّفْعِ(الیواقیت والجواہر جلد۲صفحہ ۵۶۸)۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ : اَیْ بِخُرُوْجِ عِیْسٰی یعنی قرآن کی آیت لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خروج کے وقت ان پر ایمان لانا مراد ہے (الفوز الکبیر صفحہ ۹۷ عربی)۔

اب بتایئے ہم مزید آپ کو کس طرح سمجھائیں! کیا ضروری ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کتاب کا حوالہ دیا جائے؟ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اگر تشریف لاکر آپ کو سمجھائیں تو پھر بھی مرزا صاحب کہہ دیں گے کہ استعارے اور تعبیر کو سمجھنے میں حضور سے خطا ہوئی (معاذ اللہ) مگر مرزا صاحب کا اپنا الہام بے لگام حرفِ آخر ہے!

مرزا قادیانی کا اعتراف

مرزا لکھتا ہے: یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۴۰۰)۔

Islam The World Religion

دوسری جگہ لکھتا ہے: اب ہم صفائی بیان کے لیے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجودِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہدِ قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں (توضیح مرام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۵۲)۔

تیسری جگہ لکھتا ہے: یَا حَسْرَةً عَلَيْهِمْ اَلَا يَعْلَمُونَ اَنَّ الْمَسِيْحَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ بِجَمِيْعِ عُلُومِهٖ وَلَا يَأْخُذُ شَيْئاً مِّنَ الْاَرْضِ مَا لَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ یعنی ان لوگوں پر افسوس ہے کیا یہ نہیں جانتے کہ مسیح اپنے تمام علوم کے ساتھ آسمان سے اتریں گے اور زمین سے کچھ حاصل نہیں کریں گے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ سمجھتے نہیں (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد۵ صفحہ۴۰۹)۔

مرزا کے نزدیک سیدنا موسیٰ علیہ السلام آسمان پر جسم سمیت زندہ ہیں

مرزا لکھتا ہے: هٰذَا هُوَ مُوسىٰ فَتَى اللهِ الَّذِىْ اَشَارَ اللهُ فِى كِتَابِهٖ اِلىٰ حَيَاتِهٖ وَ فَرَضَ عَلَيْنَا اَنْ نُّؤْمِنَ اَنَّهٗ حَيٌّ فِي السَّمَاءِ وَ لَمْ يَمُتْ وَ لَيْسَ مِنَ الْمَيِّتِيْنَ یعنی یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ آسمان میں زندہ موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں ہے (نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن جلد۸ صفحہ۶۹)۔

اسی طرح ایک اور مقام پر بھی لکھتا ہے: بَلْ حَيَاةُ كَلِيْمِ اللهِ ثَابِتٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ یعنی کلیم اللہ کی زندگی قرآن کی نص سے ثابت ہے (حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد۷ صفحہ۲۲۱)۔

مرزا کے مذکورہ بالا دو بیان اس کے پاگل پن کا ایک خوبصورت مظاہرہ ہے۔ مرزا نے یہ بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین قرار دیتے ہوئے داغے

Islam The World Religion

ہیں، لیکن مصیبت میں پھنس گیا کہ ایک تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندہ مان کر خود اپنے ہی قول سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ٹھہرا۔ ثانیاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر جتنے اعتراضات گھڑ گھڑ کر تیار کرتا رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی تسلیم کر کے ان تمام دلائل پر خود ہی پانی پھیر دیا، اور مشرک سازی کا جو توپخانہ خود ہی تیار کیا تھا اسی بارود سے خود کو اڑا ڈالا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے حلیہ کی بحث

قادیانی اپنی جانب سے ایک نہایت اہم سوال اٹھاتے ہیں، کہتے ہیں کہ: بخاری شریف میں حضرت مسیح علیہ السلام کے دو الگ الگ حلیے اور رنگ بیان ہوئے ہیں۔ پہلی حدیث میں ہے کہ **فَاَمَّا عِيْسٰى فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ** یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سرخ، بال گھنگھریالے اور سینہ چوڑا تھا۔

اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ: **بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ .... فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا ؟ قَالُوْا ابْنُ مَرْيَمَ** یعنی میں خواب میں کعبے کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک آدمی دیکھا جس کا رنگ گندمی، بال سیدھے تھے.......... میں نے پوچھا یہ کون ہے تو جواب ملا: یہ ابن مریم ہیں۔

مسیح علیہ السلام کے دو الگ الگ حلیے بتا رہے ہیں کہ پہلے مسیح سے مراد مراد بنی اسرائیل کے مسیح ہیں اور دوسرے مسیح سے مراد ان کا مثیل ہے یعنی مرزا قادیانی۔ قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ امام بخاری نے کمال کر دیا ہے کہ پہلے والے مسیح کا ذکر پہلے رکھا اور بعد والے مسیح کا ذکر بعد میں۔

جواب: دوسری حدیث آپ نے نامکمل لکھی ہے۔ مکمل صورتِ حال اس طرح ہے کہ پہلی حدیث میں حضور کریم ﷺ نے سیدنا مسیح علیہ السلام کا رنگ سرخ اور بال گھنگریالے بتائے ہیں (بخاری :۳۴۳۸) اور دوسری حدیث کے راوی کہتے ہیں: **وَ اللّٰهِ مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعِيْسٰى اَحْمَرُ وَلٰكِنْ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ** یعنی اللہ کی قسم نبی کریم ﷺ نے عیسیٰ کا سرخ نہیں بتایا بلکہ فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا آگے وہی دوسری حدیث ہے (بخاری: ۳۴۴۱)۔

آسانی سے واضح ہورہا ہے کہ دونوں حدیثوں میں ایک ہی ہستی کا حلیہ بیان ہورہا ہے جیسے پہلا راوی سرخ بتاتا ہے اور دوسرا راوی قسم کھا کر اس حلیے کی نفی کررہا ہے۔ گویا وَاللّٰہِ مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعِیْسیٰ اَحْمَرُ کے الفاظ ہضم کرنا اصل خیانت ہے۔

ثانیاً اگر احادیث کو سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے تو اس طرح کئی مسیح ثابت ہوجائیں گے۔ مثلاً بخاری میں اسی مقام پر حضرت مسیح علیہ السلام کا حلیہ اس طرح ہے کہ رَبْعَۃٌ اَحْمَرُ یعنی پست قد والے سرخ رنگ والے (بخاری:۳۴۳۸)، دوسری حدیث میں ہے اَحْمَرُ جَعْدٌ یعنی سرخ رنگ والے گھنگھریالے بالوں والے (بخاری:۳۴۳۸)، تیسری حدیث میں ہے: رَجُلٌ آدَمُ یعنی گندمی رنگ کا مرد (بخاری:۳۴۴۰)، رَجِلُ الشَّعْرِ یَقْطُرُ رَاسُہٗ مآء نیم گھنگھریالے بال، اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا (بخاری:۳۴۴۰)، اگلی حدیث میں ہے رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعرِ یعنی گندمی رنگ کا آدمی جس کے بال سیدھے تھے (بخاری:۳۴۴۱)۔

آپ کا طرزِ تحقیق تین چار مسیح ثابت کررہا ہے۔ لیکن اگر دیانت داری سے دیکھیں تو یہ ایک ہی شخصیت کا حلیہ ہے، جسے کبھی سرخ اور کبھی گندمی کہا جارہا ہے اور واقعی گندمی رنگ کو سرخ بھی کہہ دیا جاتا ہے ورنہ بالکل خون کی طرح سرخ رنگ تو کسی انسان کا نہیں ہوتا۔

ثالثاً بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ: ھُوَ مَرْبُوعُ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَ الْبَیَاضِ حِیْنَ رَاٰہُ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ یعنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کی رات دیکھا تو ان کی رنگت سرخی اور سفیدی کے درمیان تھی (بخاری:۳۲۳۹، مسلم:۴۱۹)۔

ابوداؤد شریف میں حدیث ہے کہ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاعْرِفُوْہُ فَاِنَّہٗ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ مِنَ الْحَمْرَۃِ وَالْبَیَاض یعنی جب تم اسے دیکھو تو پہچان جاؤ، وہ ایک مرد ہے جو سرخی اور سفیدی سے ملی جلی رنگت والا ہے (ابوداؤد:۴۳۲۴)۔

اس حدیث نے مسئلہ مزید حل کردیا اور سیدنا مسیح علیہ السلام کا رنگ سرخی اور سفیدی کے درمیان بتادیا۔ اب ظاہر ہے کہ اس رنگ کو سرخ کہہ دیں پھر بھی حرج نہیں اور اگر سفید کہہ دیں پھر بھی حرج نہیں۔ لیکن اگر ذہن میں ہی فتور ہو تو ایک نئی شخصیت تیار کی جاسکتی ہے۔

Islam The World Religion

رابعاً یہ بات نہایت دلچسپ ہے کہ مرزا قادیانی خود کو مسیح بھی کہتے ہیں اور مہدی بھی۔
اب قادیانیوں کے لیے مصیبت یہ ہے کہ احادیث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا حلیہ حضرت مسیح کے حلیہ سے بالکل جدا بیان ہوا ہے۔ بلکہ ان کا نسب نامہ اور جائے ظہور بھی جدا مذکور ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا حلیہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا حلیہ حدیث شریف میں اس طرح مذکور ہے کہ: **اَلْـمَهْدِيُّ مِنِّي اَجْلَى الْجَبْهَةِ اَقْنَى الْاَنْفِ** یعنی مہدی مجھ سے ہوگا، کھلی پیشانی والا، بلند بینی والا (ابوداؤد:۴۲۸۵)۔ اب قادیانی بتائیں کہ مسیح اور مہدی کے دو الگ الگ حلیے مرزا کی ایک ہی شخصیت میں کیسے پیدا کرو گے؟ حدیث میں ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادے سیدنا امام حسن کے بارے میں فرمایا کہ اسکی اولاد سے ایک آدمی پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا وہ اخلاق میں نبی جیسا ہوگا مگر حلیہ نبی جیسا نہیں ہوگا (ابوداؤد:۴۲۸۴)، دوسری حدیث میں ہے کہ: **يُـوَاطِـئُ اِسْمُهُ اِسْمِيْ وَ اِسْم اَبِيْهِ اِسْمُ اَبِيْ** یعنی اس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اسکے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا (ابواؤد:۴۲۸۲، ترمذی:۲۲۳۱)۔

خامساً اس سے بھی دلچسپ بات یہ ہے کہ دجال کا حلیہ حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے: **جَعْـدًا قَـطِـطًـا اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنىٰ** گھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ سے کانا (بخاری:۳۴۴۰)، **اَحْـمَـرُ جَسِيْـمٌ جَـعْـدُ الـرَّأْسِ اَعْـوَرُ الْـعَيْـنِ الْيُمْنىٰ** سرخ رنگ کا بڑے جسم والا گھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ سے کانا (بخاری:۳۴۴۱)۔ دجال کے کانے پن کی بڑی آسان اور واضح نشانی مرزا قادیانی میں پائی جا رہی ہے۔ کیوں نہ مرزا کو دجال سے واضح مشابہت کی وجہ سے ظلی اور بروزی دجال مان لیا جائے؟

سادساً بخاری کی یہی حدیث جو آپ نے پیش کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ **كَاَنَّمَا خَـرَجَ مِنْ دِ يْـمَـاسٍ يَـعْـنِـي الْـحَمَّـامَ** ایسے لگتا ہوگا جیسے ابھی غسل کر کے نکلے ہیں (بخاری:۳۴۳۷)، **يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَآءً** ان کے سر سے پانی ٹپکتا ہوگا (بخاری:۳۴۴۰)، **يَنْطُفُ رَاسُهُ مَآءً اَوْ يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَآءً** یعنی ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا (بخاری:۳۴۴۱)۔ دوسری طرف سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول صحیح سند کے ساتھ معتبر کتابوں میں موجود ہے کہ جب سیدنا مسیح علیہ السلام کو

Islam The World Religion

آسمان پر زندہ اٹھایا جارہا تھا تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے (المصنف لابن ابی شیبہ ۷/۴۶۱، السنن الکبری للنسائی ۶/۴۸۹، ابن جریر ۶/۱۸،۱۹، ابن کثیر ۱/۷۸۹)۔ اب بتایئے! آسمان پر جاتے وقت بھی سر سے پانی ٹپکتا ہوا اور حضور ﷺ نے بھی جب دیکھا تو گویا سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، اس سے دو مختلف شخصیات ثابت ہوئیں یا عین وہی ایک شخصیت؟ خدا کے بندو! سچے لوگوں کے بیان آپ میں اسی طرح ملتے ہیں جس طرح مذکورہ بالا دو بیانات۔

سابعاً حدیث شریف کے الفاظ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ جب تم اسے دیکھو تو فوراً پہچان جاؤ (ابوداؤد: ۴۳۲۴) سے واضح ہورہا ہے کہ آنے والے مسیح علیہ السلام اچانک آئیں گے۔ مرزا قادیانی پر یہ صورتِ حال فٹ نہیں بیٹھتی۔

یہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے حلیہ پر مکمل صورتِ حال۔ اسکے برعکس کچھ بتانا اور کچھ چھپانا ہی دجل وفریب کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ اسی فاسد طرزِ تحقیق سے ہر باطل طبقے نے اسلام میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ادھورے جملے، آدھی احادیث اور بعض احادیث پر پردہ ڈالنا ہی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قادیانی حق گوئی کے میدان میں بے ضمیری کی حد تک پسپا بلکہ رسواء ہو چکے ہیں اور ہمارے پاس انکی ایک ایک بات کے کئی کئی جواب موجود ہیں۔ الحمد للہ۔

اصل اور نقل میں فرق واضح ہے

(۱)۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح ابنِ مریم اور عیسیٰ ابنِ مریم کی تصریح کے ساتھ آیا ہے۔ قیامت کے نزدیک نازل ہونے والے مسیح کو بھی احادیث میں وہی عیسیٰ ابنِ مریم یعنی ''مریم کا بیٹا عیسیٰ'' کے صاف الفاظ سے متعارف کرایا گیا ہے۔ مرزا قادیانی اپنے دعوے سے مسیح تو بن بیٹھے لیکن مریم کا بیٹا بن کے دکھانا مشکل ہوگیا۔ مرزا قادیانی اپنی اس مشکل کو حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''استعارے کے رنگ میں مجھے مریم بنایا گیا، پھر مجھے حمل ہوا، پھر مجھ سے عیسیٰ پیدا ہوا، وہ پیدا ہونے والا عیسیٰ بھی میں خود ہی تھا، اس طرح میں عیسیٰ ابنِ مریم ٹھہرا'' (دیکھیے: کشتیِ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۰)۔

Islam The World Religion

(۲)۔ مرزا سے کہا گیا کہ امام مہدی فاطمی ہوں گے۔ تو مرزا نے ایسی بکواس لکھی کہ اسے تحریر کرنے کو دینی غیرت گوارا نہیں کرتی۔ وہ بکواس مرزا کی کتاب ایک غلطی کا ازالہ صفحہ۱۰ پر موجود ہے۔

(۳)۔ مرزا کو جب مسلم شریف کی حدیث دکھائی گئی کہ مسیح کا نزول دمشق میں ہوگا (مسلم جلد۲ صفحہ۴۰۱) تو مرزا نے کہا: دمشق سے مراد قادیان ہے، یہاں کے لوگ اکثر یزیدی الطبع ہیں (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۱۳۸۔۱۳۹)۔

(۴)۔ جب مرزا سے پوچھا گیا کہ مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے تو اس نے کہا: دجال سے مراد پادریوں کا گروہ ہے (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۳۶۶)۔

(۵)۔ جب پوچھا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لُد کے مقام پر دجال کو قتل کریں گے (مسلم ۲/۴۰۱) تو مرزا نے کہا: لُد سے مراد لدھیانہ ہے (الہدیٰ، روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ۳۴۱)۔

(۶)۔ جب مرزا سے کہا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے جیسے معجزات دکھاتے تھے تو مرزا نے کہا: یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابنِ مریم سے کم نہ رہتا (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۲۵۸)۔

(۷)۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے اور دو زرد چادریں اوڑھی ہوں گی۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے کہا: دو فرشتوں سے مراد دو قسم کے غیبی سہارے ہیں (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۳۲۱)۔ اور دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ مجھے اوپر کے حصہ میں دورانِ سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرتِ پیشاب ہے اور دونوں مرضیں اس زمانے سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۳۲۰)۔

(۸)۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جو خوبصورت نہ ہو (شمائلِ ترمذی

Islam The World Religion

صفحہ۲۴)۔مگر مرزا قادیانی حسن و جمال سے عاری اور ایک آنکھ سے کانے تھے جس کا جی چاہے مرزا کی تصویر آج بھی دیکھ کر صورتِ حال کو سمجھ سکتا ہے۔ بلکہ حدیثِ پاک میں ایک آنکھ سے کانا ہونے کا حلیہ مسیح کا نہیں بلکہ دجال کا بیان ہوا ہے (بخاری حدیث ۳۴۳۹، مسلم حدیث ۷۳۶۱)۔

(۹)۔ احادیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول سفید مینار کے پاس ہوگا۔ ان صاحب نے اس طرح کا مینار خود آکر قادیان میں تعمیر کرالیا، اور خانہ پُری مکمل کر لی۔

(۱۰)۔ قرآن اور حدیث شریف میں دَابَّۃُ الاَرض یعنی زمین کے جانور کا ذکر ہے۔ لیکن مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ دَابَّۃُ الاَرض یعنی وہ علماء و واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتداء سے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہو گی اور انکے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۷۴)۔ دَابَّۃُ الاَرض سے مراد علمائے سوء ہیں (حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد۷ صفحہ ۳۰۸)۔

لیکن مرزا قادیانی کی یہ تضاد بیانی بھی نہایت دلچسپ ہے کہ دوسری جگہ لکھتا ہے: بلا شبہ دَابَّۃُ الاَرض یہی طاعون ہے جس کا مسیح کے زمانہ میں ظاہر ہونا ضروری تھا (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ ۴۱۸، لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۲۴۰)۔

قادیانی سوالوں کے جوابات

قادیانیوں کا پہلا سوال: اس آیت میں آسمان کا لفظ کہیں موجود نہیں۔

جواب: ''اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا'' سے مراد آسمان پر اٹھانا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان میں مقید نہیں لیکن اسکی سلطنت کا ظہورِ کامل آسمانوں میں ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود کا آسمانوں میں ہونا بیان فرماتا ہے (تفسیر جامع البیان میں ہے: **لِاَنَّ السَّمَآءَ مَحَلُّ ظُهُوْرِ سُلْطَانِهٖ** : صفحہ ۵۲)۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کے لیے آسمان پر لے جایا گیا، ورنہ اللہ تعالیٰ آسمان پر مقید تو نہیں تھا۔ قرآن پڑھیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **ءَ اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ** (ملک:۱۶)۔ اس آیت کا ترجمہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا

بشیرالدین نے اس طرح کیا ہے:

کیا آسمان میں رہنے والی ہستی سے تم اس بات سے امن میں آ گئے ہو کہ وہ تم کو دنیا میں ذلیل کرے (ترجمہ مرزا بشیرالدین)۔

یہاں مرزا بشیرالدین نے اللہ تعالیٰ کو صاف طور پر آسمان میں رہنے والی ہستی قرار دیا ہے۔ اس سے اگلی آیت میں بھی ءَ اَمِنۡتُمۡ مَنۡ فِی السَّمَآءِ کے الفاظ موجود ہیں اور مرزا بشیرالدین نے وہاں بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

حدیث شریف میں بھی یہی ہے کہ جو زمین پر ہیں تم ان پر رحم کرو اور جو آسمان پر ہے وہ تم پر رحم کرے گا (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۴۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۹۲۴)۔

مرزا قادیانی خود بھی لکھتے ہیں کہ رَافِعُکَ اِلَیَّ کے یہ معنی ہیں کہ جب عیسیٰ فوت ہوئے تو ان کی روح آسمان پر اٹھائی گئی (ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۲۶)۔

اب بتایئے کہ مرزا قادیانی نے آسمان کا لفظ کہاں سے نکالا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو آسمان پر کیسے پہنچا دیا۔ جو آپ کا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہے۔

صحیح اور سیدھا طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر کرتے وقت اس قسم کی ہیرا پھیری کی بجائے نبی کریم ﷺ کی ان احادیث کی طرف رجوع کیا جائے جو خالص اسی موضوع پر وارد ہوئی ہیں۔

قادیانیوں کا دوسرا سوال: تورات کی یہ تعلیم تھی کہ مقتول لعنتی ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تورات کی تعلیم کو مدِنظر رکھتے ہوئے قتل کی نفی یعنی لعنتی موت کی نفی کی ہے اور اس کے مقابلے پر رفع کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جواب: تورات کی یہ تعلیم ہرگز نہیں تھی کہ ہر مقتول لعنتی ہوتا ہے بلکہ تعلیم یہ تھی کہ گناہ گار مقتول لعنتی ہوتا ہے (دیکھو تورات کتاب استثناء باب ۲۱ آیت ۲۲-۲۳)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بے گناہ تھے لہٰذا اگر بالفرض صلیب پر قتل بھی ہو جاتے تو لعنتی نہ بنتے۔ لہٰذا اس قتل سے مراد شہادت کی موت ہی ہے اور اسی موت کی نفی کے مقابلے پر

Islam The World Religion

جسمانی رفع کا اثبات کیا گیا ہے۔

یہاں پھر قادیانی کہتے ہیں کہ چونکہ یہودیوں کے خیال میں ہر مقتول لعنتی ہوتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے عقیدہ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل سے بچایا اور یہود کی نظروں میں لعنتی ہونے کی بجائے درجات کی بلندی کا اعلان کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قادیانیوں کی یہ بات بے دلیل اور بے حوالہ ہے۔ یہودیوں کا عقیدہ تو وہی تھا جسے ہم نے یہودیوں کی کتاب تورات سے باحوالہ نقل کر دیا ہے یعنی گناہ گار مقتول لعنتی ہوتا ہے، ہر مقتول لعنتی نہیں ہوتا۔ اور اگر ہر مقتول لعنتی ہی ہوتا ہے تو پھر حضرت یحیٰی علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام (جو دونوں کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے) معاذ اللہ قادیانیوں کے اس فتوے کی زد میں آ جائیں گے۔ بلکہ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: **وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ** یعنی یہودی بے شمار انبیاء کو بے گناہ قتل کر دیتے تھے۔ اور اگر یہودی کسی نبی کو معاذ اللہ لعنتی سمجھتے بھی رہیں تو اس سے حقیقت کی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ وہ تو آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لعنتی ہی سمجھتے ہیں اور اپنی دانست میں انہیں پھانسی پر لٹکا چکے ہیں اور قادیانی خود بھی اس مسئلے میں یہود کے ہمنوا ہیں۔

یہی وہ مرکزی آیت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمی کی صریح دلیل ہے۔ اور اسی آیت سے اپنی گردن چھڑانے کے لیے قادیانی مبلغ عیسائی دشمنی کے لاکھ دعووں کے باوجود موجودہ مسخ شدہ تورات کا سہارا لے رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کی متواتر احادیث کو پرکھنے کے لیے اپنے خود ساختہ ترازو اٹھائے پھرتے ہیں انہوں نے کئی ہزار سالہ پرانی تورات پر کس طرح اعتبار کر لیا جسکے تبدیل شدہ ہونے کا فیصلہ قرآن نے **يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ** کے الفاظ سے دے دیا ہے۔ ہم قرآن سے بات کرتے ہیں اور یہ بائیبل کو پیش کرتے ہیں۔ پھر بھی انہیں دعویٰ ہے کہ انہوں نے عیسائیت کو شکست دی۔ شاید تو راتی یہودیوں کی ہم نوائی کا نام انکے ہاں کسرِ صلیب ہے۔

قادیانیوں کا تیسرا سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ** یعنی اے عیسیٰ تیری توفی کروں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا (آل عمران :۵۵)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں **مُتَوَفِّيْكَ** سے مراد

مُمِیْتُکَ ہے یعنی میں تجھے موت دوں گا۔

جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول تفسیر ابن عباس میں موجود ہے مگر اس کے اگلے الفاظ یہ ہیں مُقَدَّماً وَّ مُؤَخَّراً یعنی اس آیت کے الفاظ میں تقدیم وتاخیر ہے۔ مراد یہ ہے کہ رفع پہلے ہے اور توفی بعد میں۔ اگر آپ سیدنا ابن عباس کا قول لیتے ہیں تو دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ پھر ان کا پورا قول تسلیم کیا جائے۔ پورا قول سامنے آ جانے کے بعد آپ کا مقصد پورا نہ ہو سکا بلکہ الٹا حیاتِ مسیح علیہ السلام ثابت ہو گئی۔ اب جو کچھ پوچھنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھیے! ویسے سخاوت کے طور پر ہم بہت کچھ عرض کیے دیتے ہیں۔ عربی زبان میں تاخیر کے لیے ثُمَّ استعمال ہوتا ہے جس کا ترجمہ ہے ''پھر'' فوراً بعد کے لیے ''ف'' استعمال ہوتا ہے جس کا معنی ہے ''پس'' اور تقدیم وتاخیر کی پابندی کے بغیر ''واؤ'' استعمال ہوتا ہے۔ جس کا معنی ہے ''اور'' اَلْوَاوُ لَا تَقْتَضِیْ تَرْتِیْباً وَ لَا تَعْقِیْباً (صاوی جلد ا صفحہ ۱۴۰)۔ اس کی مثالیں قرآن میں کثرت سے موجود ہیں۔ مثلاً: کَذٰلِکَ یُوحِی اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ (الشوریٰ:۳)۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا ذکر پہلے ہے اور اگلے انبیاء پر نازل ہونی والی وحی کا ذکر بعد میں ہے۔

وَاسْجُدِی وَارْکَعِی (ال عمران:۴۳)۔ اس آیت میں سجدہ پہلے اور رکوع بعد میں بیان ہوا ہے۔ رَبِّ مُوسیٰ وَ ھَارُوْن (الاعراف:۱۲۲) اس آیت میں نہ ہی تقدیم وتاخیر ہے اور نہ ہی ترتیب بلکہ اس میں ترتیب ماننا کفر ہے۔

تقدیم وتاخیر میں حکمت ومصلحت یہ ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو تسلی دی جا سکے کہ یہودی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور وہ قتل ہونے کے بجائے طبعی طور پر وفات پائیں گے اور تسلی کے طور پر طبعی وفات کا ذکر پہلے فرما دیا اور اس کے بعد فی الحال اٹھا لینے کا ذکر کیا۔ علامہ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: وَالْمَقْصُوْدُ بَشَارَتُهٗ بِنَجَاتِہٖ مِنَ الْیَھُوْدِ (تفسیر صاوی جلد ا صفحہ ۱۴۰)۔ یہ اسی طرح ہے جیسے عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ (التوبہ:۴۳)۔ میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل جوئی کے لیے عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ کو مقدم فرما دیا۔

Islam: The World Religion

ہماری یہ ساری گفتگو سیدنا ابن عباس ﷺ کے دفاع میں اور انکی تائید وتصدیق کے طور پر ہے۔ ورنہ اس پر کسی قسم کا قادیانی اعتراض دراصل سیدنا ابن عباس ﷺ پر اعتراض ہے۔

ثانیاً آپ نے اس آیت کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ متوفی اور رافع اسم فاعل کے صیغے ہیں اور انکا ترجمہ ہے: توفی کرنے والا اور رفع کرنے والا۔ اب اس پر غور کریں تو واضح ہوگا کہ اس میں تسلی کا عنصر بھی موجود ہے کہ اے مسیح! تیرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے مجھے کرنا ہے۔ یہ لوگ تیرے خلاف کوئی قدرت نہیں رکھتے۔ اسی صحیح ترجمے میں تقدیم وتاخیر کی گنجائش بھی واضح نظر آ رہی ہے اسلیے کہ فعلوں کے تعدّد میں ترتیب کا شائبہ ہوسکتا ہے مگر فاعل کی وحدت تقدم وتأخر کی پابند نہیں۔

ثالثاً حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ خود دیگر مقامات پر حیاتِ مسیح کے قائل نظر آتے ہیں، دیکھو! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا تفصیلی واقعہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ہم نقل کر چکے ہیں (مصنف ابنِ ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۶۱، السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۶ صفحہ ۴۸۹، تفسیر ابنِ کثیر جلد ۱ صفحہ ۵۷۷، ابنِ جریر جلد ۴ جزء ۶ صفحہ ۱۸، ۱۹)۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ: هُوَ خُرُوْجُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسندِ احمد حدیث: ۲۹۲۴)۔

قادیانیوں کا چوتھا سوال: اگر توفی (باب تفعل) کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو تو ہمیشہ اس کا معنی قبضِ روح ہوتا ہے۔

جواب: اول تو مرزا قادیانی قرآنی لفظ کے معنی معلوم کرنے میں حدیث پر عقل کو ترجیح دے رہے ہیں اور تصریح کے مقابلے پر اٹکل چلا رہے ہیں اور ہم اس سے پہلے عرض کر چکے ہیں کہ انکارِ حدیث ہی فساد کی جڑھ ہے۔ ثانیاً قرآن میں بے شمار الفاظ ایسے موجود ہیں جو صرف ایک مقام پر الگ تھلگ مفہوم دے رہے ہیں۔ مثلاً قرآن میں مِصْبَاح کا لفظ، بَعْل کا لفظ اور يَقِين کا لفظ وغیرہ اپنے عام مستعمل مفہوم سے ہٹ کر بھی استعمال ہوئے ہیں۔ ثالثاً نیند کے بعد جاگنے کی مشہور دعا یہ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندہ کیا اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (بخاری حدیث: ۷۳۹۴، مسلم

Islam: The World Religion

حدیث: ۶۸۸۷)۔اس دعا میں مجازاً نیند کو موت قرار دیا گیا ہے۔رابعاً توفی بمعنی نیند اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ میں اور ھُوَا لَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ میں استعمال ہوا ہے۔لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحالتِ نیند اٹھائے جانا تسلیم کیا جانا چاہیے۔یہی بات تفسیر ابن کثیر، صاوی، جمل، جمالین، قرطبی، مظہری، کبیر، درمنثور، کشاف، خازن، بیضاوی، جامع البیان، معالم التنزیل، ابنِ جریر، بحرمحیط اور النہرالمہادوغیرہ میں لکھی ہے۔ بلکہ جامع البیان صفحہ۵۲ اور ابنِ کثیر میں لکھا ہے کہ اکثریت کا یہی قول ہے قَالَ الْاَکْثَرُونَ : اَلْمُرَادُ بِالْوَفَاةِ ھٰھُنَا : اَلنَّوْمُ (تفسیر ابن کثیر جلد۱ صفحہ۵۰۵)۔ خامساً ایک حدیث شریف کے الفاظ ہیں: اِذَا رَمَی الْجِمَارَ لَا یَدْرِیْ اَحَدٌ مَا لَهٗ حَتّٰی یَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (الترتیب والترغیب للمنذری حدیث نمبر۱۶۸۶)۔اس حدیث میں اللہ فاعل ہے، بندہ مفعول ہے اور توفی از باب تفعل استعمال ہوا ہے۔ یہاں ذرا توفی کا ترجمہ موت کر کے دکھایئے۔بالآخر وہی کہنا پڑے گا جو تمام اہلِ لغت ومفسرین نے لکھا ہے کہ اَلتَّوَفِّیْ ھُوَ اَخْذُ الشَّیْئِ وَافِیاً یعنی توفی کسی چیز کو پورا پورا لے لینے کو کہتے ہیں۔

یہ تھے وہ حقائق، قرآن وسنت کی تصریحات اور لغت کے انبار جن کی بناء پر نحوی علماء توفی کا وہ قاعدہ وضع کرنے کی جرأت نہیں کر سکے جسے مرزا نے نکال دکھایا ہے۔قادیانیوں میں اگر ہمت ہے تو یہ قاعدہ اگلے علماء سے ثابت کریں اور اگلے علماء کے اس قاعدے کو وضع نہ کرنے کی جو وجہ اور علت ہم نے بیان کی ہے اسے توڑ کر دکھائیں۔

واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات لفظ تَوَفِّی سے ثابت نہیں بلکہ تَوَفِّی کا لفظ رَفَع کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات لفظِ رفع سے ثابت ہے۔جو اس آیت میں استعمال ہوا ہے۔ مَا قَتَلُوْهُ یَقِیْناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ یعنی یقیناً اسے یہودیوں نے قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا (النسآء: ۱۵۷۔۱۵۸)۔اس کی تفصیل اور تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔

قادیانیوں کا پانچواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ یَا عِیسَی ابْنَ مَرْیَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِی وَأُمِّیَ إِلٰهَیْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَکَ مَا یَکُونُ لِی

Islam The World Religion

أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (المائدہ:۱۱۶،۱۱۷)۔

ترجمہ: جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا معبود بنالو؟ تو اس نے کہا: تو پاک ہے مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں ناحق بات کروں، اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو تیرے علم میں ہوتی، تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور میں تیرے من کی بات نہیں جانتا، بے شک تو غیب کو جاننے والا ہے، میں نے انہیں وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا، یہ کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے، اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود رہا، اور جب تو نے میری توفی کردی تو پھر تو ہی ان پر نگران تھا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی توفی کے بعد اپنی قوم کے حالات سے بے خبری کا اظہار کررہے ہیں۔ اگر وہ زندہ اٹھائے گئے ہوتے اور واپس آ کر انہوں نے اپنی قوم کے حالات کو دیکھ لینا ہوتا تو کبھی بھی لاعلمی کا اظہار نہ کرتے اور اگر **تَوَفَّيْتَنِي** سے مراد موت بعد از نزول ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی موت سے پہلے اپنی قوم میں موجود رہے۔ یہ بات آپ کے آسمان پر جانے کے منافی ہے۔

جواب: اولاً اس آیت میں لاعلمی کا اظہار موجود نہیں۔ آپ علیہ السلام پر سوال یہ نہیں کیا جائے گا کہ آپ جانتے ہیں یا نہیں بلکہ سوال یہ ہوگا کہ آپ نے کہا تھا کہ نہیں؟ جواباً حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں انہیں غلط بات نہیں کہی، **اِنْ كُنتُ قُلْتُهُ** میں یہی تصریح موجود ہے۔

ثانیاً اللہ کریم جل شانہ نے **إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ** میں جو وعدہ فرمایا تھا، **بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ** کے ذریعہ اس کا ایفاء بیان کردیا ہے۔ اب قیامت کے دن سیدنا مسیح علیہ السلام **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** عرض کرکے اس پوری تفصیل کو ایک لفظ میں بیان کررہے ہیں۔ اس سارے پس منظر کو مربوط رکھنا ضروری ہے۔ دیکھیے! امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي: وَفَاةُ الرَّفْعِ**

Islam The World Religion

اِلَی السَّمَاءِ مِنْ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ یعنی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی میں توفی سے مراد آسمان پر اٹھائے جانا ہے اور اس میں اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کی طرف اشارہ ہے(تفسیر کبیر جلد۴ صفحہ۴۶۶)۔

ثالثاً تَوَفَّیْتَنِیْ کا لفظ مَا دُمْتُ فِیْھِمْ کے مقابلے پر ہے، دمت کا معنی ہے ’’میں موجود رہا‘‘ اس پر مزید لطف فِیْھِمْ کے لفظ میں ہے یعنی ’’ان کے اندر‘‘ اب اسکے مقابلے پر فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کا معنی عدم موجودگی ہے اور انکے اندر نہ رہنا ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں: مَا دُمْتُ مُقِیْماً فِیْھِمْ یعنی جب تک میں ان میں مقیم رہا (تفسیر کبیر جلد۴ صفحہ۴۶۶)۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حِیْنَ کُنْتُ بَیْنَ اَظْھُرِھِم یعنی جب میں انکے وجودوں کے درمیان موجود رہا (تفسیر ابن کثیر جلد۲ صفحہ۱۶۸)۔

یہ عدم موجودگی خواہ کسی صورت میں بھی ہوئی ہو، قرآن اس مقام پر اس سے بحث نہیں فرما رہا بلکہ یہ تصریح بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ میں گزر چکی ہے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ توفی کا لفظ تین معنوں کے لیے مشترک ہے، توفی بمعنی موت جیسے اس آیت میں: اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِی لَمْ تَمُتْ فِی مَنَامِھَا (الزمر:۴۲)، توفی بمعنی نیند جیسے اس آیت میں: وَھُوَ الَّذِی یَتَوَفَّاکُمْ بِاللَّیْلِ (انعام:۶۰)، اور توفی بمعنی پورا پورا لے کر آسمان پر اٹھا لینا جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے لیے اس آیت میں استعمال ہوا ہے اِنِّی مُتَوَفِّیکَ (آل عمران:۵۵)، (قرطبی جلد۶ صفحہ۳۴۸، البحر المحیط جلد۴ صفحہ۸۲)۔ یہاں قرآنی فصاحت کے اعجاز کا عروج ہے کہ قرآن نے حضرت مسیح علیہ السلام کے لیے موت کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ توفی کا مشترک لفظ استعمال فرمایا اور پھر اسے مَا دُمْتُ فِیْھِمْ کے مقابلے پر رکھ کر بلاغت کی انتہا کر دی تا کہ اگر کوئی حضرت مسیح کے پہلی دفعہ آسمان پر جانے کا مفہوم فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے سمجھے تو پھر بھی مَا دُمْتُ فِیْھِمْ کا تقابل اسکی تائید کرے اور اگر موت بعد از نزول کا مفہوم لیا جائے تو پھر بھی مَا دُمْتُ فِیْھِمْ اسکی تائید کرے اور اگر کوئی محقق دونوں مفاہیم

Islam The World Religion

بیک وقت مراد لے تو پھر بھی مَــا دُمْــتُ فِیْهِمْ اسکی تائید کرے اور عدم موجودگی مراد لی جائے اور اگر تَـوَفَّیْتَـنِیْ سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام کا موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر جسم سمیت آسمان پر جانا ہو جیسا کہ بعض علماء کا یہ قول بھی ہے تو اس صورت کو شامل رکھنے کے لیے بھی تَـوَفَّیْتَنِیْ کا لفظ ہی مناسب تھا اور اسکے مقابلے پر مَا دُمْتُ فِیْهِمْ صادق آ رہا ہے۔

رابعاً حضرت مسیح کی اپنی قوم کے بگڑ جانے کے بارے میں لاعلمی قادیانیوں کی ایک مضحکہ خیز تحقیق ہے اور روحانی ہستیوں کی پہنچ اور علمی دسترس سے لاعلمی اور جہالت اس کا سبب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام پوری دنیا اور خصوصاً اپنی اپنی امت کے احوال سے باخبر ہیں۔ صحابہ کرام، شہداء، اولیاء اور عام نیک لوگوں کے صحیح صحیح مستند واقعات کثرت سے ایسے ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں وفات کے بعد دنیا کے حالات کی خبر ہے۔ تو پھر سیدنا مسیح علیہ السلام جو زندہ موجود ہیں اور بفرض محال وفات شدہ بھی ہوں تو بحیثیت پیغمبر وہ کیونکر بے خبر رہ سکتے ہیں۔

خامساً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت سے بے خبر سمجھنا قرآن کی اس آیت کے منافی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَـكَيْفَ إِذَا جِـئْـنَـا مِـنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هَـؤُلَاءِ شَهِيدًا یعنی وہ کیسا سماں ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے حبیب آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے (النساء:۴۱)۔

اس آیت نے سیدنا مسیح علیہ السلام پر بے خبری کے الزام کے پرخچے اڑا دیے اور اللہ کے پاک پیغمبر کو بے خبر کہنے والوں کی بے خبری واضح ہو گئی۔ بالخصوص سیدنا مسیح علیہ السلام کے اپنی امت سے خبردار ہونے کے بارے میں بھی سن لیجیے! وَيَـوْمَ الْـقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا یعنی وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے (النساء:۱۵۹)۔

اگر كُـنْـتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ والی گواہی کا تعلق پہلی زمینی زندگی سے ہو اور يَـوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا والی گواہی دوبارہ دنیا میں آ کر حالات سے آگاہی کی بنا پر ہو تو تطبیق بہترین ہو گئی۔

Islam The World Religion

سادساً اگر بالفرض یہ لاعلمی کا اظہار ہے بھی تو اس کا سبب حقیقی لاعلمی نہیں بلکہ اللہ کریم جل شانہ کا ادب اوراحترام اس کا سبب ہے۔ چنانچہ اسی آیت سے تھوڑا پہلے ارشاد ہے: **یَـوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا** یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا تمہیں تمہاری قوم کی طرف سے کیا جواب دیا گیا تھا؟ تو وہ کہیں گے ہمیں کچھ علم نہیں (المائدہ:۱۰۹)۔ ظاہر ہے اپنی قوم نے ہر نبی کو کیا جواب دیا اس بات سے کوئی بھی نبی بے خبر نہیں ہو سکتے، اس کے جواب میں تمام نبیوں کا **لَا عِلْمَ لَنَا** کہنا ادب کے سواء کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ اسی طرح ہے جیسے صحابہ کرام علیہم الرضوان بڑی واضح باتوں کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں **اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم** کہہ دیتے ہیں۔

اظہارِ لاعلمی کی یہی وجہ ہے جسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے پسند کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے، لکھتے ہیں: انبیاء کو اپنی قوم کے احوال کا علم ہے لیکن اللہ کریم کا علم ان کے علم سے زیادہ ہے **فَلِھٰذَا الْمَعْنٰی نَفَوا الْعِلْمَ عَنْ اَنْفُسِھِمْ لِاَنَّ عِلْمَھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ کَلَا عِلْمٍ** یعنی انبیاء علیہم السلام اس معنی میں اپنے علم کی نفی کریں گے کہ ان کا علم اللہ کے علم کے سامنے لاعلمی کی مانند ہے (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)۔

قادیانیوں کا چھٹا سوال: حضور ﷺ نے اپنے بعد گمراہ ہونے والے امتیوں کے بارے میں فرمایا: **اَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ کُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْداً مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ** یعنی میں قیامت کے دن بعض لوگوں کو دیکھ کر وہی کہوں گا جیسا کہ اللہ کے نیک بندے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا: جب تک میں ان میں موجود رہا تو میں ان پر گواہ تھا جب تو نے میری توفی کر دی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا (بخاری: ۴۶۲۵)۔

سوال یہ ہے کہ الفاظ **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** جب حضور ﷺ فرما رہے ہیں تو مراد موت ہے اور یہی الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام فرمائیں تو مراد آسمان پر جانا ہو۔ ایک لفظ کے دو معنی کیوں؟

جواب: مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان مشابہت کلی کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا بلکہ کسی ایک قدرِ

Islam The World Religion

مشترک کی بناء پر بھی تشبیہ دے دی جاتی ہے جیسے بہادر کو شیر سے اور بزدل کو گیدڑ سے۔ اوپر یہ وضاحت گزر چکی ہے کہ تَوَفَّیۡتَنِیۡ کا لفظ آسمان پر جانا، موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر جانا، نیند اور موت سب کے لیے مشترک ہے اور حسبِ موقع کوئی بھی معنی مراد لیا جا سکتا ہے۔

ثانیاً حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کے بعد ان کا جسمانی رفع، یا پھر نزول کے بعد موت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات میں مکمل اشتراک رکھتی ہے۔

ثالثاً مَا دُمۡتُ فِیۡهِمۡ کی وجہ سے عدم موجودگی دونوں جگہ مشترک ہے۔

رابعاً خود قادیانی بھی ایک لفظ کو حسبِ موقع دو معنوں میں استعمال کرنا تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ دیکھو! اسی آیت میں عَلَیۡهِمۡ اور فِیۡهِمۡ کے الفاظ موجود ہیں اور هُمۡ کی ضمیر قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی طرف جا رہی ہے اور بخاری شریف کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف جا رہی ہے۔

خامساً اشتراک فی النظم جہاں پایا جائے وہاں ضروری نہیں کہ اشتراک فی المعنی بھی کلی طور پر موجود ہو۔ مثلاً اِیَّاکَ نَعۡبُدُ اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ دونوں میں اِیَّاکَ موجود ہے مگر پہلی بار اِیَّاکَ میں حصر کلی ہے اور دوسری بار اس میں حقیقت اور مجاز کی تقسیم ہے۔ بعض اوقات ایک ہی قول کا قائل بدل جانے سے مفہوم بدل جاتا ہے، مثلاً درود شریف کے الفاظ میں صلوٰۃ کا لفظ مشترک ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ کا معنی رحمت ہے، اور مخلوق کی طرف سے صلوٰۃ کا معنی دعا ہے۔ اور یہی صلوٰۃ جب فرشتے مسلمانوں پر بھیجتے ہیں تو مراد استغفار ہوتا ہے۔ قادیانیوں میں اگر ہمت ہے تو ہر جگہ صلوٰۃ کا ایک ہی معنی لے کر دکھائیں۔

سادساً جب دو باتوں میں تشبیہ دی جائے تو یہ ضروری نہیں کہ تشبیہ کا سبب دونوں طرف یکساں ہو۔ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: مماثلت ہمیشہ من وجہ مغائرت کو چاہتی ہے یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز اپنے نفس کی مثیل کہلائے بلکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغائرت ضروری ہے............ کما کا لفظ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور آنحضرت کی مشابہت کے لیے قرآن نے استعمال کیا ہے وہی کما کا لفظ آیت کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ میں وارد ہے جو اسی قسم کی مغائرت چاہتا ہے جو حضرت موسیٰ،

Islam The World Religion

آنحضرت ﷺ میں ہے(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷صفحہ ۱۹۳)۔

قادیانیوں کا ساتواں سوال: مرزا صاحب نے نہایت جستجو کے بعد یہ تحقیق پیش کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا مگر وہ صلیب پر مرے نہیں بلکہ مردہ جیسے ہو گئے اور یہودیوں نے انہیں مردہ سمجھ کر دفن کر دیا، مگر وہ تیسرے دن افاقہ ہونے کے بعد قبر سے نکل پڑے، وہاں سے ہندوستان آ گئے اور سری نگر کے محلّہ خان یار میں دفن ہوئے۔اس موضوع پر مرزا صاحب نے ایک مکمل کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' لکھی ہے۔

جواب: مرزا قادیانی نے یہ سارا ڈھکوسلا کچھ بائیبل سے، کچھ آثارِ قدیمہ کی خرافات سے اور کچھ اپنی اٹکل سے جوڑ جمع کے ذریعے تیار کیا ہے۔اور اس میں قرآن وسنت کی تصریحات کا معمولی حصہ بھی شامل نہیں۔

کہیں کی بکری کہیں کا گھوڑا　　　　بھان متی نے کنبہ جوڑا

ہم تفصیلاً بتا دیتے ہیں، مرزا لکھتا ہے: مسیح کو تازیانے لگائے گئے، طمانچے مارے گئے اور ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا گیا (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۹۵)۔ مسیح پر جو یہ مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھوکی گئیں جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہیں تھی (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۰۲)۔

لیکن مرزا کو یاد رکھنا چاہیے تھا کہ قرآن وسنت کے متوالے اور اجماعِ امت کے پابند اس قسم کی کہانیوں کو تنکے برابر بھی حیثیت نہیں دے سکتے، خصوصاً جب کہ ہمارے پاس قرآن وسنت کی تصریحات اور محکمات موجود ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اس قدر اذیت کا دیے جانا اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اس تسلی کے بالکل منافی ہے۔ثانیاً یہ وَمَا صَلَبُوْہُ سے بھی متصادم ہے۔ثالثاً یہ اِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ کے بھی خلاف ہے۔رابعاً قرآن وسنت اور سیدنا ابن عباس کا صحیح اثر اسکے برعکس بول رہے ہیں۔خامساً مرزا قادیانی عیسائی دشمنی کا دعویٰ رکھنے کے باوجود قرآن وسنت کی بجائے بائیبل کا سہارا لے رہا ہے۔سادساً اس طرح کی ہوائی باتوں اور تکہ بازیوں کے ذریعے بہت کچھ ثابت کیا جا سکتا ہے۔سابعاً اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَمَکَرُوا

Islam: The World Religion

وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھ کر اور اذیتیں لے کر مردے جیسا ہو جانے کی اجازت نہیں دیتا اور نہ اللہ کی تدبیر معاذ اللہ ناکام ثابت ہوگی۔ ثامناً بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے فوراً بعد وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا فرمانا بھی تصلیب کی اجازت نہیں دیتا اور نہ اللہ تعالیٰ کا اس معاملے میں غالب رہنا ثابت نہ ہوگا۔ تاسعاً جہاں قرآن نے یہودیوں پر محض قتل مسیح کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے لعنت کی ہے وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ (النساء:۱۵۷) وہاں مسیح کو اس قدر اذیت دینے پر بدرجہ اولیٰ لعنت کی گئی ہوتی۔ اور جب کہ قرآن یہود پر اس وجہ سے لعنت نہیں کرتا تو یقیناً اس قسم کا قصہ جوڑنے والا خود لعنت کا حقدار ہوگا۔

قادیانیوں کا آٹھواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ محمد نہیں ہیں مگر ایک رسول، بے شک آپ سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ اور ان گزرے ہوئے رسولوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ لہٰذا دوسرے انبیاء کی طرح ان کی وفات بھی ثابت ہوئی۔

جواب: اولاً یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے کے لیے بطور نص وارد نہیں ہوئی بلکہ جنگِ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پھیل جانے کی وجہ سے افراتفری کا مچنا اس کے نزول کا سبب بنا تھا۔

ثانیاً اس آیت میں لفظ خَلَتْ استعمال ہوا ہے نہ کہ موت۔ اس بات پر ضرور غور کرنا پڑے گا کہ آخر قادیانیوں کو حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں قرآن وسنت میں موت کا لفظ کیوں میسر نہیں آرہا؟ کبھی رَفْعٌ بمعنی موت، کہیں تَوَفِّی بمعنی موت اور اب خَلْوٌ بمعنی موت! آخر یہ چکر کیا ہے؟ موت بھی تو عربی کا لفظ ہے، حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے اسکی تصریح قرآن وسنت بلکہ کسی ضعیف حدیث میں بھی کیوں نہیں ملتی؟ اور اللہ تعالیٰ نے موت کی بجائے خلت کا محتاط لفظ کیوں استعمال فرمایا؟۔

ثالثاً آپ نے آیت پیش کی ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل۔ جبکہ یہی الفاظ حضرت مسیح

Islam The World Religion

علیہ السلام کے بارے میں بھی ہیں کہ: مَا الْمَسِیحُ ابْنُ مَرْیَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (المائدہ:۷۵) معلوم ہوا کہ الرسل کا الف لام استغراقی نہیں ہے۔ اگر استغراقی مانا جائے تو حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے گزر جانے والے انبیاء میں نبی کریم ﷺ کو بھی شامل کرنا پڑے گا۔

رابعاً اس آیت کا نزول صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ذہنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا استبعاد دور کرنا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے چند رسولوں کی وفات کا وقوع دکھا دینا کافی تھا۔ تاکہ واضح ہو جائے کہ فوت ہو جانا نبوّت کی شان کے منافی نہیں۔ سالبہ کلیہ کو توڑنے کے لیے موجبہ جزئیہ کافی ہوتا ہے جو سالبہ کلیہ کا نقض ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے محبوب کریم ﷺ کی وفات کا انکار کیا اور فرمایا کہ جس نے کہا کہ حضور فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن کاٹ دوں گا۔ اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کا استبعاد دور کرنے کے لیے اسی آیت کو تلاوت فرما کر ثابت کیا تھا کہ وفات پا جانا نبوت و رسالت کے منافی نہیں۔ اس موقع پر حضرت مسیح علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کی وفات ثابت کرنا مقصود نہ تھا بلکہ چند انبیاء کی وفات کا وقوع دکھا کر سیدنا فاروق اعظم کو محبوب کریم ﷺ کی وفات کا یقین دلانا مقصود تھا۔ چنانچہ انہیں وہ خطبہ سن کر یقین آ بھی گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا وہ خود فرماتے ہیں: عَقَرْتُ فَخَرَرْتُ اِلَی الْاَرْضِ وَ اَیْقَنْتُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ مَاتَ یعنی میں بے جان ہو گیا اور زمین کی طرف گر گیا اور مجھے یقین آ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا (مستدرک حاکم حدیث نمبر:۳۲۱۲)۔

قادیانیوں کا نواں سوال: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے سامنے یہ آیت پڑھی تو کسی ایک صحابی نے ہی اٹھ کر کیوں نہ کہا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اسی طرح ہمارے حضور بھی ہو سکتا ہے فوت نہ ہوئے ہوں۔

جواب: حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر سامنے چارپائی پر موجود تھا۔ آسمان پر اٹھائے جانے کا تو وہم بھی کسی کو نہیں ہو سکتا تھا۔

ثانیاً حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر چلے جانے کا

Islam The World Religion

وہم نہیں ہوا تھا بلکہ وفات نہ پانے کا گمان تھا۔تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اس صورتِ حال کو سمجھ رہے تھے۔جس بات کی اصلاح کی خاطر یہ آیت صدیق اکبر نے پڑھی وہ مقصد حاصل ہو گیا۔اور تمام صحابہ کرام مادہِ دلیل کو سمجھ گئے۔

ثالثاً حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا اوران کے نزول پر متواتر احادیث صحابہ کرام کی نظر میں تھیں۔ان دلائل کے ہوتے ہوئے وہ یہ سوال اٹھانے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور نہ ہی کسی کا ذہن اصل موضوع اور مقصود سے ہٹ سکتا تھا۔

قادیانیوں دسواں سوال:اللہ فرماتا ہے: فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ یعنی تم زمین میں ہی زندہ رہو گے اور زمین میں ہی مرو گے اور اسی سے اٹھائے جاؤ گے(اعراف:۲۵)۔جب خدائی قانون یہی ہے تو پھر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندگی کیسے گزار رہے ہیں؟

جواب:اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی حیات اور موت کا مرکز زمین ہے وقتی طور پر کسی انسان کا آسمان پر چلے جانا اس کے منافی نہیں۔فرشتے آسمانی مخلوق ہیں مگر وہ زمین پر آتے رہتے ہیں،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے،یہ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ کے خلاف نہیں۔

ثانیاً یہ عمومی قائدہ ہے،مگر معجزہ کے طور کبھی اسکے برعکس ہو جائے تو اس میں حرج نہیں اور برعکس بھی مکمل کہاں ہوا؟ سیدنا مسیح علیہ السلام کی عملی زندگی جس پر آخرت کا دارومدار ہے اور جو مزرعۃ الآخرۃ ہے وہ زمین میں ہی گزری اور قربِ قیامت میں وفات بھی یہیں آکر ہو گی اور اسی زمینی قبر سے دوبارہ اٹھیں گے بھی۔گویا اس آیت کا غالب ترین حصہ ان پر بھی صادق آرہا ہے۔

ثالثاً منکرین معجزہ وکرامت بھی سُنَّةُ اللّٰهِ والا قاعدہ سنا کر بعد میں معجزے اور کرامت کو اسکے خلاف کہہ کر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔آپ کا یہ اعتراض اس سے بھی کمزور تر ہے۔

رابعاً لاہور کے رہنے والے کو لاہوری،شام کے رہنے والے کو شامی،اور قادیان کے رہنے والے کو قادیانی کہتے ہیں کوئی دوسری بات سمجھ میں نہ آئے تو کم از کم آپ اپنے بارے میں بتاؤ!جب قادیان کا رہنے والا کسی دوسرے شہر یا کسی دوسرے ملک میں یا کسی جھوٹ فریب کے ذریعے

حج عمرے پر جائے تو کیا اس دوران اس کا قادیانی ہونا منسوخ ہو جائے گا؟ سینے پر ہاتھ رکھ کر اللہ کی بارگاہ میں جواب دہی کا خوف ذہن میں جما کر جواب دینا!

خامساً بتاؤ! کیا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مکّی زندگی کے دوران شام اور طائف کے طویل سفروں پر تشریف لے گئے تھے کہ نہیں؟ اور کیا اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ دور مکی کہلاتا ہے کہ نہیں؟ اور مدنی زندگی کے دوران آپ مکہ تشریف لے گئے تھے کہ نہیں؟ اور سینکڑوں میل دور تبوک اور خیبر وغیرہ میں تشریف فرما ہوئے تھے کہ نہیں، اور اتنے طویل سفروں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سارا دور مدنی کہلاتا ہے کہ نہیں؟ اور ان دو مختلف زمانوں میں نازل ہونے والی آیات کو مکی اور مدنی کہا جاتا ہے کہ نہیں؟ **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کے باوجود اسے مدنی آیت کیوں کہا جاتا ہے؟

سادساً چلو! اتنا ہی بتا دو، امریکیوں کا چاند اور مریخ پر چلے جانا **فِیهَا تَحْیَوْنَ وَفِیهَا تَمُوتُونَ** کے منافی ہے کہ نہیں؟ بلکہ جب ہوائی جہاز سینکڑوں افراد کو لے کر ہوا میں پرواز کر کے کئی کلومیٹر کی بلندی پر چلا جاتا ہے اور بارہ بارہ گھنٹے تک پرواز جاری رہتی ہے اور وہ لوگ جہاز میں ہی کھاتے پیتے، پیشاب پاخانہ کرتے اور سوتے جاگتے ہیں، بعض اوقات کسی بچّے کی پیدائش بھی ہوائی جہاز کے اندر ہو جاتی ہے۔ کیا یہ ساری باتیں اس آیت کے منافی ہیں یا نہیں؟

قادیانیوں کا گیارہواں سوال: **وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ** میں اگر موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ مگر دوسری آیت میں ہے کہ: **وَجَاعِلُ الَّذِینَ اتَّبَعُوکَ فَوْقَ الَّذِینَ کَفَرُوا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ** یعنی اے عیسیٰ میں تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک کافروں پر فائق رکھوں گا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت تک کافروں کا وجود باقی رہے گا۔ یہ بات صریحاً متصادم ہے پہلی بات سے۔

جواب: ۔قادیانی لوگ خود مرزا کو بیک وقت مسیح اور مہدی ثابت کرنے کے لیے حدیث پڑھتے ہیں **لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی**۔ گویا یہ حدیث قادیانیوں کے مسلّمات میں سے ٹھہری۔ یہ پوری حدیث اس طرح ہے: **لَا تَقُومُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ**

Islam The World Religion

مَـرْيَمَ یعنی قیامت صرف شریرلوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی بھی ہدایت پر نہیں ہوگا (ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۳۹)۔

بتایئے! آپ نے جو آیت پڑھی اور اس کے الفاظ اَلَّـذِیـنَ کَفَرُوا سے قیامت تک کفّار کا وجود ثابت کیا، اسی آیت میں اَلَّـذِیـنَ اتَّبَـعُـوکَ کے الفاظ بھی موجود ہیں جن سے قیامت تک اہل حق کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔ اب ایک طرف قیامت شریر ترین لوگوں پر قائم ہو گی، سیدنا مسیح بن مریم کے سوا کوئی ہدایت پر نہیں ہوگا۔ دوسری طرف ہدایت والے قیامت تک موجود رہیں گے! بتاؤ تطبیق کیسے ہوگی؟ جو سوال آپ نے اہل اسلام پر وارد کیا وہ احسن طریقے سے تمہارے طرف ہی لوٹا کہ نہیں؟

چاہ کن را چاہ در پیش

ثانیاً قربِ قیامت میں کفّار کا سرے سے ہی مٹ جانا اور اہل حق کا باقی رہنا، اس چیز کو بھی اہل حق کا کفّار پر غلبہ ہی کہتے ہیں۔ اگر خدا نے عقل چھین نہیں لی تو مزید غور سے سنو!

ہزاروں سال یا شاید لاکھوں سال تک اہل حق کا غلبہ کفّار پر قائم رہے اور قرب قیامت میں صرف چند سالوں کے لیے کفّار سرے سے ہی مٹ جائیں تو بتاؤ اس مکمل اور طویل سلسلۂ عمل پر اس سے بہتر کون سے لفظ کا استعمال ممکن تھا؟ اور تغلیب کا تقاضا کیا تھا؟

ثالثاً یَـوْمَ الْـقِیَـامَةِ میں عین قیامت کا دن اور علاماتِ قیامت کے ظہور کا زمانہ سب شامل ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے مسجد کے ساتھ فنائے مسجد یعنی وضو خانہ، طہارت خانہ، محراب اور جوتے اتارنے کی جگہ کو بھی مسجد میں شامل کر لیا جاتا ہے ورنہ دراصل یہ تمام مقامات مسجد سے خارج ہوتے ہیں۔ اس سے قبل ہم نے جس الزامی سوال میں آپکو پھنسایا ہے اس کا بھی یہی حل ہے۔

رابعاً یہ بھی واضح رہے کہ اَلَّـذِیـنَ اتَّبَـعُـوکَ سے مراد عیسائی بھی ممکن ہیں اس صورت میں کفار سے مراد یہودی ہیں اور فوقیت سے مراد سیاست اور دلیل دونوں میں فوقیت ہے۔ اَلَّـذِیـنَ اتَّبَـعُـوکَ سے مراد ہر زمانے کے اہل حق بھی ہو سکتے ہیں جن سے مراد ہر زمانے کے مسلمان ہیں اور اس صورت میں کفّار سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور فوقیت سے مراد دلیل اور حجت کے ذریعے غلبہ ہے۔ یہ سب باتیں مفسرین نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی ہیں۔ اَلْـمُرَادُ مِنْ هٰذِهِ الْفَوقِیَّةِ

Islam The World Religion

اَلْفَوقِيَّةُ بِالْحُجَّةِ وَالدَّلِيْلِ (تفسیر کبیر جلد۳ صفحہ۲۳۹) فَهُمْ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا ظَاهِرِيْنَ قَاهِرِيْنَ بِالْعِزَّةِ وَالْمَنْعَةِ وَالْحُجَّةِ (بغوی جلد ا صفحہ ۳۶۱)۔

قادیانیوں کا بارہواں سوال: حدیث شریف میں ہے: لَو كَانَ مُوسىٰ وَ عِيسىٰ حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِي یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کے پاس کوئی چارہ نہ ہوتا (ابن کثیر جلد ا صفحہ ۵۲۰)۔ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ نہ ہونے کا اشارہ موجود ہے۔

جواب: آپ نے مان لیا کہ اس حدیث میں وفات کا صرف اشارہ ہے، صراحت نہیں۔ اب اشارے کا حال بھی دیکھتے ہیں۔ اولاً اس حدیث کی کوئی سند نہیں۔

ثانیاً نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تورات کا نسخہ پیش کیا تو یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ ظاہر ہے کہ تورات سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اتری تھی۔ اس موقع پر سیدنا مسیح علیہ السلام کا نام لینے کا کوئی تک نہیں بنتا۔ چنانچہ اسی موقع پر محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: وَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ ، لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسىٰ فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَ تَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ، وَ لَوْ كَانَ حَيّاً وَ اَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَا تَّبَعَنِيْ (سنن دارمی: ۴۳۹)۔

یہی وجہ ہے کہ اصل حدیث انہی الفاظ کے ساتھ اسی کتاب کے اسی صفحے پر منقول ہے کہ: لَو كَانَ مُوسىٰ حَيّاً بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِي یعنی اگر موسیٰ تمہارے اندر زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کے پاس کوئی چارہ نہ ہوتا (ابن کثیر جلد ا صفحہ ۵۲۰)۔

ثالثاً اگر بالفرض دونوں نبیوں کا اکٹھا ذکر بھی ہو تو یکجا بیان ہونے کی وجہ سے تغلیباً دونوں کے لیے لَوْ كَانَ حَيَّيْنِ بول دینا بھی جائز ہے۔ اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی افضلیت اور تقدیم کے سبب سے غالب ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ماں باپ کو والدین کہا جاتا ہے۔ والدین کا معنی ہے دو والد۔ حالانکہ دوسرا والد نہیں ہوتا بلکہ والدہ ہوتی ہے۔ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا اکٹھا ذکر کریں تو حسنین کہا جاتا ہے یعنی دو حسن حالانکہ دوسرے حسن نہیں حسین ہیں۔ سورج اور چاند کا اکٹھا ذکر ہو تو انہیں شمسین کہا جاتا ہے یعنی دو شمس، حالانکہ دوسرا شمس نہیں بلکہ قمر ہوتا ہے۔

رابعاً قادیانی قیامت تک ایسی کوئی حدیث نہیں دکھا سکتے جس میں فرمایا گیا ہو کہ لَوْ کَانَ عِیْسیٰ حَیّاً الخ۔ اسکے برعکس ہم ضرور دکھا سکتے ہیں کہ فرمایا: لَوْ کَانَ مُوْسیٰ حَیّاً الخ۔ اور یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کے اعتبار سے یہ بات صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہو رہی ہے اور تمہاری پیش کردہ بے سند حدیث کا اعتبار کیا جائے اس میں تغلیباً اکٹھا لفظ فرمادیا گیا ہے۔ جبکہ اکیلے حضرت مسیح کے حق میں ایسی کوئی حدیث نہیں جو قادیانیت کو کھلا راستہ فراہم کر سکے۔

خامساً ہماری بیان کردہ حدیث میں بَیْنَ اَظْھُرِ کُمْ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ بحث زندگی اور موت سے نہیں ہو رہی بلکہ زمین پر موجود ہونے اور احکام کا مکلّف ہونے کی بات ہو رہی ہے۔

سادساً یہ عجیب بددیانتی ہے کہ قادیانی اسی کتاب کے اسی صفحے پر سے ایک حدیث لے رہے ہیں جو بے سند ہے اور دوسری چھوڑ رہے ہیں جو حسن ہے۔ پھر یہی علامہ ابن کثیر علیہ الرحمۃ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہ (آل عمران:۳۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: لَوْ کَانَ الْاَنْبِیَآءُ بَلِ الْمُرْسَلُوْنَ بَلْ اُولُو الْعَزْمِ مِنْھُمْ فِی زَمَانِہٖ لَمَا وَسَعَھُمْ اِلَّا اتِّبَاعُہٗ یعنی اگر تمام انبیاء، بلکہ ان میں سے اولوالعزم انبیاء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود ہوتے تو آپ کی اتباع کے بغیر ان کا چارہ نہ ہوتا (ابن کثیر ۱/۴۹۵)۔

اس عبارت کے ایک ایک لفظ پر غور کیجیے! فرمایا: اگر تمام نبی۔ بلکہ تمام رسول۔ بلکہ ان میں سے الوالعزم انبیاء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سواء کوئی چارہ نہ ہوتا۔

علامہ ابنِ کثیر نے اس عبارت میں تمام نبی کے الفاظ لکھے ہیں اور پھر ان انبیاء کے زندہ ہونے کی بات نہیں فرمائی بلکہ اس زمانے میں ان کے موجود ہونے کی بات کی ہے۔ ادھر حدیث کے الفاظ بَیْنَ اَظْھُرِ کُمْ کا بھی یہی مفاد ہے۔

سابعاً حدیث کی بعض دوسری کتابوں میں یہ حدیث اس طرح موجود ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم کچھ باتیں یہودیوں

سے ایسی سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں، آپ اجازت دیں تو ہم لکھ لیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ اس طرح الجھنا چاہتے ہو جس طرح یہودی اور عیسائی الجھ گئے تھے؟ بلاشبہ میں تمہارے پاس واضح اور شفاف شریعت لے کر آیا ہوں، اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا لَوْاَنَّ مُوْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ حَیًّا مَا وَسِعَہ' اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِی (مسند احمد حدیث :۱۵۱۶۴، شعب الایمان حدیث ۱۷۶، ۱۷۷، مشکٰوۃ: ۱۷۷)۔

قادیانیوں کا تیرہواں سوال: حدیث شریف میں ہے کہ: لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ ھِمْ مَسَاجِد یعنی اللہ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت بھیجی ہے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا (بخاری: ۴۳۵)۔

اس حدیث میں عیسائیوں کا اپنے نبی کی قبر کو مسجد بنالینا مذکور ہے۔ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بن چکی ہے اور وہ فوت ہو چکے ہیں۔

جواب: اولاً عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر مرفوع سمجھتے ہیں۔ پھر ان کی کونسی قبر کو مسجد بنایا ہوگا؟ ذرا سوچ کر جواب دینا!

ثانیاً عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھانسی پانے کے بعد تین دن تک قبر میں مدفون رہے۔ تین دن کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اس دوبارہ جی اٹھنے کے دن آج بھی عیسائی لوگ عید مناتے ہیں جسے ایسٹر (Easter) کہا جاتا ہے اور مسیح جی اٹھا کے اشتہار اور بینر لگائے جاتے ہیں، اس فرضی قبر کو اگر عیسائی پوجتے رہے ہوں تو یہ حیاتِ مسیح کے اسلامی عقیدے کے خلاف نہیں۔

ثالثاً مرزا قادیانی نے انکشاف کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام قبر سے نکل کر ہندوستان آ گئے اور یہاں مقبوضہ کشمیر میں سری نگر کے محلّہ خان یار میں ان کی قبر موجود ہے۔ مرزا نے اس موضوع پر مکمل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "مسیح ہندوستان میں"

مرزا کے اس نرالے انکشاف سے پہلے دنیا کے کسی عیسائی کو اس قبر کا علم نہیں تھا۔ عیسائی

Islam The World Religion

اس قبر کو اپنی سجدہ گاہ کیسے بنا سکتے ہیں جس کا انہیں علم ہی نہیں اور اس کا انکشاف صرف مرزا صاحب نے کیا ہے۔قادیانیوں کی اس سینہ زوری کا کیا علاج؟

رابعاً علامہ ابن حجر عسقلانی یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ یہودیوں کے بہت سے انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں مگر عیسائیوں کے نبی صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو پھر عیسائیوں کے انبیاء کا ذکر جمع کے صیغے سے کیوں فرمایا؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی موجود نہیں تو پھر ان کی قبر کی پوجا سے کیا مراد ہے؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے خود ہی لکھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کا اکٹھا ذکر کرنے کی وجہ سے مجموعی طور پر سب کو انبیاء کہا گیا ہے، اور مراد انبیاء بھی ہیں اور انکے کبار تبعین بھی ہیں مگر بیان کرتے وقت صرف انبیاء پر اکتفا فرمایا ہے، اسکی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں فرمایا کہ: **كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ اَنْبِيَآءِ هِمْ وَ صَالِحِيهِمْ مَسَاجِد** (مسلم حدیث: ۱۱۸۸)۔یہی وجہ ہے کہ اس سے تھوڑا پہلے والی حدیث میں جب صرف یہودیوں کا ذکر کیا تو فرمایا، **اِتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَآءِ هِمْ مَسَاجِد** (بخاری:۴۳۷، مسلم:۱۱۸۵)۔

اس حدیث میں عیسائیوں کا ذکر ہی نہیں ہے۔یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسجدیں بنانے سے مراد یہودیوں کا اس بدعت کو ایجاد کرنا ہو اور عیسائیوں کا انکی اتباع کرنا ہو اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ عیسائیوں نے کثیر انبیاء کی قبروں کی تعظیم کی جنکی تعظیم یہودی کرتے تھے (فتح الباری جلد ا صفحہ ۶۲۳۔۶۲۴)۔

واضح ہو گیا کہ قادیانیوں نے ساری احادیث کو مدنظر نہیں رکھا، تحقیق اور دیانت سے کام نہیں لیا۔لیکن اللہ کریم کی شان دیکھو! قادیانیت کے ظہور سے پہلے ہی علمائے ذی شان نے قادیانیت کا ناطقہ بند کر رکھا ہے حالانکہ مرزا قادیانی ان کے سامنے نہیں تھا اور ان پر کسی قسم کی متعصّبانہ مخالفت اور عناد کا الزام نہیں دیا جاسکتا۔

قادیانیوں کا چودھواں سوال: پنجابی میں کہتے ہیں: رب تینوں چکے، اس سے مراد گلے کی موت ہوتی ہے۔اسی طرح حضرت مسیح کے اٹھائے جانے سے مراد انکی موت ہے۔

جواب: قرآن کو پنجابی محاوروں پرنہیں ڈھالنا چاہیے۔ ثانیاً اس پنجابی محاورے میں کسی کے شر سے جان چھڑانے کے لیے بددعا کے طور پر ایسا کہا جاتا ہےاور حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ایسا سوچنا ہی کفر ہے۔

قادیانیوں کا پندرہواں سوال: یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے کہ آپ تریسٹھ برس زندہ رہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام ہزاروں برس زندہ رہیں اور ہمارے حضور زمین میں دفن ہوں اور مسیح علیہ السلام آسمان پر چڑھ جائیں۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

جواب: عجب بیوقوفوں سے واسطہ پڑ گیا۔ قرآن مجید حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ۹۰۰ سال سے زائد بتاتا ہے۔ اکثر انبیاء علیہم السلام کی عمریں تریسٹھ برس سے زائد ہوئیں۔ خود قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر زمین پر ۱۲۰ برس تھی۔ کیا تمام انبیاء کی یہ طویل عمریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کہلائیں گی؟

ثانیاً خود مرزا قادیانی نے ستر سال سے زائد عمر پائی گویا اس نے توہین حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف کر لیا اور بلاشبہ لعنت ہو اس شخص پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے خصوصاً جب کہ وہ اقبال جرم بھی کر رہا ہو۔

ثالثاً حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا بھی نبی کریم ﷺ کی توہین نہیں۔ تمام فرشتے آسمان پر ہیں، جنت و دوزخ آسمان پر ہیں، سورج چاند ستارے سب بلندی پر ہیں، دن رات ہزاروں کافر جہازوں میں پرواز کرتے پھر رہے ہیں، بعض چاند اور مریخ پر جا چکے ہیں۔ بتاؤ اگر اس طرح توہین بنالی جائے اور اس سلسلۂ اہانت کا کیا علاج اور تمہارے دماغ کا کیا علاج؟

رابعاً عزت و اعزاز کا دارومدار زمین یا آسمان نہیں بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس اس چیز کا دارومدار ہے۔

مصر، گلیل، القدس، فلسطیں، بابل اور فاران بھی مدنی

تیری خاطر بننا چاہیں دنیا کے سلطان بھی مدنی

حضرت عیسیٰ شرفِ زیارت حاصل کرنا چاہتے ہیں
آخر اک دن ہو جائیں گے رب کے وہ مہمان بھی مدنی

تیرے پیچھے جبرائیل بھی منزل منزل جاتے ہیں
تو مکی قرآن بھی مکی ، تو مدنی قرآن بھی مدنی

اسی لیے اس امر پر پوری امت کا اجماع ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، وہ عرش سے بھی افضل ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان تو عرش سے ابھی نیچے ہے۔ اب یہ شعر جواباً پڑھو!

افضل ہے آسماں سے وہ سرزمین طیبہ
مدفون ہے جہاں پر شاہِ جہاں ہمارا

خامساً اس قسم کی لچر بازیاں عیسائی بھی کرتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی عیسائی نے کہا کہ ہمارے مسیح تمہارے نبی سے افضل ہیں اس لیے کہ ہمارے مسیح آسمان پر ہیں اور تمہارے نبی زمین میں دفن ہیں۔

کسے بگفت کہ عیسیٰ زِ مصطفٰے اعلیٰ است
کہ ایں بہ زیر زمین دفن وآں باوجِ سماست

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے جواباً فرمایا:

بگفتمت کہ نہ ایں حجت قوی باشد
حباب برسرِ آب وگوہر تہِ دریاست

یعنی میں جواباً تمہیں کہتا ہوں تمہاری دلیل مضبوط نہیں، بلبلہ ہمیشہ پانی کے اوپر ہوتا ہے اور موتی دریا کی تہہ میں ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کو بھی شروع شروع میں عیسائیت کے رد کا بہت شوق تھا۔ لیکن ایسے کاموں کیلئے لیاقت اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی سے جب عیسائیوں کے اس قسم

کے اعتراضات کے جواب نہ بن سکے تو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ وقت کے علماء اور مشائخ کی طرف رجوع کرتے اور ان سے رہنمائی لیتے۔لیکن مرزا قادیانی نے اس کے برعکس یہ ترکیب نکالی کہ حیاتِ مسیح علیہ السلام کا سرے سے انکار ہی کر دیا جائے۔نہ بجے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔چنانچہ وہ خود اپنی کتاب کشتیٔ نوح میں یوں لکھتے ہیں: خوب یاد رکھو کہ بجز موتِ مسیح صلیبی عقیدہ (عیسائیت) پر موت نہیں آ سکتی (کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۷)۔

لیکن مرزا قادیانی ان حقائق کو بھول گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے (سورۂ مریم وغیرہ) اور اللہ نے انکا نام روح اللہ اور کلمۃ اللہ رکھا ہے (آلِ عمران)۔وہ اپنے ہاتھ سے مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارتے تھے تو وہ اصلی پرندہ بن جاتا تھا۔وہ بیماروں کو شفا دیتے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے (آلِ عمران)۔کیا یہ سب باتیں عیسائیت کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کو تقویت نہیں دے رہیں؟ کیا آپ ان تمام حقائق کا انکار محض اس لیے کر دیں گے کہ ان سے عیسائیت کو تقویت مل رہی ہے؟ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خاندان کے حوالے سے پوری پوری سورتیں موجود ہیں (آلِ عمران، مائدہ اور مریم)۔کیا ان سب کو بھی عیسائی دشمنی میں آ کر قرآن سے نکال باہر کریں گے؟

ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا مرزا قادیانی نے وفاتِ مسیح کا شوشا چھوڑ کر عیسائیوں کو مطمئن کر دیا ہے؟ کیا واقعی صلیبی عقیدے پر موت طاری کر دی گئی ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی عیسائی لوگ قادیانیت کو قبول کرنے کی بجائے دھڑا دھڑ اسلام کو قبول کرتے جا رہے ہیں۔اور مسلمانوں کا حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اس کام میں رکاوٹ نہیں ڈال رہا۔بلکہ زبردست مددگار ثابت ہو رہا ہے۔جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت و آبرو موجود ہے تو انکا دل اسلام کے لیے خود بخود نرم ہو جاتا ہے۔اور خدا گواہ ہے کہ ہم یہ بات محض ہوائی اور بے بنیاد نہیں کر رہے بلکہ ہم نے خود عیسائیوں سے گفتگو کی ہے اور اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر یہ بات عرض کر رہے ہیں۔

آج تک عیسائیوں نے حیاتِ مسیح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔یہ شوشا محض قادیانیوں نے خود چھوڑ رکھا ہے اور عیسائیوں کی مخالفت کا ڈھونگ

Islam: The World Religion

رچائے بیٹھے ہیں۔

عیسائیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے پھانسی پر لٹکا دیا اور ان کی موت واقع ہوگئی۔ یہ پورا واقعہ انجیل میں درج ہے۔ دوسری طرف یہودی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکا کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دینے کے دعویدار ہیں۔

یہاں قادیانی بھی یہودیوں اور عیسائیوں کے ہم نوا ہیں۔قادیانی بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکایا گیا مگر ہُوا یہ کہ انکی موت واقع نہیں ہوئی، بلکہ وہ مُردے کی طرح ہوگئے۔ بعد میں جب ہوش میں آچکے تو چپکے سے کشمیر کی طرف بھاگ آئے۔ یہاں سری نگر میں انکی وفات ہوئی اور وہ سری نگر کے محلّہ خان یار میں دفن ہیں۔ قادیانیوں نے یہ سارا ڈھکوسلا عیسائیوں کی کتب اور آثارِ قدیمہ سے اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔اسکے برعکس قرآن کہتا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ (النساء:۱۵۷) یعنی یہود نے عیسیٰ کو نہ تو قتل کیا اور نہ ہی پھانسی دیا۔

واضح رہے کہ اس آیت میں قرآن نے قتل اور پھانسی دونوں کی نفی کی ہے۔قتل کی واردات میں موت کا واقع ہوجانا ضروری ہوتا ہے جب کہ پھانسی کی واردات میں موت کا واقع ہو جانا ضروری نہیں ہوتا۔آج کل کے ہوشیار وکیلوں نے جب پھانسی (hang) کے لفظ میں پائی جانے والی اس گنجائش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجرموں کو تختۂ دار سے زندہ نیچے اتروانا شروع کر دیا تو قانون دانوں کو مجبوراً صرف پھانسی کی بجائے موت تک پھانسی (hang till death) کے الفاظ کا اضافہ کرنا پڑا۔اس کی وجہ یہی ہے کہ پھانسی میں موت کا مفہوم شامل نہ تھا۔اسی وجہ سے قرآن نے بھی قتل کا لفظ الگ اور پھانسی کا لفظ الگ استعمال کیا ہے۔ یہاں سے صلیب پرستی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام صلیب کے قریب بھی نہیں گئے تو تم کس غلط فہمی میں صلیب کی پوجا کرتے ہو؟ اسی عقیدۂ مصلوبیت نے صلیب پرستی کو بنیاد فراہم کی تھی اور قادیانیوں نے صلیب توڑنے کی بجائے صلیب پرستی میں عیسائیوں کا ہاتھ بٹایا۔آج اگر کوئی شخص صلیب کو توڑ کر دکھانا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ قرآنی الفاظ مَا صَلَبُوْهُ کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مطلق صلیب پر چڑھنے کی نفی کرے تاکہ صلیب کو متبرک سمجھ کر اسکی پوجا کرنے کی بنیاد ختم ہوجائے اور صلیب پرستی کا صفایا ہوجائے۔

Islam The World Religion

چلئے سب کچھ چھوڑیے۔آپ عیسائیوں کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں؟ ذرا انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا ملاحظہ کر لیجیے۔جس میں وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی خواہش فرما رہے ہیں۔آپ کا ردِّ عیسائیت کا شوق بھی پورا ہو جائے گا اور حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ بھی درست معلوم ہونے لگے گا۔انصاف شرط ہے:

Then before their eyes the four angels carried him up into heven (BARNABAS:221)-

ترجمہ: پھران کی آنکھوں کے سامنے چار فرشتے مسیح کو آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔

مرزا قادیانی انجیل برنباس سے فیصلہ مانگتا ہے

مرزا قادیانی لکھتا ہے: برنباس کی انجیل میں غالباً لندن کے کتب خانہ میں بھی ہوگی یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا اور نہ صلیب پر جان دی اب ہم اس جگہ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ گو یہ کتاب انجیلوں میں داخل نہیں کی گئی اور بغیر کسی فیصلے کے رد کر دی گئی ہے مگر اس میں کیا شک ہے کہ یہ ایک پرانی کتاب ہے اور اسی زمانہ کی ہے جب کہ دوسری انجیلیں لکھی گئیں۔کیا ہمیں اختیار نہیں ہے کہ اس پرانی اور دیرینہ کتاب کو عہدِ قدیم کی ایک تاریخی کتاب سمجھ لیں اور تاریخی کتابوں کے مرتبہ پر رکھ کر اس سے فائدہ اٹھاویں؟(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱)۔

مرزا قادیانی نے جس انجیل کا ذکر کیا ہے اُن دنوں میں یہ کتاب سنی جا رہی تھی مگر منظر عام پر نہیں آئی تھی۔مرزا قادیانی مذکورہ بالا بیان دے کر پھنس چکے ہیں، اب وہ انجیل منظر عام پر آ چکی ہے۔لیکن یہ انجیل جس طرح موجودہ عیسائیت کے لیے سخت مہلک ہے اسی طرح قادیانیت کا بھی ستیاناس کر رہی ہے۔یہ انجیل قرآن کی تائید اور مرزا قادیانی کی تردید کر رہی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

انجیل برنباس کے الفاظ پڑھیے:

UNWORTHY THOUGH I AM TO UNTIE HIS HOSEN I HAVE RECEIVED GRACE AND MERCY FROM GOD TO SEE HIM (BARNABAS:97-1)

Islam The World Religion

ترجمہ:۔ اگرچہ میں اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی نہیں ہوں، میں نے اللہ سے اس بات کی عاجزانہ دُعا کی جواس نے قبول کرلی کہ میں اس سے مل سکوں۔

بتاؤ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے، اس شریعت پر عمل کرنے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنے، امتِ محمدیہ کے پیچھے نماز پڑھنے میں اسلام کی شان ہی شان ہے کہ نہیں؟ اگر اب بھی سمجھ نہ آئے تو **كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ** دوبارہ یاد کرلیں۔

قادیانیوں کا سولہواں سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کھاتے پیتے کیسے ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ** یعنی عیسیٰ اور مریم کھانا کھایا کرتے تھے (المائدہ:۷۵)۔

اسی طرح قضائے حاجت کا کیا انتظام ہوگا۔ بال اور ناخن کیسے کاٹتے ہوں گے سانس لینے کے لیے آکسیجن کہاں سے ملتی ہوگی۔

جواب: كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ کا یہ مطلب نہیں کہ ہر وقت کھاتے رہتے تھے بلکہ ضرورت کے وقت کھانا مراد ہے۔ آسمان پر جانے کے بعد کھانے کی حاجت نہیں رہتی۔ فرشتے کھانا نہیں کھاتے اور جنتی لوگ جنت میں کھانے پینے قضائے حاجت اور آکسیجن کے محتاج نہیں ہوں گے۔ ان کا کھانا محض لذت اور لطف اندوزی کے طور پر ہوگا۔

ثانیاً آسمان والوں کی غذا گندم وغیرہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور ذکر ان کی اصل غذا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ جب دجال ظاہر ہوگا اور کھانے پینے کا سامان اس کے قبضے میں ہوگا تو مومنین کیا کھائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **يَكْفِي الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ يَوْمَئِذٍ التَّكْبِيْرُ وَالتَّسْبِيْحُ وَالتَّحْمِيْدُ** یعنی انہیں وہی غذا کام دے گی جو آسمان والوں کی غذا ہے اور ان کی غذا اللہ تعالیٰ کی تکبیر، تسبیح اور حمد ہے (مسندِ احمد حدیث نمبر ۲۷۶۳۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۷۷)۔

ثالثاً خود حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اِنِّي اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَ يَسْقِيْنِيْ** یعنی میں رات اس حال میں گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے

Islam The World Religion

(بخاری:۱۹۶۴،مسلم:۲۵۷۲)۔

رابعاً قرآن شریف سے اصحاب کہف کا ۳۰۹ سال تک کھانے پینے کے بغیر زندہ رہنا اور تمام حوائجِ بشریہ سے بچے رہنا ثابت ہے: وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا (الکہف:۲۵)۔

خامساً یہ سوال دراصل ایمان کے فقدان، اللہ تعالیٰ کے نظام کی وسعت سے بے خبری اور صدیقین کے ساتھ روحانی انقطاع کا مظہر ہے۔ قادیانی حضرات میں ہمت ہے تو سمجھائیں ہماری اس ڈیڑھ سطر میں کتنے سمندر موجزن ہیں اور ان کی تفصیل کیا ہے؟

قادیانیوں کا سترہواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا یعنی (حضرت عیسیٰ نے فرمایا) اللہ نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں (مریم:۳۱)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب تک حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں انہوں نے نماز پڑھنی ہے اور زکوۃ دینی ہے۔ لیکن آسمان پر جانے کے بعد وہ زکوٰۃ کس طرح ادا کرتے ہوں گے۔

جواب: ان کے زکوٰۃ دینے سے مراد زکوۃ کے حکم کو تسلیم کرنا ہے اور اپنی امت میں اس کا نافذ کرنا ہے، اور اس کا تعلق دار العمل یعنی دنیا سے ہے۔

ثانیاً آپ ثابت کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کبھی زمین پر رہتے ہوئے زکوٰۃ ادا کی ہو؟ تحقیق شدہ امر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمینی زندگی کے دوران کبھی مالدار صاحبِ نصاب نہیں ہوئے۔

ثالثاً زکوٰۃ دینے کے لیے صاحبِ نصاب ہونا شرط ہے۔ آپ ثابت کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان میں صاحبِ نصاب ہیں۔

قادیانیوں کا اٹھارہواں سوال: حدیث شریف میں ہے کہ: مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ الْيَوْمَ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَ هِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ یعنی آج جتنے بھی نفس زندہ ہیں سو سال کے اندر اندر سب وفات پا جائیں گے (مسلم:۶۴۸۳)

Islam The World Religion

معلوم ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بھی تھے تو ان سو سالوں کے اندر اندر ضرور فوت ہو گئے ہوں گے۔

جواب: آپ نے مسلم شریف سے حدیث: ۶۴۸۳ نقل کی ہے۔ اس حدیث کے نمبر پر غور کر لو۔ اس سے پہلے حدیث ۶۴۷۹، حدیث ۶۴۸۰، حدیث ۶۴۸۱، حدیث ۶۴۸۲ اور اسکے بعد حدیث ۶۴۸۵، میں عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ کے الفاظ بھی موجود ہیں یعنی زمین کے اوپر۔

گویا زمین کے اوپر رہنے والی مخلوق سو سال کے اندر اندر وفات پا جائے گی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر موجود ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ آپ ہر دلیل بیان کرتے وقت یا تو سیاق وسباق کو چھوڑ کر غلط مفہوم پیدا کرتے ہیں یا جملہ ادھورا نقل کرتے ہیں یا تمام احادیث پر نظر نہیں رکھتے۔ جب نیت میں ہی فتور ہو اور قادیانی نبوت کو ثابت کرنے کا غیر مشروط تہیہ کر لیا ہو تو ایسی ہی حرکتوں کا صادر ہونا لازم ہے۔ ورنہ اتنی خیانتیں ثابت ہونے کے بعد کوئی غیور انسان ضرور احساس کرے۔

ثانیاً یہ حدیث مسلم شریف کے جس باب میں مذکور ہے اس باب کا نام یہ ہے۔

باب: قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَا تَاتِی مِائَۃُ سَنَۃٍ وَ عَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَۃٌ الْیَوْمَ۔ اس باب میں ہی عَلَی الْاَرْضِ کی تصریح موجود ہے یعنی زمین پر۔

ثالثاً اس حدیث کے عموم سے حضرت خضر علیہ السلام کو علماء نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ آپ کے علاوہ زمین کے فرشتوں جنات اور شیطان کا استثناء بھی ضروری ہے تو پھر حضرت مسیح علیہ السلام جو زمین پر موجود ہی نہیں تھے ان کو اس حدیث کے عموم میں شامل کیسے کیا جا سکتا ہے؟

قادیانیوں کا انیسواں سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَالَّذِینَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُونَ شَیْئًا وَهُمْ یُخْلَقُونَ ، أَمْوَاتٌ غَیْرُ أَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُونَ أَیَّانَ یُبْعَثُونَ** یعنی یہ لوگ جنہیں اللہ کے سواء پکارتے ہیں وہ کچھ بھی خلق نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود تخلیق کیے جاتے ہیں۔ وہ مردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور انہیں یہ بھی شعور نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے (النحل: ۲۰، ۲۱)۔

اس آیت میں اَلَّذِینَ یَدْعُونَ میں عموم ہے۔ پھر أَمْوَاتٌ غَیْرُ أَحْیَاءٍ کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس سے مراد پتھر نہیں بلکہ ذی الارواح مراد ہیں اور پھر **وَمَا یَشْعُرُونَ أَیَّانَ**

يُبْعَثُونَ سے معلوم ہورہا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ان کے لیے بعث کا لفظ استعمال ہوا ہے،اس سے بھی واضح ہورہا ہے کہ یہ پتھر نہیں بلکہ انسان ہیں۔جب واضح ہوگیا کہ اس آیت میں پوجے جانے والے انسانوں کی بات ہورہی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ میں شامل ہونا ثابت ہوگیا۔

جواب:اَلَّذِينَ يَدْعُونَ میں اگر عموم مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ میں شامل ہوں اس لیے کہ عیسائی ان کی بھی پوجا کرتے ہیں۔باپ بیٹا روح القدس۔اور جب حضرت جبریل علیہ السلام کی موت ثابت ہوگئی تو مرزا صاحب پر آنے والی فرضی وحی کا سرے سے ہی کباڑا ہوگیا۔

ثانیاً ضروری نہیں کہ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ کے الفاظ ذی الارواح کے لیے استعمال ہوں۔دیکھو!اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاء فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی اللہ نے آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعے سے زمین کی موت کے بعد اسے زندہ کیا (البقرۃ:۱۶۴) اس آیت میں زمین کی موت اور زندگی بیان ہوئی ہے۔نیز فرماتا ہے: وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ (آل عمران:۲۷)۔

اسی طرح بتوں کی قیامت کے دن بعث یعنی اٹھائے جانا بھی ثابت ہے۔امام بغوی لکھتے ہیں: وَالْقُرْآنُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاَصْنَامَ تُبْعَثُ وَ تُجْعَلُ فِيْهَا الْحَيَاةُ فَتَبَرَّأُ مِنْ عَابِدِيْهَا یعنی قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بتوں کی بعثت ہوگی اور ان میں زندگی پیدا کی جائے گی اور یہ اپنے پوجنے والوں سے بےزاری کا اظہار کریں گے (بغوی جلد۲ صفحہ ۶۱۰)۔

ثالثاً کفار کا جو عقیدہ اپنے بتوں کے بارے میں تھا اسی اعتقاد کے موافق یہ آیات نازل کی گئی ہیں نَزَلَتْ هٰذِهِ الْعِبَارَاتُ عَلٰى وَفْقِ مُعْتَقَدِهِمْ (کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۶)۔

رابعاً قرآن میں تصریح موجود ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ سے مٹی کے پرندے خلق کرتے تھے أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ (آل عمران:۴۹)۔واضح ہو گیا کہ کچھ خلق نہ کرسکنے والوں سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ تمام انبیاء میں سے کوئی بھی مراد نہیں،اس سے مراد صرف بت ہیں۔دوسری طرف انہی آپ کی پیش کردہ آیتوں میں وَهُمْ

Islam The World Religion

يُخۡلَقُونَ کے الفاظ بھی موجود ہیں جو اس بات کی طرف واضح اشارہ کررہے ہیں کہ کفار کے یہ معبود خود انہی کے گھڑے ہوئے تھے، بلکہ يُخۡلَقُونَ کا مضارع ہونا اس بات کی مزید تائید کررہا ہے، اس لیے کہ بت تراشی کا یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

خامساً قرآن مجید میں شہداء کو زندہ کہا گیا ہے اور انہیں مردے کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ پھر انبیاء کا مرتبہ ان سے بلند تر ہے بلکہ نبی کا امتی ہونے کی بدولت ہی شہادت کا مرتبہ ملتا ہے تو پھر خود کسی بھی نبی کو قرآن کیسے مردہ کہہ سکتا ہے۔

سادساً خصوصاً نبیوں کے بارے میں احادیث میں تصریحات موجود ہیں کہ اَلۡاَنۡبِیَآءُ اَحۡیَاءٌ فِی قُبُورِھِمۡ یُصَلُّونَ یعنی تمام نبی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں (مسند ابی یعلی حدیث: ۳۴۲۵، مجمع الزوائد حدیث: ۱۳۸۱۲)۔فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرۡزَقُ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق ملتا ہے (ابن ماجہ حدیث: ۱۶۳۷، ابن ماجہ حدیث: ۱۰۸۵، ابوداؤد حدیث: ۱۰۴۷، نسائی حدیث: ۱۳۷۴، مستدرک حاکم حدیث: ۸۸۵۹)۔

سابعاً اگر معبودانِ باطلہ سے مراد انسان اور فرشتے ہوں تو لازم آئے گا کہ ان کی پوجا شروع ہوتے ہی ان کی موت ثابت ہوجائے حالانکہ بے شمار انسانوں کی پوجا ان کی زندگی میں ہوتی رہی اور فرشتے آج بھی پوجے جارہے ہیں۔

ثامناً تمام مفسرین نے وَالَّذِینَ یَدۡعُونَ سے مراد اصنام لی ہے فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ تَعَالیٰ وَصَّفَ ھٰذِہِ الۡاَصۡنَامَ ۔اور انہیں اموات کہہ چکنے کے بعد غیر احیاء فرمانے میں یہ راز ہے کہ ان کی موت ایسی ہے جس کے بعد حیات نہیں ھِیَ ھٰذِہِ الۡاَوۡثَانُ (ابن جریر جلد ۸ جزو دوم صفحہ ۱۱۳، بغوی جلد ۲ صفحہ ۶۰۹، قرطبی جلد ۱۰ صفحہ ۸۷، کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۵)۔

تاسعاً یُبۡعَثُونَ کی ضمیر بت پرستوں کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی بتوں کو شعور نہیں کہ ان کے پرستار کب اٹھائے جائیں گے، یا یہ ضمیر بتوں کی طرف لوٹ رہی ہے اور مراد یہ ہے کہ بتوں کو خبر نہیں کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ الۡاَصۡنَامَ وَلَھَا اَرۡوَاحٌ وَ مَعَھَا شِیَاطِیۡنُھَا فَیُؤۡمَرُ بِھَا اِلَی النَّارِ (قرطبی جلد ۱۰ صفحہ ۸۷، کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۶) اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے وَقُودُھَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ (البقرۃ: ۲۴)۔

Islam The World Religion

عاشراًاگر بالفرض فرشتے اور رسول مراد ہوں تو ان پر موت کا لابدی ہونا مراد ہوگا اور غَيْرُ أَحْيَاءٍ میں ہمیشہ کی دنیوی زندگی کی نفی مراد ہوگی لَا بُدَّ لَهُمْ مِنَ الْمَوْتِ ، غَيْرُ اَحْيَاءٍ اَیْ غَيْرُ بَاقِيَةِ حَيَاتِهِمْ (کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۶)۔

قادیانیوں اور نیچریوں کا (بیسواں) سوال: امام مالک حیاتِ مسیح کے قائل نہیں تھے اسی لیے انہوں نے موطا میں حیاتِ مسیح کا باب نہیں باندھا۔

جواب: آپ کی یہ بات نہایت سطحی اور بے وقوفانہ ہے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ ہر محدث اپنی ہر کتاب میں نزولِ مسیح کا باب باندھے تو تب اسے حیاتِ مسیح کا قائل سمجھا جائے گا! امام مالک نے موطا میں توحید کا باب بھی نہیں باندھا جبکہ امام بخاری نے باب تو کجا کتاب التوحید کا عنوان باندھا ہے۔ تو کیا امام مالک توحید کے قائل نہ تھے؟ امام مالک نے معجزات کا باب بھی نہیں باندھا جبکہ امام بخاری نے عَلَامَاتُ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ کا باب باندھا ہے تو کیا وہ معجزات اور نبوت کے ہی قائل نہ تھے؟ امام مالک نے بَدْءُ الْوَحْيِ کا باب نہیں باندھا جبکہ امام بخاری نے بخاری شریف کی ابتدا ہی کتاب بَدْءُ الْوَحْيِ سے کی ہے۔ تو کیا امام مالک وحی کی ابتدا کے ہی قائل نہ تھے؟

ثانیاً امام مالک نے کتاب الحدود میں رجم کا باب سرِ فہرست باندھا ہے، تو کیا نیچریوں نے امام مالک کی روایت پر اور ان کے باندھے ہوئے باب پر اعتماد کرتے ہوئے رجم کو شرعی سزا تسلیم کر لیا ہے؟

ثالثاً امام مالک نے اسی موطا میں یہ باب باندھا ہے: مَا جَآءَ فِي صِفَةِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالدَّجَّال آپ اس باب میں عیسیٰ بن مریم اور دجال کے اکٹھے ذکر سے کیا سمجھے؟ آپ نے بے دھڑک کیسے کہہ دیا کہ امام مالک نے نزولِ مسیح کا باب نہیں باندھا؟

رابعاً امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حیاتِ مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ علامہ ابی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فِي الْعُتْبِيَّةِ : قَالَ مَالِكٌ بَيْنَ النَّاسِ قِيَامٌ يَسْتَمِعُوْنَ لِاِقَامَةِ الصَّلٰوةِ فَتَغَشَّاهُمْ غَمَامَةٌ فَإِذَا عِيْسٰى قَدْ نَزَلَ یعنی امام مالک فرماتے ہیں کہ: لوگ کھڑے ہوکر نماز کی

اقامت سن رہے ہوں گے کہ اس دوران بادل انہیں ڈھانپ لیں گے، ایسے میں عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے (اکمال اکمال المعلم جلد ا صفحہ ۴۴۶)۔ یہی بات علامہ سنوسی مالکی نے بھی لکھی ہے (مکمل اکمال الاکمال جلد ا صفحہ ۴۴۶)۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مالکی علماء اپنے امام کے عین مطابق اپنی کتابوں میں یہی عقیدہ بیان فرماتے ہیں مثلاً البحر المحیط جلد ۲ صفحہ ۵۶ ۷، قرطبی جلد ۴ صفحہ ۱۰۰، تفسیر ابن عربی جلد ا صفحہ ۱۳۰۔ اب ذرا نزولِ مسیح پر ابواب بندی کی صورتِ حال بھی ملاحظہ فرمایئے۔

صحیح بخاری صفحہ ۴۰۵ ۷ پر باب نُزُوْلُ عِیسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَام موجود ہے۔ صحیح مسلم صفحہ ۹۱ پر باب ذِکْرُ الْمَسِیْحِ بْنِ مَرْیَمَ وَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ،موطا امام مالک صفحہ ۷۷ ۵ پر: باب مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ وَالدَّجَّال ،ابوداؤد جلد ۴ صفحہ ۱۵۶ پر: باب خُرُوجُ الدَّجَّال ہے اور اس میں حدیث نمبر ۴۳۲۱ میں دمشق کے مشرقی مینار پر آپ کا نزول مذکور ہے۔ ترمذی شریف صفحہ ۶۳۷ پر باب مَا جَآءَ فِي نُزُولِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلام ،وابن ماجہ صفحہ ۵۸۹ پر: فِتْنَةُ الدَّجَّالِ وَ خُرُوجُ عِیسَی بْنِ مَرْیَمَ موجود ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ موطا امام مالک حدیث کی ایک مختصر کتاب ہے جس میں ۱۴۰۰ کے قریب احادیث وآثار منقول ہیں۔ یہ کوئی بخاری شریف کی طرح کی کتاب نہیں جس میں تقریباً ساڑھے سات ہزار حدیثیں ہوں۔ یا مسندِ احمد جیسی کتاب نہیں جس میں اٹھائیس ہزار کے قریب احادیث ہوں اور ہر موضوع کا احاطہ کرنے کا دعویٰ تو کسی بھی محدث نے نہیں کیا۔

مرزا قادیانی کا اپنی مسیحیت کی صداقت پر خیانت بھرا استدلال:

مرزا لکھتا ہے: مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات کی مجلد ثانی مکتوب پنجاہ و پنجم میں لکھتے ہیں کہ مسیح موعود جب دنیا میں آئے گا تو علماء وقت کے بمقابل اس کے آمادہ مخالفت کے ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو باتیں بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے وہ بیان کرے گا وہ اکثر دقیق اور غامض ہوں گی اور بوجہ دقت اور غموض ماخذ کے ان سب مولویوں کی نگاہ میں کتاب وسنت کے بر خلاف نظر آئیں گی حالانکہ در حقیقت بر خلاف نہیں ہوں گی (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۹۴)۔

جواب: مرزا قادیانی نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے الفاظ نقل کرنے اور انہیں اپنا ذاتی

Islam The World Religion

مفہوم پہنانے میں فریب سے کام لیا ہے جو ایک نبوت کے مدعی کو تو کیا کسی بھی دیانت دار کو زیب نہیں دیتا۔

اولاً حضرت مجدد کا پہلا لفظ ہی مرزا صاحب کھا گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز بات کو یہاں سے شروع کرتے ہیں: نزدیک است کہ۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ مجدد صاحب اپنا ایک گمان ظاہر کر رہے ہیں نہ کہ نص۔ ثانیاً مجدد پاک کا یہ مکتوب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی شان میں ہے اور انکی فقہ حنفی اور انکے مقلدین کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے ہے اور امام اعظم کے مخالفین، ناقدین اور غیر مقلدین کی تردید میں ہے۔ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کے اجتہاد سے اختلاف کرنے والے اور اس اجتہاد کا انکار کرنے والے غیر مقلدین ہوں گے۔ اب اس عبارت سے چند باتیں سامنے آ گئیں۔ ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اختلاف صرف اجتہادی اور فقہی معاملات میں ہوگا نہ کہ عقائد میں۔ جبکہ مرزا قادیانی سے کبھی کوئی فقہی جھگڑا ہوا ہی نہیں۔ محض عقائد اور اصول پر جھگڑا ہوا ہے۔ دوسری یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اختلاف کرنے والے صرف غیر مقلدین ہوں گے۔ جبکہ مرزا سے جنگ کرنے والی پوری امت ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی فرقے سے ہو، حتیٰ کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کوٹ مٹھن والے جیسے صوفی بزرگوں نے بھی مرزا کی مخالفت کی۔ تیسری یہ کہ غیر مقلدین علماء بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کافر نہیں کہیں گے بلکہ محض اجتہادی مسائل میں ان سے متفق نہیں ہوں گے جبکہ مرزا کو پوری امت کافر کہ اٹھی ہے۔ چوتھی یہ کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا یہ فرمان محض انکا ایک امکانی اندازہ ہے جیسا کہ انکے ابتدائی الفاظ ہیں کہ: نزدیک است۔ عربی ترجمہ میں یــکـاد ہے اور اردو ترجمہ میں عجب نہیں کہ علماء ظاہر اختلاف کریں الخ کے الفاظ ہیں۔ حضرت مجدد قدس سرہ کے اصل الفاظ یہ ہیں: نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اِورا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام از کمالِ دقت وغموضِ ماخذ انکار نمایند ومخالفِ کتاب وسنت دانند مثلِ روح اللہ مثلِ امامِ اعظم کوفی است رحمۃ اللہ علیہ کہ ببرکتِ ورع وتقویٰ وبدولتِ متابعتِ سنت درجۂ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہمِ آں

عاجز وقاصر اند ومجتہدات اورا بواسطہِ دقتِ معانی مخالفِ کتاب است وسنت دانند (مکتوباتِ امام ربانی جلد۲ مکتوب نمبر۵۵)۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات کوئی حرفِ آخر نہیں جیسا کہ انہوں نے خودنزدیک است فرمایا ہے اوراس پر جزم نہیں فرمایا۔ بلکہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب اولیاء کو یہ مقام حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بیداری کے عالم میں علم سیکھ سکتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زیادہ حقدار ہیں کہ جب چاہیں نبی کریم ﷺ سے مل سکیں اور آپ ﷺ سے اپنے ارادے کے مطابق شریعت کے احکام سیکھ سکیں اور انہیں کسی اجتہاد کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی کسی محدث کی تقلید کی محتاجی ہو (الحاوی للفتاویٰ جلد۲ صفحہ۱۵۴)۔

مزید لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی کثرتِ روایات پر لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا: جب حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو اگر میں زندہ ہوا تو میں انکے سامنے رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کروں گا اور وہ میری تصدیق کریں گے۔ آپ کا یہ کہنا کہ وہ میری تصدیق کریں گے، اس بات کا ثبوت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی تمام حدیثوں کے عالم ہوں گے اور اس امت میں سے کسی سے علم حاصل کرنے کے محتاج نہیں ہوں گے (الحاوی للفتاویٰ جلد۲ صفحہ۱۵۴)۔

جس شخص کو قرآن وسنت میں تحریف کرتے احساس نہیں ہوتا اس کے سامنے حضرت مجدد کی عبارت کیا حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے بنیاد اٹھا کر مرزا اپنی اصلیت پر اس طرح پہنچا کہ لکھتا ہے:

لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے فتوے دیے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دین سے خارج اور دین کو تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیش گوئی ان مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کردی (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد۱۷ صفحہ۵۳)۔

مرزا کی یہ عبارت سراسر جھوٹ ہے، قرآن وسنت میں کسی بھی جگہ یہ الفاظ نہیں ملتے۔

نزولِ مسیح میں حکمت

حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت عام معمول کی ولادتوں کے برعکس باپ کے بغیر ہوئی تھی۔قرآن کی آیات إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ (آل عمران:۵۹)اور دوسری آیت وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ (مریم:۲۰)اور كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ (مریم:۲۱)اس حقیقت پر شاہد ہیں۔اور یہ وہ اعجازی ولادت ہے جس کی وجہ سے عیسائیوں کو آپ کی اولوہیت کا وہم ہوا۔پھر آپ علیہ السلام کے معجزات، جیسے پنگھوڑے میں گفتگو کرنا، بیماروں کو شفا دینا، مردے زندہ کرنا اور اپنے ہاتھوں سے مٹی کے بنائے ہوئے پرندے میں پھونک مار کر اسے اصلی پرندہ بنا دینا، یہ کمالات آپ کے ہاتھ سے اس قدر غالب انداز میں صادر ہوئے کہ عیسائیوں نے ان معجزات کو آپ کی الوہیت کی ایک نئی دلیل بنالیا۔

پھر قرآن مجید میں آپ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے القاب سے یاد کیا گیا۔یہ القاب اپنے پس منظر اور مجازی معانی کے اعتبار سے بالکل درست تھے اور اسلام کی اعلیٰ ظرفی اور حقیقت بیانی کا ثبوت تھے مگر عیسائیوں نے ان القاب کا بھی غلط مطلب لیا اور ان الفاظ کو الوہیتِ مسیح کا مؤید قرار دیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھائے جانا، عیسائیوں میں الوہیت کا وہم پیدا کرنے والے ان کثیر التعداد خوارق کا تسلسل ہے۔بغیر باپ پیدا ہونے میں کیا حکمت تھی؟ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا کیا قصور؟ ان پر اتنا بڑا الزام لگوائے جانے میں کیا حکمت تھی؟ آپ کے تمام معجزات کی مختلف انواع اور ہر ہر نوع کے ایک ایک فرد میں کیا حکمت تھی؟ آپ کو روح جبریل بھی کہا جا سکتا تھا اور خُلِقَ بِبَرَكَةِ كَلَامِ اللهِ بھی کہا جا سکتا تھا۔سیدھا ہی روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہنے میں کیا حکمت تھی؟ پھر بالآخر آپ کو آسمان پر اٹھا لینے میں کیا حکمت تھی اور دوبارہ نزول میں کیا حکمت ہوگی؟

ان ساری باتوں میں سے کسی ایک بات کی بھی حکمت کو حلفاً بیان نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں لیکن ہم ہر ہر چیز کی صحیح صحیح حکمت کو سمجھ جائیں یہ بھی

Islam The World Religion

ضروری نہیں۔ اتنا ضروری ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے تمام احوال میں سے بعض میں اگر مرزا صاحب تکلف کر کے کوئی حکمت تلاش کر لیں تو پھر بقیہ احوال میں پائی جانے والی حکمت کو بھی اسی طرح محنت سے تلاش کر لینا یا اسی پر قیاس کر لینا ضروری ہوگا۔

ثانیاً مسیح کا ایک معنی ہے سیاحت کرنے والا۔ زمین میں سیاحت سارے نبیوں نے فرمائی مگر مسیح کا لقب کسی دوسری نبی کو عطا نہیں ہوا۔ اس لقب کو آسمان پر اٹھائے جانے کے ساتھ گہری مناسبت ہے۔

ثالثاً حدیث شریف میں صاف الفاظ ہیں کہ: **كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُم** یعنی اے میری امت تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (بخاری:۳۴۴۹، مسلم:۳۹۲)۔ **كَيْفَ اَنْتُمْ** کے الفاظ سے صاف حکمت سمجھ میں آ گئی کہ اس امت کی شان کا اظہار مقصود ہے کہ بنی اسرائیل کا پیغمبر اس امت کا مقتدی بنے گا۔ اسکی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ: **كَيْفَ تَهْلِكُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ وَ اَنَا اَوَّلُهَا وَ الْمَسِيْحُ آخِرُهَا** (مشکوٰۃ:۶۲۸۷)۔

رابعاً **اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ** الآیة اس آیت میں **لتؤمنن به** پر عمل معراج کی رات ہو چکا اور **وَلَتَنْصُرُنَّهٗ** پر عمل حضرت مسیح علیہ السلام بعد از نزول کریں گے اور یہ ذمہ داری خالصتاً حضرت مسیح علیہ السلام ہی کی بنتی ہے۔ اسلیے کہ **لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ نَبِيٌّ** کی تصریح حدیث میں موجود ہے۔ اسی حکمت کی طرف نبی کریم ﷺ نے اشارہ دیتے ہوئے فرمایا: **لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ فَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَى الْحُمْرَةِ وَ الْبَيَاضِ** (ابوداوٗد:۴۳۲۴)۔ اس سے بھی زیادہ گہری مناسبت اس حدیث میں بیان ہوئی ہے **اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَ دِيْنُهُمْ وَاحِدٌ ، وَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ نَبِيٌّ** (مستدرک حاکم حدیث ۴۲۰۵)۔ صحیح وافقہ الذہبی

خامساً حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا انجیل میں موجود ہے کہ: اے میرے اللہ مجھے اپنے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نصیب فرمانا انجیل برنباس کے الفاظ یہ ہیں۔

I Have Received Grace And Mercy From God To See Him (Barnbas C-97 V-I)

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی شریعت کی پیروی، روضہ اقدس پر جا کر سلام پیش کرنا اور جواب لینا، حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنا، مسلمانوں کا ان پر جنازہ پڑھنا، روضہ اقدس میں حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہونا اور قیامت کے دن حضور ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان اٹھنا سب کچھ نصیب کر دیا۔

الحمدللہ ہم نے سیدنا مسیح علیہ السلام کے نزول کی حکمتیں عقلی طور پر بھی بیان کر دی ہیں اور ہر حکمت کے حق میں اشارہ قرآن وسنت میں بھی دکھا دیا۔

اب آپ بتائے! مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے میں کیا حکمت ہے؟ خصوصاً جبکہ وہ کہتا ہے کہ میرے جیسے ہزاروں مسیح آ سکتے ہیں۔ پھر اس کے دلائل وہی جھوٹے انبیاء والے دلائل ہیں۔ وہی بہاء اللہ والے دلائل ہیں، اصل مسیح نے امن قائم کرنا تھا اور جبکہ مرزا نے فساد قائم کر دیا، مسلمانوں کو قوت دینا تھی اور اس نے اربوں مسلمانوں کو قادیانی نبوت کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر کہہ دیا۔ چراغ بی بی کو مریم کہنے میں کیا حکمت تھی؟ مرزا کو استعارے کے رنگ میں حمل ٹھہرانے میں پھر اس کو مریم اور اسی کو مسیح کہنے میں کیا حکمت تھی؟ ایک ہی مرزا کے نبی، مہدی اور مسیح بلکہ آدم نوح ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ سب کچھ بن بیٹھنے میں کیا حکمت تھی۔ بقول آپ کے کہ: استعارے نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے ہی عیسائیوں نے ایلیا کے نزول سے متعلق دھوکہ کھایا تھا تو پھر نبی کریم ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود اور تورات وانجیل کا موضح ہونے کے باوجود اور قرآن کا مبین ہونے کے باوجود امت کو استعاروں کے حوالے کرنے میں کیا حکمت تھی؟ ہماری پیش کردہ نزول مسیح کی حکمتوں کو جس طرح رد کرتے ہو اپنی اس تردید پر نظر رکھتے ہوئے صحیح صحیح جواب دینا اور تکے مت لگانا؟۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

تیسرا باب:

ظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ

Islam The World Religion

ظہورِ مہدی پر احادیث

(۱) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ الْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِی مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗد وَ ابْنُ مَاجَةَ [ابو داؤد حدیث رقم: ٤٢٨٤، ابن ماجه حدیث رقم: ٤٠٨٦ ، شرح السنة حدیث رقم: ٤٢٨٠]۔ اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مہدی میری عترت میں سے ہوگا۔ فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۲) وَعَنْ اَبِی اِسْحٰق قَالَ قَالَ عَلِیٌّ ؓ وَنَظَرَ اِلَی ابْنِهِ الْحَسَنِ ، قَالَ اِنَّ ابْنِی هٰذَا سَیِّدٌ کَمَا سَمَّاہُ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ وَسَیَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهٖ رَجُلٌ یُسَمّٰی بِاسْمِ نَبِیِّکُمْ یَشْبَهُهٗ فِی الْخُلُقِ وَلَا یَشْبَهُهٗ فِی الْخَلْقِ [ابو داؤد حدیث: ٤٢٩٠]۔ اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ

ترجمہ: حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسن کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے نام دیا ہے۔ اس کی پشت سے ایک آدمی نکلے گا جس کا نام تمہارے نبی والا رکھا جائے گا۔ وہ اخلاق میں نبی سے مشابہ ہوگا مگر صورت میں مشابہ نہیں ہوگا۔

(۳) وَعَن عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِی [ترمذی حدیث : ٢٢٣٠، ابو داؤد حدیث :٤٢٨٢، مستدرك حاكم حدیث : ٨٥٣٦ و قال الذهبی صحیح]۔ قَالَ التِّرْمَذِیُ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا مالک بن جائے گا۔ اس کا نام میرے نام سے مطابق ہوگا۔

(۴) وَعَن زِرٍّ ؓ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِی ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا

Islam The World Religion

يَومٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِکَ اليَومَ ، حَتّٰى يَبْعَثَ رَجُلًا مِنّی اَوْ مِنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِىْ وَاِسْمُ اَبِيهِ اِسْمَ اَبِى رَوَاهُ اَبُودَاوٗد [ابو داؤد حديث رقم:٤٢٨٢ ، ترمذی حديث رقم:٢٢٣١]۔ اَلْحَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ترجمہ: حضرت زر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: خواہ دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے پھر بھی اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا حتیٰ کہ ایک آدمی کو مجھ سے یا فرمایا میرے اہل بیت سے بھیجے گا جس کا نام میرے والا ہوگا اور اس کے والد کا نام میرے والد گرامی والا ہوگا۔

(۵) وَعَنْ اَبِى سَعِيدِ الْخُدْرِى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَهْدِیُّ مِنِّى اَجْلَى الْجَبْهَةِ ، اَقْنَى الْاَنْفِ ، يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَورًا ، يَمْلِکُ سَبْعَ سِنِيْنَ [ابو داؤد حديث :٤٢٨٥ ، شرح السنة حديث :٤٢٨٠، مستدرك حاكم حديث :٨٨٤٨ و فيه عمران قال الذهبی هو ضعيف]۔ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہوگا۔ کھلی پیشانی والا، بلند بینی والا، زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی۔ سات سال حکومت کرے گا۔

(٦) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ يَكُونُ اِخْتِلَافٌ عِندَ مَوتِ خَلِيفَةٍ ، فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا اِلٰى مَكَّةَ فَيَاتِيهِ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهٗ وَهُوَ كَارِهٌ ، فَيُبَايِعُونَهٗ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ اِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَآءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ ، فَاِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِکَ اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهٗ ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُهٗ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ اِلَيْهِمْ بَعْثًا ، فَيَظْهَرُونَ عَلَيهِم،وَذٰلِکَ بَعْثُ كَلْبٍ وَيَعْمَلُ فِى النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِى الْاِسْلَامُ بِجِرَّانِهٖ فِى الْاَرْضِ ، فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ، ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّى عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ رَوَاهُ ابُودَاوٗد[ابو داؤد حديث رقم:٤٢٨٦]۔ اِسْنَادُهٗ ضَعِيفٌ

ترجمہ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: ایک خلیفہ کی موت پر اختلاف ہوگا۔ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی بھاگ کر مکہ چلا جائے گا۔ اہل مکہ میں سے لوگ اسکے پاس آئیں گے۔ وہ اسے باہر نکالیں گے حالانکہ وہ نہیں چاہے گا۔ وہ اسکے ہاتھ پر رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔ شام سے ایک دستہ اسکے مقابلے کے لیے بھیجا جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ یہ منظر دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے سرکردہ لوگ اسکے پاس آ کر اسکی بیعت کریں گے، پھر قریش میں سے ایک آدمی کھڑا ہوگا۔ اسکے ننہال بنو کلب ہوں گے وہ انکی طرف فوج بھیجے گا وہ اس فوج پر غالب آجائیں گے۔ یہ بنی کلب کا لشکر ہوگا۔ وہ لوگوں میں انکے نبی کی سنت کے مطابق احکام نافذ کرے گا۔ اسلام زمین پر اپنی گردن ڈال دے گا۔ وہ سات سال تک رہے گا۔ پھر وفات پائے گا اور مسلمان اس پر جنازہ پڑھیں گے۔

کیا مرزا قادیانی ہی مسیح اور مہدی ہے؟

مرزا قادیانی نے اپنے لیے ایک نہایت مصیبت مزید کھڑی کی ہے۔ کہتا ہے میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی مہدی ہوں۔ حالانکہ حدیث شریف میں تصریح موجود ہے کہ مہدی اور عیسیٰ دونوں جدا جدا شخصیات ہیں۔ اس سے قبل ہم حضرت مسیح علیہ السلام اور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ دونوں کے الگ الگ حلیے تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ مزید سنیے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ تَهْلِكُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ وَ اَنَا اَوَّلُهَا وَمَهْدِيُ وَ سُطُهَا وَ عِيْسىٰ آخِرُهَا یعنی یہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جسکے شروع میں میں ہوں، درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ ہے (رواہ رزین کما فی المشکوٰۃ صفحہ ۵۸۳، ابن عساکر: ۴۷/ ۵۲۱، ۵۲۲، المصنف لابن ابی شیبہ: ۸/ ۵۴۸)۔

ایک حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت امام مہدی ؓ کی اقتداء میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے: **كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمْ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَ اِمَامُكُمْ مِّنْكُمْ** یعنی اے میری امت تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ بن مریم تم لوگوں میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (بخاری حدیث: ۳۴۴۹، مسلم حدیث: ۳۹۲)۔

Islam: The World Religion

حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْمَهْدِیُّ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهُوَ الَّذِیْ یَؤُمُّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ یعنی امام مہدی اس امت میں سے ہوں گے، اور وہی ہیں جو عیسیٰ بن مریم کی امامت کریں گے (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۶۷۹)۔

اس کے علاوہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا تعلق مغل یعنی میرزا خاندان سے تھا۔ جب کہ احادیث میں تصریح موجود ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ سادات کرام میں سے ہوں گے۔ یہ احادیث آپ تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔

مختلف جہات سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں اور مرزا قادیانی علامات مہدی پر پورا نہیں اترتا۔

قادیانی سوالوں کے جواب

قادیانیوں کا پہلا سوال: حدیث شریف ہے کہ: ''لَا مَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسیٰ''۔ یعنی عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

جواب: یہ پوری حدیث اس طرح ہے: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یعنی قیامت شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور اس وقت عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی ہدایت پر نہ ہوگا۔

اس مکمل حدیث کو پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس حدیث میں مہدی کا لفظ عربی زبان کے لفظ کے طور پر اپنے لفظی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہاں مہدی سے مراد امام مہدی نہیں ہیں۔

ثانیاً صفت کا حصر ذات میں جائز ہے جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور ذات کا حصر صفت میں بھی جائز ہے جیسے مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل۔ مگر ذات کا حصر ذات میں یا صفت کا حصر صفت میں نہیں ہوا کرتا۔ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے اور وہ مسیحیت اور مہدویت کی صفات سے متصف ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اگر مسیحیت اور مہدویت دونوں ان کی صفات ہوں تو لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا

Islam The World Religion

عِیۡسیٰ میں صفت کا حصر صفت میں لازم آئے گا اور یہ باطل ہے۔

ثالثاً احادیث کی کتب میں نُزُولُ الْمَسِیْحِ کا باب الگ موجود ہوتا ہے اور خُرُوجُ الْمَھْدِی کا باب علیحدہ موجود ہوتا ہے۔ مثلاً: ابوداؤد جلد۴ صفحہ۱۵۶ پر خُرُوجُ الدَّجَّال کے باب میں نُزُولُ الْمَسِیْح کی احادیث درج ہیں مگر اسی کی جلد۴ صفحہ۱۴۸ پر کِتَابُ الْمَھْدِی علیحدہ موجود ہے۔ اسی طرح ترمذی شریف میں صفحہ۶۳۷ پر نزول المسیح کا باب ہے جبکہ صفحہ۶۳۶ پر باب مَاجَآءَ فِی الْمَھْدِی علیحدہ موجود ہے۔ ابن ماجہ کے صفحہ۵۸۹ پر نُزُولُ الْمَسِیْحِ کا باب ہے جبکہ صفحہ۵۹۵ پر خُرُوجُ الْمَھْدِی کا باب الگ موجود ہے۔

تمام احادیث پر نظر رکھنے کے بعد علماء نے فیصلہ دیا ہے کہ: تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ بِاَنَّ الْمَھْدِیَّ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَ اَنَّ عِیْسٰی یُصَلِّی خَلْفَہٗ ، ذُکِرَ ذٰلِکَ رَدّاً لِلْحَدِیْثِ الَّذِیْ اَخْرَجَہٗ اِبْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَنَسٍ وَ فِیْہِ وَلَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسیٰ یعنی تواتر کے ساتھ احادیث وارد ہیں کہ مہدی اس امت میں سے ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ انکے پیچھے نماز پڑھیں گے، یہ بات حدیث لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسیٰ کے رد میں کہی گئی ہے (فتح الباری۶/۵۵۶)۔

مرزا قادیانی کا علاقہ ہندوستان اور سیدنا امام مہدی کا علاقہ مکہ مدینہ ہے، مرزا قادیانی قوم کا مغل ہے جب کہ امام مہدی فاطمی سید ہوں گے، مرزا قادیانی ایک آنکھ سے عاری ہے جب کہ سیدنا امام مہدی میں یہ نقص نہیں ہوگا بلکہ یہ نقص دجّال میں ہوگا۔

بے نیازی حد سے گزری اے ستم گر کب تلک
ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرماؤ گے: کیا؟

قادیانیوں کا دوسرا سوال: حدیث میں ہے کہ: اِنَّ لِمَھْدِیْنَا آیَتٰنِ لَمْ تَکُونَا مُنْذُ خُلِقَ السَّمٰوٰاتُ وَالْاَرْضُ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃِ رَمَضَانَ تَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ یعنی امام مہدی کی دو نشانیاں ہیں جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ دونوں نشانیاں ظاہر نہیں ہوئیں۔ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور رمضان کے درمیان میں سورج گرہن لگے گا (دارقطنی جلد۴ صفحہ۵۱)۔

Islam The World Religion

چاند گرہن عموماً ۱۲، ۱۳، ۱۴ تاریخوں کو لگتا ہے لہذا پہلی تاریخ سے مراد ۱۲ تاریخ ہے۔ اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ کو لگتا ہے لہذا اس کی درمیانی تاریخ سے مراد ۲۸ تاریخ ہے۔ یہ دونوں نشانیاں ۱۳۱۱ ہجری میں ظاہر ہو چکی ہیں جب مرزا صاحب مہدویت کا دعویٰ کر چکے تھے۔ فلاں فلاں انگریز نے یوں یوں لکھا ہے۔

جواب: جو دو تاریخیں آپ نے بتائی ہیں ان دو تاریخوں پر چاند گرہن اور سورج گرہن آج سے قبل تیرہ سو سال میں ساٹھ مرتبہ واقع ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب حدائق النجوم صفحہ ۷۰۲ تا ۷۰۷۔

ایران میں مرزا محمد علی باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا اور اس کے سات سال بعد ۱۲۶۷ھ میں ۱۳ رمضان کو چاند گرہن اور ۲۸ رمضان کو سورج گرہن لگا (حدائق النجوم صفحہ ۷۰۲ تا ۷۰۷، اسٹرونومی مؤلفہ مسٹر نارمن لوکٹیر صفحہ ۱۰۲، یوز آف دی گلوبز صفحہ ۲۶۳ تا ۲۷۶)۔

ثانیاً محمد احمد سوڈانی مرزا قادیانی کا ہم عصر ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی مہدویت کا مدعی تھا۔ مرزا قادیانی کی مہدویت کی یہ دلیل سوڈانی کو بھی امام مہدی ثابت کر دے گی۔

ثالثاً تیرہ اور اٹھائیس کو خسوف وکسوف کا ہونا ایک معمول کی بات ہے نہ کہ خلاف معمول۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خُلِقَ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْض یعنی یہ دونوں نشانیاں اس سے قبل کبھی واقع نہیں ہوئی ہوں گی۔ لازم ٹھہرا کہ چاند گرہن اپنا ۱۲، ۱۳، ۱۴ والا معمول چھوڑ دے اور سورج گرہن اپنا ۲۷، ۲۸، ۲۹ والا معمول چھوڑ دے۔

رابعاً حدیث میں الفاظ ہیں اَوَّلِ لَيْلَةٍ رَمَضَانَ یعنی رمضان کی پہلی رات اور فِي النِّصْفِ مِنْهُ یعنی رمضان کی درمیانی رات یعنی پندرہ تاریخ۔ قادیانی جو تاریخیں پیش کرتے ہیں وہ حدیث کی تصریح کے خلاف ہیں۔ مزید غور کریں تو سمجھ آئے گی کہ تین دنوں کے درمیان کو نصف نہیں کہتے بلکہ اسے وسط کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں نصف کا لفظ ہے اور اس سے مراد مہینے کا نصف ہے۔

اَلنِّصْفُ مِنْهُ کی ضمیر کا مرجع رمضان ہے جو پہلے کلام میں مذکور ہے مگر قادیانی اس ضمیر کو نامعلوم اور غیر مذکور چیز کی طرف لوٹاتے ہیں۔

Islam: The World Religion

یہاں قادیانی کہتے ہیں کہ پہلی تاریخ کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے نہ کہ قمر۔ اگر پہلی رمضان کا چاند مراد ہوتا تو حدیث میں اس کے لیے ہلال کا لفظ ہوتا۔اس کا جواب یہ ہے کہ عربی میں چاند کی تیس منازل کے لیے الگ الگ نام موجود ہیں۔ پہلے کو ہلال اور مکمل چاند کو بدر کہتے ہیں۔لیکن ان تمام منازل کے چاند کا مشترکہ نام قمر ہے۔ دیکھو!

اللہ کریم قرآن میں فرماتا ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ یعنی ہم نے چاند کی مختلف منزلیں بنائی ہیں حتی کہ وہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح باریک ہو جاتا ہے(سورۃ یسین:۳۹)۔

قرآن نے واضح فرمادیا کہ چاند کی ہر ہر منزل پر اس کا نام قمر ہے حتی کہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح باریک ہو جائے یعنی پہلی کا چاند ہو تو پھر بھی اس کا نام قمر ہے۔

خامساً ہم نے ساری بحث اس حدیث کو تسلیم کرنیکی تقدیر پر از راہِ سخاوت کر دی ہے ورنہ یہ حدیث عمر بن شمر اور جابر الجعفی کی وجہ سے اپنے ضعف کی انتہا پر ہے۔اب اگر اس حدیث کا وجود ہی قابل تسلیم نہ ہو تو قادیانی عمارت سرے سے ہی دھڑام۔ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت و رسالت، دعوائے مسیحیت، مرزا کا فاطمی نہ ہونا اور اس کی دیگر کفریات و خرافات اسکی تکذیب اور تکفیر کے لیے کافی ہیں۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

چوتھا باب:

مرزا کی سوانح حیات اور کردار

Islam The World Religion

مرزا کے مختلف دعوے

(۱)۔ بَعَثَنِیَ اللّٰہُ عَلیٰ رَأْسِ الْمِائَۃِ لِاُجَدِّدَ الدِّیْنَ ... وَاَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوعُودُ وَالْمَهْدِیُّ الْمَعْهُودُ یعنی اللہ نے مجھے صدی کے سر پہ مبعوث کیا ہے تا کہ میں دین کا مجدد بنوں، اور میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں (ضمیمہ حقیقت الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۴۱)۔

(۲)۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حُسین سے بڑھ کر ہے (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۳)۔

(۳)۔ منم مسیحِ زماں و منم کلیمِ خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

ترجمہ: میں زمانے کا مسیح ہوں اور میں خدا کا کلیم (موسیٰ) ہوں، میں محمد اور احمد ہوں جو مجتبیٰ ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۴)۔

(۴)۔ ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلامِ احمد ہے

(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۰)۔

(۵)۔ اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابنِ مریم ٹھہرا (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۰، صفحہ ۳۶۱)۔

(۶)۔ دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جسکا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۱)۔

(۷)۔ اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں سو وہ میں ہوں (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۱، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۸)۔ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہوں (حقیقت الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۱)۔

Islam The World Religion

(۸)۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ اس وحیِ الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۷)۔

ان تمام بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دعووں میں ایک ترتیب اور تدارج پایا جاتا ہے اور یہ شخص صرف نبوت نہیں بلکہ دراصل مستقل نبوت اور صاحبِ کتاب نبی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ مرزا قادیانی کا جہاد جیسے قطعی حکم کو منسوخ کرنے کی جرأت کرنا بھی اسی کی تائید کرتا ہے اور خود کو مسیح ابن مریم کہنا بھی مستقل نبوت کا دعوی ہے اور پھر خود کو محمد رسول اللہ کہنا اس دعوے کو انتہا پر پہنچا دیتا ہے۔

مرزا کے الہامات

(۱)۔ میرے رب نے میرے ہاتھ پر بیعت کی (بَایَعَنِیْ رَبِّیْ) (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۷)۔

(۲)۔ اے مرزا: تو میری اولاد کی طرح ہے (اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ) (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)۔

(۳)۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچا دے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۷)۔

(۴)۔ اے مرزا: وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۵)۔

(۵)۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)۔

(۶)۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۲)۔

(۷)۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۱)۔

(۸)۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۹)۔

Islam The World Religion

(۹)۔انگریزی کے الہامات

I Love You. I am with you. Yes I am Happy.life of pain. I shall Help You. I can , what I will do. we can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord. God maker of earth and heaven.

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد۲۲صفحہ۳۱۶)۔

نوٹ :۔مرزا صاحب کی الہامی انگریزی کی شدید کمزوریاں اور غلطیاں انگریزی جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں۔

(۱۰)۔حضور خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے، سورج کو الٹا پھیر دیا، انگلیوں سے چشمے جاری کر دیے، مردوں کو زندہ کر دیا اور بیماروں کو شفائیں دے دیں۔ ایسے عظیم المرتبت نبی کا کلمہ پڑھنے والی قوم کے سامنے مرزا قادیانی نے مندرجہ ذیل فضولیات کو معجزہ بنا کر پیش کیا، جن میں بڑے آرام سے ہیرا پھیری چل سکتی تھی۔

(ا): مجھے ایک لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے بشارت دی۔(ب): اس کے بعد خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی۔(ج): لڑکی کے بعد مجھے ایک اور پسر کی بشارت دی گئی۔ (د): خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی۔(ہ): میں نے زلزلہ کی نسبت پیشین گوئی کی تھی۔(و): ایک مرتبہ میں قولنج سے سخت بیمار رہا۔ سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے القاء کیا کہ فلاں دم کرو، میں ٹھیک ہو گیا۔(ز): میری اس شادی کی بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی جانب سے مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو ہی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئیگی۔(ح): ایک سفر کے دوران مجھے الہام کے ذریعے بتایا گیا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا۔ جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ تا ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جس میں روپیہ تھا گم ہو گیا۔(ط): میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا......ایک عورت نے کہا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ میں نے اسکے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین

منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔ تب مجھے خیال آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا احیائے موتی بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیے چڑھا دیے۔(ی): میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم مجھے انگریزی میں الہام ہوا۔(ک): ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ اکیس روپے آنیوالے ہیں (مرزا قادیانی کے یہ تمام الہامات حقیقت الوحی، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۲۰۰ سے لیکر ۲۴۰ تک مذکور ہیں)۔

(۱۱)۔ مرزا قادیانی اپنی عمر کے بارے میں الہام بیان کرتا ہے: خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اَسی برس ، یا پانچ چار زیادہ ، یا پانچ چار کم (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۱۰۰)۔

مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ اس کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ مرزا ۱۹۰۸ء میں مرا۔ اس طرح مرزا کی عمر ۶۸ یا ۶۹ سال بنتی ہے جبکہ الہام کے مطابق اس کی عمر کم از کم ۷۵ سال ہونا چاہیے تھی۔

مرزا کی گالیاں

(۱)۔ جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں (انوار اسلام، روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۳۱)۔

(۲)۔ میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقہ کا الزام دینا اور کبھی صرفی نحوی غلطی کا۔ یہ صرف گوہ کھانا ہے۔ اے جاہل بے حیاء (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ ۴۴۰، ۴۴۱)۔

(۳)۔ لئیم ، شیطان ، لعنتی ، پاگلوں کا نطفہ ، خبیث ، مفسد ، منحوس ، کنجری کا بیٹا (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴، ۱۵، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۴۴۶۔۴۴۵)۔

(۴)۔ ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ صفحہ ۵۳، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۵۳)۔

(۵)۔ اپنی کتاب نور الحق میں کسی بے چارے پر با قاعدہ نمبر لگا کر ایک سے لے کر ہزار تک ''لعنت'' لکھی ہے۔ ''لعنتوں'' کا یہ سلسلہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۶۲ تک جاری رہتا ہے (نور الحق، روحانی خزائن جلد۸ صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۲)۔

Islam The World Religion

آپ نے مرزا کی گالیاں اور بداخلاقیاں ملاحظہ فرمالیں جو نہ صرف نبوت کے منافی ہیں بلکہ شرافت اور پاک زبانی کے بھی خلاف ہیں۔ یہ بات بھی نوٹس میں رہنی چاہیے کہ مرزا نے خود لکھا ہے کہ : کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو(کشتیِ نوح، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۱۱)۔

مرزا کی تضاد بیانیاں

(۱)۔ مسیح کی قبر شام میں ہے(روحانی خزائن جلد۸ صفحہ۲۹۷۔۲۹۶)۔

مسیح کی قبر سری نگر میں ہے(روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ۱۴)۔

(۲)۔ مسیح کی عمر ۱۲۰ سال تھی(روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ۱۴)۔

مسیح کی عمر ۱۲۵ سال تھی(روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ۵۵)۔

(۳)۔ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ۴۳۵)۔

یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ بات ہے کہ انسان کی زبان کوئی اور ہو اور اسے الہام کسی دوسری زبان میں ہو(چشمۂ معرفت صفحہ۲۱۸)۔

(۴)۔ میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۱۵۳)۔

یہ کہنا کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوا، گستاخی ہے اور عظیم شرک ہے(حقیقۃ الوحی صفحہ۶۶۰)۔

(۵)۔ میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۱۵۴)۔

میرا یہ دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار مثیل مسیح آجائیں(ازالہ اوہام صفحہ۲۰۰، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۱۹۷)۔

(۶)۔ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوتی کہ جب چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے

Islam The World Religion

پڑھائیں اوراس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خوان مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا............ بعد اس کے جب میں سترہ اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیانی میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا............بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں (کتاب البریہ ،روحانی خزائن جلد۱۳صفحہ۱۸۰،۱۸۱)۔

مہدی آخرالزمان کے لیے جسکا دوسرا نام مسیح موعود بھی ہے بوجہ ذوالبروزین ہونے کے ان دونوں صفتوں کا کامل طور پایا جانا ازبس ضروری ہے۔کیوں کہ جیسا کہ اس آیت سے سمجھا جاتا ہے حالت فاسدہ زمانہ کی یہی چاہتی ہے کہ ایسے گندے زمانہ میں جوامام آخرالزمان آوے وہ خدا سے مہدی ہواور دینی امور میں کسی کا شاگرد نہ ہو(اربعین نمبر۲،روحانی خزائن جلد۱۷صفحہ۳۵۹)۔

من گھڑت آیات اوراحادیث

(۱)۔ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن میں درج کیا گیا ہے۔مکہ اور مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھایا گیا تھا(ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد۳صفحہ۱۴۰۔۱۴۱حاشیہ)۔

(۲)۔ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی (کشتیِ نوح صفحہ۶)۔

(۳)۔ احادیثِ صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا (براہینِ احمدیہ حصہ پنجم،روحانی خزائن جلد۲۱صفحہ۳۵۹)۔

(۴)۔ مرزا لکھتا ہے: لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اسکے قتل کے فتوے دیے جائیں گے اور اسکی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دین سے خارج اور دین کو تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔سو ان دنوں میں وہ پیش گوئی ان مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کردی (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ،روحانی خزائن جلد۱۷صفحہ۵۳)۔

Islam The World Religion

مرزا کی یہ عبارت سراسر جھوٹ ہے، قرآن وسنت میں کسی بھی جگہ یہ الفاظ نہیں ملتے۔

(۵)۔ مرزا لکھتا ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَانَ فِي الْهِنْدِ نَبِيّاً اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُهٗ كَاهِنَا یعنی ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ۳۸۲)۔

(۶)۔ سورۃ مریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباعِ شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بناء پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا (براہین احمدیہ جلد پنجم، روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۳۶۱)۔

(۷)۔ صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جسکی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکی نسبت آواز آئے گی کہ هٰذَا خَلِيْفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ ۔اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ ہے (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد۶ صفحہ۳۳۷)۔

مرزا کی بیان کردہ یہ تمام آیات قرآن میں اور تمام احادیث کتبِ حدیث میں موجود نہیں اور مرزا نے سفید جھوٹ بولا اور اللہ کی ذات پر بہتان باندھا ہے۔

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا: يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلا يَفْتِنُوْنَكُمْ یعنی آخری زمانے میں دجال کذاب پیدا ہو جائیں گے جو تمہیں ایسی احادیث سنائیں گے جو تم نے بھی نہ سنی ہوں گی اور تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوں گی، ان سے بچ کے رہنا تم پر لازم ہے، وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں (مسلم شریف مقدمہ حدیث:۱۶)۔

یہاں ذرا یہ حدیث دوبارہ لکھ دینا مناسب ہے تاکہ اہلِ ایمان کا ذوق دوبالا ہو جائے، اور مرزا قادیانی کے گلے میں پھندا صحیح طریقے سے فٹ ہو جائے: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيْباً مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُولُ اللهِ یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب جھگڑالو جھوٹے پیدا نہ ہوں گے، ان میں سے ہر ایک

رسالت کا دعویٰ کرے گا (بخاری: ۳۶۰۹، مسلم: ۷۳۴۲)۔

قادیانیوں سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ اگر آپ واقعی اللہ کی خاطر مرزا قادیانی کے دھوکے کا شکار ہوئے ہیں تو اب مرزا کی من گھڑت آیات واحادیث سامنے آجانے کے بعد اسی اللہ کریم جل شانہ کی خاطر مرزا سے بے زاری کا اعلان کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک مشہور ترین تابعی صوفی بزرگ ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محرر کی عظمت سنی تھی، ان سے اتنی محبت پیدا ہوئی کہ اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ پہلے جنت میں جانا پسند کروں گے یا عبداللہ بن محرر سے ملنا پسند کرو گے تو میں پہلے عبداللہ بن محرر سے ملنا پسند کرتا اور بعد میں جنت میں جاتا، لیکن جب اس کی جھوٹی روایات میرے سامنے آئیں تو اب میں اسے اونٹ کی مینگنی سے بھی بدتر سمجھتا ہوں لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ أَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ أَنْ أَلْقٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَرَّرٍ لَاخْتَرْتُ أَنْ أَلْقَاهُ ثُمَّ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ كَانَتْ بَعْرَةٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ (مسلم شریف مقدمہ حدیث: ۸۷)۔

انبیاء علیہم السلام کی توہین

(۱)۔ بلاشبہ رسول ﷺ کی خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنی سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اس پر متنبہ نہیں کیا گیا تھا (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۷۱)۔

(۲)۔ پیشین گوئی کو اجتہادی طور پر سمجھنے میں انبیاء نے بھی غلطی کھائی (روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۱۶۹)۔

(۳)۔ سورۃ روم کی پیش گوئی کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: حدیث صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے اپنے اجتہاد سے پیش گوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۷۲)۔

(۴)۔ عیسیٰ کا پرندہ اسی وقت تک پرواز کرتا تھا جب تک کہ وہ لوگوں کی نظروں کے سامنے رہتا تھا اور جب غائب ہوتا تھا تو گر جاتا تھا اور اپنی اصل کی طرف رجوع کرتا تھا جیسے عصا موسیٰ کا اور عیسیٰ کا مردوں کو زندہ کرنا بھی ایسا ہی تھا (نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۱۱)۔

(۵)۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۷)۔

Islam The World Religion

(۶)۔ مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے (دافع البلاء، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۰)۔

قرآن شریف کی بے ادبی

زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے............ ظاہر ہے کہ کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے لیکن قرآن شریف نہ صرف حیوان بلکہ کفار اور منکرین کو دنیا کے تمام حیوانات سے بدتر قرار دیتا ہے (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۵)۔

انگریز کا خود کاشتہ پودا

(۱)۔ مرزا قادیانی نے انگریز کی چاپلوسی میں پوری کتاب ''ستارہ قیصریہ'' لکھی ہے اور جہاد کے خلاف ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' کے نام سے پوری کتاب لکھی ہے۔ تریاق القلوب میں لکھتا ہے: میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنتِ انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالکِ عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے............ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیرِ سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں (تریاق القلوب صفحہ ۲۵، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۶۔۱۵۵)۔

(۲)۔ مرزا قادیانی نے انگریزی حکومت کو ایک درخواست لکھی، جسکا عنوان ہے ''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست''۔ اس درخواست میں لکھتا ہے: اس محسن اور قدر شناس

Islam The World Religion

گورنمنٹ کی خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اُس قدیم خیرخواہ خاندان میں سے ہے جسکی خیرخواہی کا گورنمنٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چٹھیوں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آج تک خیرخواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضٰی اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دلی جان نثار تھے کہ وہ تمام حکام جوان کے وقت میں اس ضلع میں آئے سب کے سب اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا پایا۔اوراس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے ۱۹۵۷ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی سی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے مع پچاس جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیے۔اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لیے کمر بستہ رہے۔یہاں تک کہ اس دنیا سے گزر گئے۔والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہر دل عزیز رئیس تھے جن کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ۴۸۸)۔

(۳)۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصّے ہیں۔ایک یہ کہ خدا تعالٰی کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد۶ صفحہ۳۸۰)۔

(۴)۔ مرزا قادیانی نے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے اور اپنی نئے دین کا نام احمدیت رکھنے کے لیے بھی انگریز ہی کی مدد حاصل کی۔لکھتا ہے: یہی نام ہے جس کے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی مسلمان فرقہ احمدیہ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ۵۲۶)۔

(۵)۔ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں۔اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور

Islam The World Religion

تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفا داری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد۱۳ صفحہ ۳۵۰)۔

جہاد کا انکار

قرآن کی آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (النساء:۱۵۹) سے ثابت ہے اور بخاری مسلم کی احادیث سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں سب لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے لہٰذا جنگ کی ضرورت ہی نہ رہے گی وَيَضَعُ الْحَرْبَ (بخاری حدیث نمبر۱۸۲)۔

مرزا قادیانی پر سب لوگ ایمان بھی نہ لائے اور مرزا امن بھی قائم نہ کر سکا بلکہ اس کے دور کے بعد تباہی اپنی انتہا کو پہنچ گئی، لیکن مرزا نے مسیح کی علامت اپنے آپ میں ثابت کرنے کے لیے زبانی کلامی جہاد بند کرنے کا فتویٰ دے کر اپنی مسیحیت کا خواب پورا کر لیا۔ چنانچہ لکھتا ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال　　دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے　　دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
(دُرِّ ثمین صفحہ ۵۹ از مرزا قادیانی)

حدیث شریف میں اس موضوع پر صاف پیش گوئی موجود ہے کہ: لَا يَزَالُ الْجِهَادُ حُلْوًا خَضِرًا مَّا اَمْطَرَتِ السَّمَاءُ وَ اَنْبَتَتِ الْاَرْضُ ، سَيُنْشَأُ نَشْوٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَقُوْلُوْنَ لَا جِهَادَ وَ لَا رِبَاطَ، وَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ عِتْقِ اَلْفِ رَقَبَةٍ اَوْ صَدَقَةِ اَهْلِ الْاَرْضِ جَمِيْعاً یعنی جہاد قیامت تک جاری رہے گا، جلد ہی ایک گروہ مشرق سے نکلے گا جو کہے گا کہ جہاد ختم ہو چکا ہے، وہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے، حالانکہ ایک دن کا جہاد ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام روئے زمین کا صدقہ کرنے سے بہتر ہے (کنز العمال حدیث:۱۰۷۴۲)۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

پانچواں باب:

قادیانیت کی اصلاح کے لیے چند اصولی باتیں

Islam The World Religion

ضَبطُ الْکَلام فِیْ رَدِّ الْغُلَامِ

ذیل کی سطور میں ہم نے قادیانیت کے موضوع پر باقاعدہ علمِ کلام کی بنیاد رکھ دی ہے۔ عین ممکن ہے کہ عوام الناس بعض باتوں کو سمجھنے سے قاصر رہیں۔ لیکن دینی مدارس کے طلباء کو بطور نِصاب اس کا پڑھایا جانا ازحد مفید ہوسکتا ہے۔ اس غرض سے اگر کوئی عالمِ دین اس ''ضبط الکلام'' کو الگ چھاپنا چاہیں، یا اس کی شرح لکھنا چاہیں تو فقیر کی طرف سے اس کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ اس موضوع پر ان کا مطالعہ وسیع ہو۔

(۱)۔ حدیث شریف کی موجودگی میں قرآن کا مفہوم لُغت سے متعین کرنا باطل ہے۔ مثلاً صلوۃ، زکوۃ، صوم، حج، خاتم اور رفع وغیرہ میں حدیث کو چھوڑ کر محض لُغت کی روشنی میں منشاءِ خداوندی تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ نبی کریم ﷺ پر قرآن نازل ہی اس لیے ہوا ہے کہ وہ اس قرآن کی وضاحت فرمائیں (النحل: ۴۴)۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیث کو جاننے والے قرآن کی دوسروں سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں۔ جو لوگ تم سے قرآن کے ذریعے بحث کرتے ہیں تم انہیں حدیث کے ذریعے پکڑا کرو (الشفا جلد۲ صفحہ۱۱)۔

(۲)۔ مرزا نے بھی اور اس کی قوم نے بھی محکمات کو متشابہات کی طرف لوٹایا۔ ختمِ نبوت پر قرآن وسنت کی تصریحات کے مقابلے پر درودِ ابراہیمی وغیرہ سے نبوت کا اجراء ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہ اسی طرح کی حرکت ہے جیسے پادری فانڈر نے لا الٰہ الا اللہ کے ہوتے ہوئے اور **لَاتَقُولُوا ثَلَاثَة** کے ہوتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے تین خدا ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ ختمِ نبوت اور حیاتِ مسیح کے خلاف مرزا قادیانی کے دلائل پادری فانڈر کی اس دلیل سے بھی کمزور ہیں۔

اجماعِ امت کی تصریحات کے ہوتے ہوئے مرزا نے اکادکا افراد کے اقوال اور وہ بھی غیر واضح اور ماوّل اقوال سے ختمِ نبوت پر ضرب لگانے کی کوشش کی اور بعض اوقات صوفیاء کی اصطلاحات کو شرعی اصطلاحات پر محمول کر ڈالا اور بعض اوقات ادھورے غیر مکمل اور سیاق سے ہٹا کر اقوال نقل کر کے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ حالانکہ اس طرح کی حرکتوں سے توحید اور رسالت کے خلاف بھی بہت کچھ بکا جا سکتا ہے۔

(۳)۔ ہم بائبل کو مُحرَّف (تبدیل شدہ) سمجھ کر اس میں نبی کریم ﷺ کی بشارات کا کھوج جس طریقے سے لگاتے ہیں وہی طریقہ قادیانیوں نے قرآن کے معاملے میں بھی شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ قرآن جیسی محفوظ کتاب میں سے عقیدہ ثابت کرنے کیلئے تصریح اور عبارت کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۴)۔ دلیل کا دعویٰ کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ قادیانی غیر مستقل نبوت کے قائل ہیں۔ جبکہ ان کی ہر دلیل سے مستقل نبوت کا دروازہ بھی کھل جاتا ہے۔

(۵)۔ سیاق وسباق کو چھوڑ کر آیت یا حدیث کا مفہوم متعین کرنا درست نہیں۔ جیسے سنن ابنِ ماجہ کی حدیث: وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسیٰ کا پہلا جملہ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ چھوڑ دینا۔ یا صحیح بخاری میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے وقت حدیث بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ کا پہلا جملہ لَا وَاللّٰهِ مَا قَالَ النَّبِيُّ بِعِيْسیٰ اَحْمَرَ وَلٰكِنْ قَالَ کھا جانا۔ یا سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول مُمِیْتُکَ پیش کرتے وقت انکے مشہور الفاظ مُقَدَّماً وَ مُؤَخَّراً ہضم کر جانا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ایک صریح بددیانتی ہے۔ یہاں پر سمجھدار قادیانیوں کے دماغ اٹک جانے چاہییں اور انہیں مرزا قادیانی پر سخت گرفت کرنی چاہیے۔

(۶)۔ معجزہ اور کرامت (یا خوارقِ عادت) مشکل ضرور ہوا کرتے ہیں مگر ناممکن نہیں ہوا کرتے۔ جیسے شقِ قمر، معراجِ جسمی، نزولِ آدم علیہ السلام، رفع ونزولِ مسیح علیہ السلام اور آکسیجن یا غذا کے بغیر عرصہ دراز تک زندہ رہنا وغیرہ۔ یہ خوارق بھی سنت اللہ ہی میں داخل ہیں۔ اسی لیے ان سے قرآن لبریز ہے۔ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات سے گھبرا کر ان حقائق کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔ خصوصاً آج کے سائنسی دور نے تو ان تمام باتوں کی تصدیق بھی کرنا شروع کر دی ہے۔ اور یہ قادیانیت کے پس ماندہ (Backward) ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

(۷)۔ حقیقت متعذّر نہ ہو تو مجاز کو اختیار کرنا درست نہیں۔ جیسے تَوَفِّیْ، رَفْعٌ، نُزُوْل، خَاتَمٌ اور خَلَوْ میں حقیقت متعذّر نہیں۔ نکتے کی بات یہ ہے کہ انکارِ ختمِ نبوت کی پوری عمارت انہی چند الفاظ میں مجاز کی بنیادوں پر کھڑی کی گئی ہے۔

(۸)۔ نبی معصوم ہوتے ہیں جبکہ مرزا قادیانی زعمِ نبوت سے پہلے حیاتِ مسیح علیہ السلام کے قائل تھے (براہینِ احمدیہ، روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۹۳)۔ اور بعد میں اس عقیدے کو خود ہی گمراہی اور

گناہ کہنے لگ گئے (ازالہِ اوہام وغیرہ)۔اس پر جب اہل اسلام نے دو غلے پن کا اعتراض کیا تو یہ توجیہ پیش کردی کہ مجھے اگر اپنی مسیحیت کے منصوبے کا خیال ہوتا تو میں براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا (کشتیِ نوح، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۵۰)۔ میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ لکھنا جو الہامی نہ تھا۔محض رسمی تھا (کشتیِ نوح، روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ۵۰)۔

اس عبارت میں ''تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ ہو'' کے الفاظ پر غور کیجیے۔ گویا یہ سادگی کے اظہار کے لیے مرزا قادیانی کی منصوبہ بندی تھی۔ بہرحال ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی عرصہ دراز تک گمراہی میں مبتلا رہے اور بعد میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

(۹)۔ مرزا قادیانی بعض ایسی چیزوں کو اپنی نبوت کی دلیل بناتے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کے ثبوت کے طور پر پیش فرمائی ہیں۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کے یہ ثبوت یکا یک پیش فرما دیے تھے۔ آپ ﷺ سے پہلے ان باتوں کو نبوت کی دلیل کبھی نہ بنایا گیا تھا۔ اب اگر مرزا قادیانی انہی دلائل کا سہارا لیں تو یقیناً یہ ان کی منصوبہ بندی پر محمول ہوگا۔ مرزا قادیانی نے فصاحت وبلاغت کو اپنی نبوت کی دلیل بنایا اور ایک کتاب اعجازِ احمدی، ثبوت کے طور پر لکھ ڈالی۔ مرزا قادیانی سے پہلے بھی نبوت کے جھوٹے دعویداروں میں بڑے بڑے فنکار اور نکتہ آفرین گزرے ہیں۔ ان کے قلم میں اتنا زور تھا کہ پڑھنے والا انہیں سلطان القلم کہہ دے اور ان کی تحریر میں اتنی فصاحت تھی کہ انہوں نے اپنے کلام کو قرآن کی طرح بطورِ چیلنج پیش کر دیا تھا۔

ابوطیب متنبّی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے اپنا شاعرانہ دیوان اپنی نبوت کے ثبوت کے طور پر پیش کر دیا۔ ابوطیب بعد میں اپنی اس حرکت سے تائب ہوگیا۔ لیکن اس کا یہ دیوان آج بھی مسلمانوں کے درسِ نظامی میں نصاب کے طور پر پڑھایا جاتا ہے اور یہ دیوانِ متنبّی کے نام سے مشہور ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی وہی طریقہ چرانے کی کوشش کی ہے۔

جھوٹے دعویداروں نے ہمیشہ قرآن وحدیث سے ہی اپنی نبوت پر استدلال کیا ہے۔ البتہ ان کے طریقۂ واردات میں اُنیس بیس کا فرق ضرور رہا ہے۔

(۱۰)۔ قادیانیوں کا وطیرہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی خامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے مرزا قادیانی

Islam The World Religion

کی ہر خامی گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نہ کسی میں ثابت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور مرزا قادیانی نے اگر کسی کو گالیاں بھی دی ہیں تو گالیاں دینے کا جواز قرآن سے پیش کرنے لگتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ اس وقت ان لوگوں کی غیرت کہاں چلی جاتی ہے جنہوں نے کہا تھا کہ ''غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر''۔ صرف ایک خطا کار شخص کو بچانے کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام کو خطا کار قرار دینا اور قرآن کی آیات کو گالیوں سے تعبیر کر دینا کہاں کی غیرت مندی ہے۔

(۱۱)۔ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کی ایک آنکھ میں واضح نقص تھا۔ آج بھی ان کی تصویر دیکھ کر ان کی وجاہت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ حسن وقباحت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس معاملے میں کسی پر چوٹ کرتے وقت اللہ سے ڈرنا ضروری ہے لیکن اظہارِ حقیقت کے طور پر عرض ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کا معیارِ حسن یہ بیان فرمایا ہے کہ مَابَعَثَ اللّٰهُ نَبِيّاً اِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ یعنی اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کا چہرہ خوبصورت نہ ہو (شمائل ترمذی صفحہ ۲۴)۔ گویا مرزا قادیانی کا حلیہ انبیاء علیہم السلام کے حلیہ کے بالکل برعکس ہے اور یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ مرزا قادیانی کا حلیہ دجال کے حلیہ کے موافق ہے۔ چنانچہ احادیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ دجال ''کانا'' ہوگا (بخاری حدیث نمبر ۳۴۳۹، مسلم حدیث نمبر ۷۳۶۱)۔

(۱۲)۔ ایک فن کی اصطلاح کو دوسرے فن سے جوڑ کر نیا مفہوم پیدا کر لینا ایمان اور دیانت کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ مرزا قادیانی صوفیاء کی اصطلاحات کو شرعی اصطلاحات کے مفہوم میں ڈھال لیتے ہیں اور لغوی معنی کو اصطلاحی معنی میں گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ مثلاً قرآن شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی طرف وحی کا آنا اور شہد کی مکھی کی طرف اللہ تعالیٰ کا وحی فرمانا بیان ہوا ہے۔ یہاں وحی سے مراد نبوت کی وحی نہیں بلکہ الہام مراد ہے۔ یہیں سے صوفیاء کرام علیہم الرضوان نے بھی اپنی خاص اصطلاح میں الہام کے لیے وحی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اب مرزا قادیانی اس طرح کرتے ہیں کہ صوفیاء کی اصطلاح کو شریعت کی اصطلاح کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور صوفیاء کرام کے الہام کو وحی نبوت ظاہر کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

(۱۳)۔ فنائیت کی بنا پر کیا جانے والا دعویٰ بذاتِ خود دوئی اور عدمِ فنا پر دلالت کرتا ہے۔

Islam The World Religion

مغائیرت ہی کی وجہ سے دعویٰ کی ضرورت محسوس کی گئی۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب عملاً اس راستے سے نہیں گذرے۔

(۱۴)۔ یہ کہنا کہ عیسیٰ بن مریم سے مُراداُن کا مثیل ہے، دمشق سے مراد قادیان ہے، لُد سے مراد لدھیانہ ہے، دجّال سے مراد فلاں پادری ہے، اور دجّال کے قتل سے مراد علمی شکست ہے، احادیث کی تصریحات کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ یہ اتنی باریک تاویلات ہیں کہ ایسی تاویلات کی مدد سے سیاہ کو سفید ثابت کیا جاسکتا ہے۔ پھر اگر اصل احادیث کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ ان رکیک تاویلات کی متحمل بھی نہیں ہیں۔ تدبر شرط ہے۔

(۱۵)۔ مرزا قادیانی کے اخلاق کا یہ عالم ہے کہ وہ سخت فحش گو اور گالی نواز تھے۔ ان کی تہذیب اور شائستگی کے چند نمونے آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہ بداخلاقیاں نبی تو کیا کسی شریف آدمی کو بھی زیب نہیں دیتیں۔

(۱۶)۔ مرزا قادیانی جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
(دُرِّثمین از مرزا قادیانی)

نیز لکھتے ہیں: میری عمر کا اکثر حصہ سلطنتِ انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۵)۔

اُدھر حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی صاف موجود ہے کہ مشرق سے ایک ایسا گروہ اٹھے گا جو جہاد کا انکار کرے گا۔ وہ گروہ جہنم کا ایندھن ہے (کنز العمال حدیث: ۱۰۷۴۲)۔

بلاشبہ قادیان مدینہ شریف سے سیدھا مشرق میں واقع ہے اور مرزا قادیانی نے جہاد کا انکار بھی صاف صاف کر دیا ہے۔ اس حدیث کی پیش گوئی صادق آجانے کے بعد اب اس کے انکار یا اسے ضعیف کہنے کا کوئی تک باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے یہ معیار مقرر کیا ہے کہ

Islam The World Religion

''اگر کوئی ایسی حدیث جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانے میں یا اس سے پہلے اس حدیث کی پیش گوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے مُحدّثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۶۳)۔

لہٰذا ہماری پیش کردہ جہاد والی حدیث خواہ صحیح ہو یا ضعیف ہو یا موضوع ہو، بہرحال ان کے لیے حرفِ آخر ہونی چاہیے۔ انصاف شرط ہے۔

(۱۷)۔ نزولِ مسیح علیہ السلام کا اجرائے نبوت کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں: ''مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی جز و یا ہمارے دین کے رُکنوں میں سے کوئی رُکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانے تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانے تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا (ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)۔

نیز مرزا قادیانی اسی کتاب ''ازالۂ اوہام'' میں بار بار لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار مثیلِ مسیح بھی آجائیں۔

معلوم ہوا کہ یہ صاحب اپنے ہی قول کے مطابق ایک غیر ضروری شخصیت ہیں اور انہیں نہ ماننے سے کوئی شخص کافر تو کیا گناہگار بھی نہیں ہو سکتا۔ اور انہوں نے اپنی مسیحیت کی مدھانی محض پانی میں ڈال رکھی ہے۔

(۱۸)۔ نبی کریم ﷺ کی امت ساری کی ساری جہنمی ہو اور مٹھی بھر قادیانی جنتی ہوں یہ بات نبی کریم ﷺ کے کامیاب نبی ہونے کے سراسر منافی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنتیوں کی سو صفوں میں سے ۸۰ صفیں اس امت کی ہوں گی۔ نیز حدیث میں ہے کہ: اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَآءَ تَبَعاً یعنی میرے امتی تمام نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہوں گے (مسلم حدیث: ۴۸۳، ۴۸۴)۔ سَبِیْلُ الْمُومِنِیْن والی آیات اور یَدُ اللہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ جیسی احادیث کا بھی یہی تقاضا ہے اور عقل اسی بات کی تائید کرتی ہے۔ لہذا قادیانیت کو چھوڑ کر مسلمانوں کا ساتھ دینے میں ہی عافیت ہے۔

Islam The World Religion

(۱۹)۔ ایک نکتے کی بات یہ ہے کہ محبوب کریم ﷺ تو خود یہودیوں اور عیسائیوں پر انکے اختلافات میں فیصلہ کرنے اوران پر حقائق کوواضح کرنے کیلئے تشریف لائے ہیں۔اللہ کریم ارشادفرماتا ہے:**إِنَّ هَـذَا الْـقُـرْآنَ يَـقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ** یعنی بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پروہ باتیں بیان کرتا ہے جن اکثر میں وہ اختلاف کرتے ہیں(النمل:۷۶)۔

دوسری جگہ فرماتا ہے:**وَمَا أَنْـزَلْـنَـا عَـلَيْـكَ الْـكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَـلَفُوا فِيـهِ** یعنی اے محبوب ہم نے آپ پر یہ کتاب محض اس لیے نازل کی ہے تا کہ آپ ان پر واضح فرمائیں جس میں انہوں نے اختلاف کیا(النحل:۶۴)۔

پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ خود ہی استعاروں کی بھر مار کر کے اپنی ہی امت کوالجھا کر رکھ دیں (معاذ اللہ)۔قادیانیوں کا شکست کے بعد دیوار سے لگ کر اس قسم کی فائرنگ کرنا دینِ اسلام کے یُسر، سماحت اور نبی کریم ﷺ کے مبیّن ہونے سے متصادم ہے۔

(۲۰)۔ یہ لوگ ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں جبکہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں **وَالْـفَـضْـلُ مَا شَهِدَتْ بِـهِ الْاَعْدَآءُ**۔لہٰذا تفصیلی دلائل کسی کی سمجھ میں نہ بھی آئیں تو احتیاطاً ترکِ قادیانیت میں ہی خیریت ہے۔

قادیانیت کا تاریخی پسِ منظر

اللہ کریم جل جلالہ نے انسان کے وجود میں ہدایت اور گمراہی دونوں کوقبول کرنے کا خمیر رکھا، پھر اسے ہدایت اور گمراہی کے دونوں راستے دکھا کر معاملہ اس کے سپرد کر دیا۔رحمانی ہدایت یا شیطانی غوایت سے حسبِ استعداد ازلی ہر انسان نے استقبال کیا۔غوایتِ شیطانی کی طرف پھسل جانے والے اسی گمراہی کی طرف میلان کے سبب **اِنَّ الشَّيٰطِيْـنَ لَيُـوحُـونَ اِلٰـى اَوْلِيَـاۤءِ هِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ** کا مصداق بنے۔

ہر دور میں گمراہی مختلف شکلوں میں سامنے آتی رہی۔ابو جہل اس امت کا فرعون ہے مگر ضروری نہیں کہ فرعون کے قدم بہ قدم اس پر بھی حالات گزرے ہوں۔اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب مدعیانِ نبوت تھے مگر ضروری نہیں کہ ان کے بعد والے کذاب بھی ہو بہو انہی کی راہ پر چلے ہوں۔ البتہ مرکزی خیال سب کا ایک ہی رہا ہے۔متعدد لوگ نبوت کے مدعی ہوئے اور کئی مسیحیت کے

دعویدار ہوئے اور بے شمار نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ان سب کے دلائل اور طریقہ ہائے واردات آپس میں ملتے جلتے تھے مگر کسی قدر فرق بھی تھا۔مثلاً:

(۱)۔ مسیلمہ خود کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کارِ نبوت میں شریک قرار دیتا تھا اور اس نے اپنے مراسلہ میں مِنْ مُسَيْلَمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ اِلیٰ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ لکھا تھا۔لیکن یادرکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یوں لکھا تھا: مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ اِلیٰ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ (تاریخ طبری جلد۲ صفحہ۱۸۸)۔

(۲)۔ ایران میں محمد علی باب نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔باب کے فوراً بعد بہاء اللہ نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کر دیا۔چنانچہ اس کا بیٹا عبدالبہا لکھتا ہے: دنیا کی تمام قوموں کا موعود ظاہر ہو گیا۔تمام ادیانِ واقوام کو ایک مظہر ربانی کے ظہور کا انتظار تھا اور یہ ظہور کل بنی نوع انسان کے لیے معلم ومربی اعظم حضرت بہاؤاللہ ہیں (بہاؤاللہ وعصر جدید صفحہ۱۲)۔

مرزا قادیانی بھی بالکل یہی لکھتا ہے: اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں انکے نمونے ظاہر کیے جائیں سووہ میں ہوں (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ۹۱،روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ۱۱۸)۔آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہوں (حقیقت الوحی،روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۵۲۱)۔

(۳)۔ محمد علی باب نے اپنی نبوّت کو پناہ دینے کے لیے قرآن وسنت کی تصریحات کو مجاز اور استعارے پرمحمول کیا،اور ظاہر ہے کہ اس کے لیے قرآن کو محرف کہنا ممکن نہیں تھا اور یہی استعارہ جات کا بہانہ ہی اسے راہ دے سکتا تھا۔چنانچہ لکھا ہے کہ: بابی بہت سی پیشین گوئیوں کے معنی استعارۃً کرتے تھے (بہاؤاللہ وعصر جدید صفحہ۳۱)۔

مرزا قادیانی بھی بات بات پر استعارے کا سہارا لیتا ہے اس لیے کہ قرآن وسنت میں تحریف اور تغیر کا یہ آسان راستہ ہے۔مرزا قادیانی نے بہاء اللہ کی کامل پیروی کرتے ہوئے یہاں تک لکھا ہے کہ: اس عالم جسمانی میں جو کچھ آسمان سے اتارا جاتا ہے اکثر اس میں استعارات و مجازات پُر ہوتے ہیں (ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۱۳۴)۔حتیٰ کہ مرزا قادیانی استعارے ہی کے رنگ میں خود کو مریم کہتا ہے اور لکھتا ہے کہ استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور مجھے

مریم سے مسیح بنایا گیا (کشتی نوح صفحہ ۵۲، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۰)۔

(۴)۔ علماء کو توہین کے انداز میں ملاّ کہتے ہوئے عنوان قائم کر کے بہائی لکھتے ہیں:

ملاؤں کی مخالفت: ملاؤں نے آپ کی مخالفت پر کمر باندھی اور شدت سے آپ کو مٹانے کے درپے ہوگئے۔ اگر ملاؤں کا ارادہ سچائی حاصل کرنے کا ہوتا تو یقیناً اس سے بڑھ کر اور کوئی موقع نہ ہوسکتا تھا (بہاؤ اللہ و عصر جدید صفحہ ۴۴، ۴۵)۔

مرزا قادیانی بھی علمائے اسلام کو اسی طرح بار بار ہر کتاب میں ملاّں کہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک جگہ لکھتا ہے: اے بدذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۱)۔

کسی عالم دین سے علمی اختلاف کرنا یا بعض جاہل خطیبوں پر تنقید کرنا، یا کسی خاص مسلک کے علماء سے مسلکی اختلاف رکھنا ایک الگ چیز ہے لیکن مجموعی طور پر پورے طبقہ علماء سے نفرت کرنا یا ان کی توہین کرنا بلاشبہ کفر ہے۔ علم علماء کے دم سے ہی قائم ہے اور قیامت کے قریب علم اسی طرح ختم ہوگا کہ علماء ختم ہو جائیں گے۔ حدیث میں تصریح موجود ہے کہ: **اِنَّ اللّٰـهَ لَا یَقبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهُ مِـنَ العِبَادِ، وَلٰکِن یَقبِضُ العِلمَ بِقَبضِ العُلَمَآءِ، حَتّٰی اِذُ لَمْ یَبْقَ عَـالِـمًا، اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَافتَوا بِغَیرِ عِلمٍ فَضَلُّوا وَاَضَلُّوا رَوَاهُ مُسْلِم وَالْبُخَارِی** (بخاری: ۱۰۰، مسلم: ۶۷۹۶، ترمذی: ۲۶۵۲، ابن ماجہ: ۵۲)۔

ترجمہ: بے شک اللہ علم کو اچک کر قبض نہیں کرے گا کہ بندوں میں سے اسے کھینچ لے بلکہ علماء کو قبض کرنے سے علم کو قبض کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک عالم بھی باقی نہ رہے گا۔ لوگ جاہلوں کو اپنا سربراہ بنا لیں گے۔ پھر ان سے سوال پوچھے جائیں گے۔ وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ لفظ کہ مولوی لوگ کیا جانتے ہیں اس سے ضرور علماء کی تحقیر نکلتی ہے اور علماء دین کی تحقیر کفر ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۲۴)۔

(۵)۔ بہائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام یعنی ایلیا کے دوبارہ آنے سے مراد باب کی پیدائش ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے مراد ان کے مثیل کی پیدائش ہے، اور وہ مثیل بہاء اللہ ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں: حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ ایلیا اور مسیح کا دوبارہ آنا

Islam The World Religion

حضرت باب کے اور آپ کے آنے سے پورا ہو گیا (بہاء اللہ وعصر جدید صفحہ ۲۶۸)۔

مرزا قادیانی بھی خود کو مسیح موعود کہتا ہے اور اس نے اپنی مسیحیت ثابت کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب ازالہ اوہام لکھی ہے۔

(۶)۔ محبت کا درس دیتے ہوئے کہتا ہے: سبھی مرتبہ انسانی میں برابر ہیں۔ کسی سے نفرت جائز نہیں سب انسانوں کو متحد ہو کر رہنا چاہیے (آفتاب تازہ صفحہ ۱۷)۔

مرزا قادیانی بھی یہی ڈھنگ اختیار کرتا ہے۔ اس نے اس موضوع پر ایک مکمل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: پیغامِ صلح۔ اس کے پوتے مرزا ناصر کا یہ جملہ قادیانیوں میں مشہور ہے کہ

love for all hatred for none

حالانکہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ یعنی اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کی خاطر بغض۔

(۷)۔ جہاد کا انکار کرتے ہوئے کہتا ہے: ان تمام تعلیمات کا مقصود و مدعا جنگ، اور اس کے اسباب کا خاتمہ، امن عالم کی ترویج اور وحدتِ عالم انسانی کا قیام ہے (آفتاب تازہ صفحہ ۱۸)۔

مرزا قادیانی بھی سرعام منکر جہاد تھا۔ اس موضوع پر اس نے مستقل کتابیں لکھیں جن سے بقول اس کے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام یہ ہے: گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ یہ کتاب اس کے مجموعہِ تصانیف روحانی خزائن کی جلد نمبر ۱۷ میں موجود ہے۔

ایک جگہ لکھتا ہے:

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
آ گیا وہ مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

الحمد للہ ہم نے مکمل شواہد کے ساتھ ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی ختمِ نبوت کا انکار کرنے میں، ظلی بروزی کا چکر چلانے میں، حیاتِ مسیح پر اپنی تحقیقات پیش کرنے میں، مسیح موعود اور امام مہدی بن بیٹھنے میں، ہر قوم کا موعود کہلانے میں اکیلا نہیں بلکہ اس کی پشت پر چودہ سو سالہ کذابین کی

Islam The World Religion

ایک لمبی قطار موجود ہے اور یہ تمام دعوے اس سے پہلے ہو چکے ہیں اور مرزا کے یہی دلائل بھی کذاب لوگ اس سے پہلے دے چکے ہیں۔

مرزا قادیانی کو کیا ہو گیا تھا؟

ہم نے نہایت دیانت داری سے کام لیتے ہوئے اور ناجائز تعصب سے خالی ہو کر اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ مرزا قادیانی کو غلطی کہاں سے لگی، تو ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ:

(۱)۔مرزا قادیانی کسی شیخ کامل کے بغیر خود اذکار و مراقبات کے چکر میں رہا اور شیطانی الہامات کا شکار ہو گیا۔ الہام اگر قرآن و سنت و اجماع کے خلاف ہو تو یہ شیطانی الہام ہے (اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ الایة) یہیں سے اکثر جھوٹی نبوت کے دعوے دار پھسلے ہیں۔ مثلاً شیطان کسی سے کہہ دیتا ہے کہ تو مسیح ہے۔ پھر اس پر کچھ بے تکے دلائل بھی فراہم کر دیتا ہے۔ یہ دلائل کچھ لوگوں کو اپیل بھی کر جاتے ہیں اور یوں شیطان کا مشن پورا ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ فتوحاتِ مکیہ کے باب ۱۸۱ جلد ۴ صفحہ ۳۸۲ پر فرماتے ہیں کہ: كَمَا وَقَعَ لِشَيْخِنَا حِيْنَ قِيْلَ لَهٗ : اَنْتَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيُدَاوِيْهِ الشَّيْخُ بِمَا يَنْبَغِيْ یعنی میرے مرشد کو یہ الہام ہوا تھا کہ تم مسیح ہو۔ لیکن انہوں نے اس الہام کو شریعت کی روشنی میں پرکھ لیا اور شیطان کے فریب سے بچ گئے۔

(۲)۔مرزا قادیانی عیسائیت کی تردید پر محنت کرتا رہا اور عیسائیوں کے سوالات کی تاب نہ لا سکا اور عیسائیت کو نیچا دکھانے کے لیے اس نے وفاتِ مسیح کو ثابت کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ خود لکھتا ہے کہ:

خوب یاد رکھو کہ بجز موتِ مسیح، صلیبی عقیدہ (عیسائیت) پر موت نہیں آ سکتی (کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۷)۔ اور اگلی مشکلات کو حل کرنے کے لیے خود مثیل مسیح بن بیٹھا۔

(۳)۔مرزا قادیانی دورانِ سر کے مرض میں مبتلا تھا، اور اس قسم کا مریض کچھ بھی ہانک سکتا ہے اور خصوصاً بڑے بڑے دعوے اس کی زبان پر آ سکتے ہیں۔

(۴)۔بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ اسے انگریز نے کھڑا کیا تھا۔ اگر ان علماء کی یہ بات درست ہے تو بلاشبہ مرزا قادیانی کا خود کو ''انگریز کا خود کاشتہ پودا'' کہنا اس بات کی تائید کرتا ہے۔

Islam The World Religion

قادیانیوں نے مرزا کو کس غلط فہمی کی بناء پر مان لیا

کچھ لوگ اپنی نیت اور ارادے سے ہی اسلام کے ساتھ دونمبری کر رہے ہوتے ہیں لیکن کچھ لوگ ازخود مخلص ہونے کے باوجود کسی شخصیت کو سمجھنے میں شدید خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔اس میں ان کی کم علمی، سادگی، ماحول کی دستیابی اور ذاتی مجبوریوں اور نفسانی کمزریوں کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ہم حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کے سامنے قادیانیوں کی بنیادی غلطیوں کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کر کے انہیں بیدار کریں۔واللہ الموافق۔

ایسے لوگ مندرجہ ذیل وجوہ سے مرزا کے بارے میں خوش فہمی کا شکار ہوئے۔

(۱)۔ سابقہ جھوٹے مدعیان نے جو دلائل اپنی نبوت یا مسیحیت یا مہدویت کے حق میں دیے تھے مرزا قادیانی نے ہو بہو وہی دلائل چرائے اور وہیں سے بنیاد پکڑی۔اگر قادیانی لوگوں کو اس سابقہ ریکارڈ کا علم ہوتا تو ہرگز مرزا کو قبول نہ کرتے۔

(۲)۔ جن لوگوں نے مرزا قادیانی کو کسی طرح مان لیا اب انہوں نے قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی تصریحات میں رکیک تاویلات کر کے کسی نہ کسی طرح مرزا کو سچا ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش شروع کر دی۔حتی کہ جس طرح مسلمان بائبل کو تحریف شدہ سمجھ کر اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کا کھوج لگاتے ہیں بالکل اسی عینک سے قادیانیوں نے قرآن وسنت میں سے مرزا قادیانی کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔حالانکہ بائبل کے تحریف شدہ اور تبدیل شدہ ہونے میں کوئی شک نہیں اور قرآن کے محفوظ ہونے میں کوئی شک نہیں۔گویا قادیانیوں نے ایک کفر کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے کفر کا ارتکاب کیا اور قرآن کو بائبل کی طرح محرف سمجھ لیا۔

(۳)۔ مرزا قادیانی نے اپنے ٹولے کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نام دے کر یہ تأثر دیا کہ قادیانیت محض ایک سلسلہ ہے یا یہ کسی اسلامی فرقے کا نام ہے۔جن لوگوں پر اس کی یہ بات اثر کر گئی انہوں نے ان کے مسلمان ہونے کا تصور لے کر اس مذہب کو اختیار کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی اور اپنا بیڑا غرق کر لیا۔حالانکہ مسیلمہ کذاب سے لے کر بہاؤاللہ تک سب خود کو مسلمان ہی کہتے تھے اور اگر مرزا قادیانی مسلمان ہے تو پھر مسیلمہ کذاب اور بہاؤاللہ کا کیا قصور؟

(۴)۔ مرزا قادیانی شروع شروع میں عیسائی ہندو اور آریہ وغیرہ مذاہب کے خلاف کام کرتا رہا اور بین الاقوامی مبلغ کی حیثیت سے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنالی۔ بعض علماء و مشائخ نے شروع شروع میں اپنی وسعتِ قلبی اور حسن ظن کی بنا پر اسے سراہا لیکن جیسے ہی مرزا کے لچھن سامنے آئے سب نے برأت کا اظہار فرمایا۔ قادیانی کہتے ہیں اگر مرزا برا آدمی تھا تو علماء نے اس کے اعلانِ نبوت سے پہلے اسے کیوں اچھا کہا؟ اس کا جواب بالکل آسان واضح ہے کہ علماء کا یہ رویہ ہی مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ اگر علماء خواہ مخواہ حسد کرنے والے ہوتے تو مرزا کی بین الاقوامی تبلیغ پر بھی حسد کرتے۔ اس وقت علماء کا مرزا کو اچھا سمجھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ جب تک کوئی حق پر قائم رہے علماء اس کا ساتھ دیتے ہیں اور جب کوئی حق سے برگشتہ ہو جائے تو علماء **اَلْحُبُّ فِی اللہِ وَالْبُغْضُ فِی اللہِ** کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیتے ہیں خواہ وہ انہیں سابقہ دوستی کی وجہ سے بلیک میل کرتا رہے۔

(۵)۔ سابقہ جھوٹے مدعیانِ نبوت کا بھی یہی طریقہ رہا ہے اور مرزا نے یہی گُر اختیار کیا ہے کہ خود کو ایک روحانی شخصیت اور صاحبِ کشف والہام اور تصوف کا علمبردار، صلح کلی کا داعی بنا کر پیش کیا۔ ظاہر ہے کہ کسی بھی باطل طبقے کو پروان چڑھانے کے لیے یہی راستے اور حربے اختیار کیے جا سکتے تھے مگر لوگوں نے مرزا کی ان ضروریات اور مجبوریوں کو اسکی امن پسند اور روحانیت سمجھ لیا۔ اور دوسری طرف جو فسادات اور انتشارات اس نے خود کھڑے کیے تھے ان کی طرف نظر نہ گئی۔

(۶)۔ مرزا قادیانی نے قرآنی تصریحات میں ایسی خطرناک تاویلیں پیش کر دیں اور بات بات میں استعارے اور مجاز کو اس قدر دخیل بنا دیا کہ قرآن کے کسی بھی واضح ترین لفظ کا بھی کوئی اعتبار نہ کرے اور چودہ سو سالہ تفاسیر سے اعتماد اٹھ جائے۔

(۷)۔ مرزا نے حدیثِ نبوی کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ کسی جگہ مجاز اور استعارہ مان کر، کسی جگہ حدیث کا سرے سے ہی انکار کر کے، کسی جگہ حدیث کا مذاق اڑا کر، کسی جگہ حدیث کے راوی صحابہ پر تنقید کر کے اپنی امت کو حدیثوں سے متنفر اور برگشتہ کر دیا۔

چنانچہ لکھتا ہے: اگر قرآن کو اپنا حکم ٹھہراتے تو ایک سورت نور ہی ان کو نور بخش سکتی تھی۔

Islam The World Religion

مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کر دیا (کشتی نوح صفحہ ۶۰، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۶۴)۔

میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۰)۔

جو وحی، کشف یا خواب کے ذریعے سے کسی نبی کو ہووے اس کی تعبیر کرنے میں بھی غلطی ہو سکتی ہے (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۰۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس پیش گوئی کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۰۷)۔

حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے:

بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا وہ بھی اس عقیدے سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۸۵)۔ فہمِ ابو ہریرہ حجت کے لائق نہیں (الحق مباحثہ دہلی، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۱۶۹)۔ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سن کر جوار دگرد رہتے تھے، کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۷)۔

حالانکہ سیدنا ابو ہریرہ کا فقیہہ ہونا، مدینہ کا گورنر رہنا اور انہیں حضور ﷺ کی توجہ کے ذریعے حافظہ عطا ہونا سب کچھ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی بنیادی طور پر منکر حدیث ہیں اور مناظرے میں صرف قرآن کی روشنی میں بات کرنا پسند کرتے ہیں۔ مگر کھل کر منکرِ حدیث بننے سے احتیاط کرتے ہیں۔

(۸)۔ مرزا قادیانی اجماع امت کا بھی منکر ہے اور اجماع کی حجیت کو ہی تسلیم نہیں کرتا۔ اجماع کا انکار کرنے کے لیے مرزا کی سازش اور طریقۂ واردات یہ ہے کہ جب ہم حیاتِ مسیح پر اجماعِ امت کی تصریحات دکھاتے ہیں تو کہتا ہے فلاں شخص نے حیاتِ مسیح کے خلاف لکھا ہے تو پھر اس پر اجماع کہاں رہا؟ اور پھر نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ اجماع امت ایک ہیچ اور ناقابلِ قبول دستاویز ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے: خود اجماع کے معنوں میں ہی اختلاف ہے۔ بعض صحابہ تک ہی

محدود رکھتے ہیں، بعض قرونِ ثلاثہ تک بعض ائمہ اربعہ تک، مگر صحابہ اور ائمہ کا حال تو معلوم ہو چکا اور اجماع کے توڑنے کے لیے ایک فرد کا باہر رہنا بھی کافی ہوتا ہے۔ تھوڑا آگے چل کر لکھتا ہے:
اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے سچی اور کامل دستاویز قرآن اور حدیث ہی ہے باقی ہمہ ہیچ (اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۹۵)۔

شریعت اسلامیہ کے بنیادی ماخذ قرآن حدیث اور اجماع ہیں۔ ظاہر ہے کہ مسلمان جب مرزا قادیانی کا مقابلہ کریں گے تو انہی تین ماخذوں کی روشنی میں کریں گے۔ ہم پوری دیانت داری اور کامل تحقیق کے بعد عرض کر رہے ہیں کہ مرزا دراصل ان تینوں ماخذوں کے سامنے لاجواب ہے۔ اب اس کے پاس راستہ یہی رہ گیا تھا کہ قرآن کو مجاز اور استعارے میں ڈھال کر، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش گوئی نہ سمجھ سکنے کا الزام دے کر اور احادیث کا انکار کر کے، یا صحابہ کرام کو نالائق اور غبی کہہ کر، یا اجماع میں سے کسی نہ کسی ایک فرد کو اجماع سے باہر دکھا کر ان تمام بنیادی اور اصولی ماخذوں کو متزلزل کر دیتا۔ چنانچہ مرزا نے یہ سب کچھ کر دکھایا۔ لیکن جب ذمہ دار علماء نے تحریر اور مناظرے کے ذریعے ان ساری باتوں کے معقول جواب دے دیے اور سمجھانے کا حق ادا کرتے ہوئے مرزا کا ناطقہ بند کر دیا تو مرزا نے اپنے الہام کا جوکر (joker) فِٹ کیا اور کہہ دیا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ یوں کہو۔ چودہ سو سال سے قرآن وسنت کی تعبیرات غلط ہیں اور میں اپنے الہام کے ہاتھوں انہیں غلط کہنے پر مجبور ہوں۔ قادیانی مبلغین اور خواص کے دماغ کی پھرکی اسی ''جوکر'' پر پھنسی ہوئی ہے۔ الحمد للہ ہم نے اوپر کی چند سطروں میں ان کی پھرکی کا الجھاؤ ختم کر دیا ہے بشرطیکہ قسمت بھی ساتھ دے۔ **وَمَا التَّوفِيْقُ اِلَّا بِاللّٰهِ الْكَرِيْمِ**

(۹)۔ مرزا قادیانی قرآن وسنت کے صریح لفظ کو اپنی مرضی سے ایک مفہوم پہنا دیتا ہے، اور اب اس کے بعد اسی لفظ کو اپنی کتابوں میں ان گنت مقامات پر اس معنی میں استعمال کرتا ہے جو اس نے خود گھڑے تھے۔ اس طرح لوگوں کو باور کرانے کی مکّار کوشش کرتا ہے کہ اس لفظ کا یہی مفہوم متعارف اور مستعمل ہے۔ مثلاً خود کو خاتم الاولاد کہہ کر جڑواں بچوں میں سے دوسرا مراد لیتا ہے، اور اپنے ایک بیٹے کو آخر الاولاد کہہ کر اپنا کامل بیٹا مراد لیتا ہے۔ اسی طرح رفع کا لفظ بھی جان بوجھ کر جا بجا موت اور روحانی رفع کے معنی میں استعمال کرتا ہے۔

(۱۰)۔ مرزا قادیانی بین الاقوامی مبلغ ہونے کا دعویدار تھا، اس نے مختلف مما لک میں اپنا لٹریچر بھیجا، اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کا ڈھونگ رچایا، ہندو، آریہ، عیسائی وغیرہ مذاہب کے خلاف کتابیں لکھیں، آئینہ کمالاتِ اسلام، فتح اسلام اور ست بچن وغیرہ کتابیں غیر مسلموں کے خلاف لکھیں، رشید رضا مصری کو مرزا کا خط لکھنا آپ پڑھ چکے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تاہم بخیال اسکے کہ الحمدللہ کوئی شخص اہل اسلام میں سے بمقابلہ اعداءِ دین ہنود اور نصاریٰ کے کھڑا ہوا ہے، گو ہم کو برا ہی کہے ہم نے کچھ نہیں کہا، بلکہ لعن وطعن والوں کو بھی کسی نہ کسی وجہ سے روکنا ہی چاہا (شمس الہدایہ صفحہ ۳)۔

دوسری جگہ خود پر سوال اٹھاتے ہیں، سوال: قادیانی صاحب کے صرف ایک ہی کمال کا اگر خیال کیا جاوے تو بھی ایسے شخص کو برا نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ اس نے اسلام کی حقیقت پر براہین قاطعہ قائم کر کر مخالفین اسلام کو لاجواب کر دیا ہے۔ پھر خود ہی اس کا جواب لکھتے ہیں:

جواب: براہین قاطعہ کا نمونہ انہی دلائل کو جن کی تردید ہو رہی ہے خیال فرمالیویں۔ کیا ایسے ہی جاہلانہ خیالات کا براہین نام رکھا جاتا ہے ہرگز نہیں۔ اسلام کا خدا خود محافظ ہے۔ اور خود ہی اس کی حقیت مخالفین کو ہر زمانہ میں لاجواب کر رہی ہے اور کرے گی۔ قادیانی صاحب نے جو بصورت دوست مگر بمعنی اسلام کے دشمن تھے، جہالت کی وجہ سے اسلام کی بیخ کنی کر دی تھی۔ مگر الحمدللہ کہ علمائے اسلام نے اس کا تدارک کر لیا۔ سعدی علیہ الرحمہ نے سچ کہا ہے:

ترا اژدہا گر بود یارِ غار
ازاں بہ کہ جاہل بود غم گسار

(سیف چشتیائی صفحہ ۳۷)۔

خصوصاً آج کے دور میں بین الاقوامی مبلغ بن جانا بالکل آسان ہے۔ غیر مسلموں کے خلاف چند کتابیں لکھ دیں اور انہیں مناظرے کا سچا جھوٹا چیلنج دے دیں۔ کسی طرح منت سماجت سے ٹی وی پر آ جائیں۔ ایک عدد ویب سائٹ کھول دیں اور اگر ہو سکے تو ٹی وی چینل خرید لیں۔ آپ کی بین الاقوامیت پر مہر لگ جائے گی۔ چنانچہ آپ عملاً دیکھ سکتے ہیں کہ یہی کچھ ہو رہا ہے اور مرزا قادیانی نے اور اسکی قوم نے یہی کچھ کیا ہے جبکہ پراپیگنڈے نے مزید چار چاند لگا دیے۔

Islam The World Religion

(۱۱)۔ شروع شروع میں بہت سارے علماء ومشائخ مرزا قادیانی کے بارے میں خوش فہمی کا شکار رہے، چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان آپ پڑھ چکے ہیں۔مزید سنیے، حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ شخص حمایتِ دین پر کمر بستہ ہے۔ علماء تمام مذاہبِ باطلہ کو چھوڑ کر اس نیک آدمی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔حالانکہ وہ اہلِ سنت و جماعت سے ہے اور صراطِ مستقیم پر ہے۔لیکن جب مرزا صاحب کے کفریات سے آگاہ ہوئے تو اعلانیہ اپنی بے زاری کا اظہار کیا(مقابیس المجالس صفحہ۴۶)۔اور مرزا نے اپنی کتاب انجام آتھم میں خواجہ صاحب کا نام اپنے مکذبین اور مکفرین کی فہرست میں درج کر لیا۔مرزا نے جن سجادہ نشینوں کو مباہلے کا چیلنج دیا ان میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی بھی ہے (مرزا کی کتاب انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۹)۔

قادیانی لوگ علماء ومشائخ کے پرانے بیانات لوگوں کو دکھا کر انہیں دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام بزرگ بعد میں مرزا سے بے زار ہو چکے ہیں۔یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ اگر یہ لوگ حاسد مزاج ہوتے تو شروع سے ہی مرزا کی مخالفت کرتے۔ان بزرگوں کا شروع میں مرزا کی تائید کرنا اور بعد میں اسکی مخالفت کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ بزرگ حسد سے پاک تھے اور اصل خرابی مرزا میں پیدا ہوئی تھی جس کی وجہ سے علماء ومشائخ اس سے بے زار ہو گئے۔

یہ تھے وہ دام ہائے تزویر جن سے مرزا نے بے شمار لوگوں کو شکار کیا۔ہم امید رکھتے ہیں کہ پڑھے لکھے قادیانی خصوصاً ان کے مبلغ اور مربی حضرات اس اندرونی کہانی کو سمجھ لینے کے بعد ہمیں حالات کی باریکیوں سے بے خبر نہیں سمجھیں گے اور مٹھی بھر منظّم ٹولے سے دیرینہ وابستگی کو اپنے لیے حجاب نہیں بننے دیں گے اور اہلِ مکہ ومدینہ سمیت اربوں مسلمانوں کو جہنمی سمجھنے کی بجائے کامیاب نبی کی کامیاب امت کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔بخدا ہم آپ کی واپسی کے شدت سے منتظر ہیں اور آپ کو گلے لگانے کے لیے بے تاب ہیں۔

☆......☆......☆

Islam The World Religion

چھٹاباب :

دینی غیرت کے تقاضے

Islam The World Religion

قادیانی کیوں کافر ہیں؟

(۱)۔ قرآن، حدیث اوراجماع سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔آیت ختمِ نبوت اس موضوع پر بطورِ نص وارد ہے، اوراس میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص جائز نہیں۔آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی صاحبِ کتاب نبی آ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ماتحت نبی آ سکتا ہے۔اس عقیدہ کے خلاف ہر طرح کی ہیرا پھیریاں کفر ہیں۔

(۲)۔ ختمِ نبوت پر حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ متواتر ہے، حدیث اَنَا تِلْکَ اللَّبِنَۃُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ بھی متواتر ہے، اوراس موضوع پر مجموعی طور پر تمام احادیث معناً متواتر ہیں، لہذا ان کا انکار کفر ہے۔

(۳)۔ ختمِ نبوت کے موضوع پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع قطعی ہے جو نہ صرف قولی بلکہ بذریعہ تلوار ثابت ہے لہذا اس کا انکار بھی کفر ہے۔مرزا کا ختمِ نبوت کا انکار کفر، خود نبوت کا دعویٰ کرنا کفر، محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرنا کفر۔

(۴)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھائے جانا قرآن کی نصِ صریح (واضح آیت) سے ثابت ہے اور نزولِ مسیح پر متواتر احادیث وارد ہیں اوراسی پر اجماع ہے۔حیاتِ مسیح و نزولِ جسمی کا انکار کر کے قادیانی کافر ہوئے۔حیاتِ مسیح کا انکار کفر، اپنی مسیحیت کا دعویٰ کفر، خود کو مسیح سے افضل کہنا کفر۔

الاشباہ والنظائر میں ہے: اِذَا لَمْ یَعْرِفْ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ لِاَنَّہٗ مِنَ الضَّرُوْرِیَّاتِ یعنی جس شخص نے یہ تسلیم نہ کیا کہ آپ ﷺ آخرالانبیاء ہیں وہ مسلمان نہیں اسلیے کہ یہ عقیدہ ضروریاتِ دین میں سے ہے (الاشباہ والنظائر کتاب السیر آخری سطر)۔یہی عبارت فتاوی عالمگیری میں بھی موجود ہے جسے ۳۶۰ علماء نے مل کر مرتب فرمایا ہے۔

خیالی میں ہے: اَلتَّاوِیْلُ فِی ضَرُوْرِیَّاتِ لَا یَدْفَعُ الْکُفْرَ وَ یَکْفُرُ الْمُتَاَوِّلُ فِیْھَا یعنی ضروریاتِ اسلام میں تاویل کرنے سے کفر ٹل نہیں جاتا، ایسی تاویل کرنے والا کافر ہو جاتا

Islam The World Religion

ہے (حاشیہ خیالی صفحہ ۱۱۳)۔

اس پر اجماع ہے کہ جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے وہ کافر ہے خواہ ساری زندگی قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتا رہے لَا خِلَافَ فِی کُفْرِ الْمُخَالِفِ فِی ضَرُوْرِیَّاتِ الْاِسْلَامِ مِنْ حُدُوْثِ الْعَالَمِ وَ حَشْرِ الْاَجْسَادِ وَ نَفِی الْعِلْمِ بِالْجُزْئِیَاتِ وَ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ الْمُوَاظِبِ طُوْلَ عُمْرِہٖ عَلَی الطَّاعَاتِ (شامی ۱/۴۱۴۔۴۱۵)۔

(۵)۔ کسی بھی نبی کی توہین کرنا کفر ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی نے سینکڑوں انبیاء اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی بار بار بے ادبی کی ہے۔ مرزا نے خود کو رحمۃ للعالمین بھی کہا، جبکہ رحمۃ للعالمین خاصہ ہے رحمۃ للعالمین ﷺ کا۔ کفر کی اس ایک قسم کے اندر بار بار کفر، بے شمار کفر۔

(۶)۔ مرزا نے اپنی فضولیات اور گالیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے قرآن کو گالیوں سے لبریز کہا، یہ قرآن کی بے ادبی ہوئی جو صریح (Clear Cut) کفر ہے۔

(۷)۔ مرزا کے عقائد، نظریات اور عبارات اگر درست مان لیے جائیں تو اس سے پوری امت کو کافر اور گمراہ ماننا پڑتا ہے، جو عین کفر ہے۔

(۸)۔ مرزا قادیانی نے جہاد کا انکار کیا ہے، جبکہ جہاد قرآن کی آیت کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ (یعنی تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے) سے ثابت ہے۔ یہ انکار بھی مرزا کا کفر ہوا۔

(۹)۔ مرزا نے ایسے الہامات کا دعویٰ کیا ہے جن میں اللہ کریم جل وعلا شانہٗ کی بے ادبی ہے۔ لہٰذا یہ بھی مرزا کا کفر ہوا۔

مرزا کی یہ کفریات بمع حوالہ جات آپ اس کتاب میں تفصیل سے پڑھ کر آ رہے ہیں۔ مرزا کو نبی ماننا کفر، اس کی پیروی کرنا کفر، اسے مسلمان سمجھنا کفر، اس کے کفر میں شک کرنا کفر۔

(۱۰)۔ مثل مشہور ہے کہ جو اپنے گاؤں میں جھڑُ ڈّو ہے وہ لاہور میں بھی جھرڈو ہے۔ مرزا قادیانی ایک نہایت منصوبہ ساز اور چالاک آدمی تھا۔ اس نے اپنی خرافات پر تائید حاصل کر کے بلّے بلّے بنانے کے لیے مصر میں رشید رضا مصری ایڈیٹر المنار کے پاس اپنی ایک کتاب اعجاز المسیح بھیج دی تاکہ مصری صاحب بے خبری کے عالم میں اس پر تقریظ لکھ دیں۔ لیکن مصری صاحب نے تقریظ لکھنے

کی بجائے مرزا کو کافر کہہ دیا۔اب یہ کہانی خود مرزا کی زبانی سنیے،لکھتا ہے:

میں نے المنار کے ایڈیٹر اور اسکے ساتھیوں کو اپنی کتاب اعجاز المسیح بھیجی۔اور غرض یہ تھی کہ اس پر مناسب اور حسب موقعہ تقریظ لکھیں۔اور میں نے شام اور روم اور حرمین کے علماء کو چھوڑ کر انہیں چنا کہ شاید انہیں کی وجہ سے میرے فکر اور غم دور ہو جائیں اور دُکھ درد کی آگ انہیں سے بجھ جائے اور یہی لوگ نیکی اور تقویٰ پر میرے مددگار ہو جائیں۔پھر جب صاحبِ منار کو میری کتاب پہنچی اور اسکے ساتھ اُسے کچھ خط استفسار کے لیے ملے۔اس نے اُس کلام کے پھلوں سے ایک پھل بھی نہ لیا۔اور اسکے عظیم الشان معارف میں سے کسی معرفت سے بھی نفع حاصل نہ کیا اور جیسے کہ اکثر باز حاسدوں کی عادت ہوا کرتی ہے قلم سے زخمی کرنے اور ایذا دینے کی طرف جھک پڑا اور تحقیر کرنے لگا۔اور ایذا دینے لگا اور اس تحقیر اور جوش دکھلانے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کی اور جیسے کہ بزگوں کی عادت ہے،کرم واکرام کی طرف رخ نہ کیا۔اور قصد کیا کہ عوام کی نگاہوں میں مجھے رنج پہنچائے اور بدنام کرے۔پس وہ بلند منار سے گرا اور اپنے آپ کو دکھوں میں ڈالا۔اور مجھے سنگریزوں کی طرح پاؤں کے نیچے روندا اور فتنوں کی آگ کو بجھ جانے کے بعد پھر بھڑکایا اور کہا جو کہا اور دانشمندوں کی طرح غور نہیں کی۔(الہدیٰ صفحہ نمبر ۸،روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۵۳)۔

ہندوستان کے علماء کو مرزا قادیانی سے اگر حسد تھا تو کیا مصر کے علماء نے بھی مرزا قادیانی سے زمین بانٹنا تھی؟ مرزا نے خود اپنی پسند کے عالم سے تقریظ مانگی تھی پھر سچی بات کہہ دینے میں اس کا کیا قصور؟

(۱۱)۔ اب ذرا مرزا قادیانی کا فتویٰ پوری امتِ مسلمہ کے خلاف بھی سن لیجیے! لکھتا ہے: اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے(انجام آتھم ،روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)۔

دوسری جگہ لکھتا ہے: ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے(حقیقۃ الوحی ،روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷)۔اس صفحہ سے آگے کئی صفحات

پر مرزا قادیانی نے اپنے طور پر تفصیلی دلائل دے کر واضح کرنے کی مکمل کوشش کی ہے کہ اسے نہ ماننے والے تمام لوگ خدا اور رسول کے منکر اور کافر ہیں۔

تیسری جگہ لکھتا ہے: تِلْکَ کُتُبٌ یَنْظُرُ اِلَیْهَا کُلُّ مُسْلِمٍ بِعَیْنِ الْمَحَبَّةِ وَالْمَوَدَّةِ وَ یَنْتَفِعُ مِنْ مَعَارِفِهَا وَ یَقْبَلُنِیْ وَ یُصَدِّقُ دَعْوَتِیْ ، اِلَّا ذُرِّیَّةُ الْبَغَایَا یعنی میری یہ کتابیں ہیں جنہیں ہر مسلمان محبت اور مودت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے ان کے جو کنجریوں کی اولاد ہیں (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۴۷، ۵۴۸)۔

قادیانیت کے خلاف اہلِ اسلام کی خدمات

(۱)۔ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔

(۲)۔ امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے قادیانی کے رد میں مندرجہ ذیل کتب تحریر فرمائیں:

(ا)۔جَزَآءُ اللّٰهِ عَدُوَّهٗ بِاِبَآئِهٖ خَتْمَ النُّبُوَّةِ (ب)۔اَلسُّوْءُ وَالْعِقَابُ عَلَی الْمَسِیْحِ الْکَذَّابِ (ج)۔اَلْمُبِیْنُ خَتْمَ النَّبِیّٖنَ (د)۔اَلْجُرَازُ الدَّیَّانِیُّ عَلَی الْمُرْتَدِّ الْقَادِیَانِیِّ (ہ)۔اَلدِّرَّةُ الدُّرَّانِیُّ عَلَی الْمُرْتَدِّ الْقَادِیَانِیْ (و)۔قَهْرُ الدَّیَّانِ عَلَی الْمُرْتَدِّ بِقَادِیَان

(۳)۔ مرزا کی طرف سے مناظرے کا چیلنج قبول کرتے ہوئے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ نے اسے للکارا اور اسکے خلاف دو کتابیں لکھیں: شمس الہدایہ اور سیفِ چشتیائی۔

(۴)۔ حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ہیں، انہوں نے انگریزی میں **The Mirror** لکھی۔

(۵)۔ پروفیسر مولانا محمد الیاس برنی علیہ الرحمہ نے ایک ضخیم کتاب لکھی جس کا نام ہے: قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ۔

Islam The World Religion

(۶)۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے مقیاس النبوۃ تین جلدوں میں لکھی۔ جوایک مکمل نصاب ہے۔

(۷)۔ ۱۹۵۲ء میں پاکستان کا وزیر خارجہ ظفراللہ خان قادیانی تھا۔ اس نے ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو جہانگیر پارک کراچی میں خطاب کرتے ہوئے کہا: اگر مرزا قادیانی کے وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے تو اسلام بھی باقی مذاہب کی طرح ایک خشک درخت کی مانند رہ جاتا ہے۔

ظفراللہ کا یہ بیان ۱۹۵۳ء کی مشہور تحریکِ ختمِ نبوت کا سبب بنا۔ مسلمانوں نے یہ مطالبات اٹھائے کہ (۱)۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ (۲)۔ ظفراللہ کو وزارتِ خارجہ کے عہدے سے ہٹایا جائے۔ (۳)۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ ۴)۔ ربوہ (آج کل چناب نگر) کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے۔

اس مشن کو کامیاب کرنے کے لیے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پہلے صدر حضرت علامہ مولانا محمد ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ بنے۔ سب سے پہلے آپ ہی کو جیل بھیجا گیا۔ آپ کے بیٹے حضرت مولانا سید خلیل احمد برکاتی اور حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی علیہما الرحمہ کو قادیانیت کے خلاف تحریک چلانے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی۔ دونوں کال کوٹھڑی میں موت کے منتظر رہے۔ مگر ۱۹۵۵ء میں رہا کر دیے گئے۔ اس تحریک میں تقریباً دس ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ایک لاکھ گرفتار ہوئے۔

(۸)۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء تفریحی دورے پر سوات اور مری جاتے ہوئے ربوہ سے گزرے تو ریلوے اسٹیشن پر قادیانی طالب علموں نے انہیں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اور اپنا لٹریچر تقسیم کیا۔ اس پر مسلمان طالب علموں نے مرزائیت مردہ باد اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ایک ہفتہ بعد جب یہی طالب علم دورے سے واپس آتے ہوئے ربوہ سے گزرے تو ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے ان پر تشدد کیا اور انہیں زخمی کر دیا۔ جس کے نتیجے میں پورے ملک میں ۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کھڑی ہوگئی۔

اس تحریک میں مسلمانوں کے اہم مطالبات یہ تھے۔ (۱)۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا

Islam The World Religion

ناصر کو گرفتار کر کے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔(۲)۔قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔(۳)۔ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۷افراد کے تائیدی دستخطوں کے ساتھ ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کیلئے بل پیش کیا۔سیکولر لوگوں نے اس سے جان چھڑانے کی کوشش کی۔قومی اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق احمد خان نے حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ نے یہ کیا مصیبت کھڑی کر دی ہے۔یہ پارلیمنٹ کی بحث تو نہیں ہے، یہ تو دارالعلوم یا دینی مدرسہ کی بحث ہے۔مولویوں نے فتویٰ دے دیا کہ فلاں کافر ہے تو بس ٹھیک ہے۔آپ اس مسئلہ کو اسمبلی میں کیوں لانا چاہتے ہیں۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے امام نورانی سے کہا: آپ نے میرے لیے خواہ مخواہ ایک مسئلہ کھڑا کر دیا ہے، ایک مصیبت بنادی ہے۔

واضح رہے کہ یہ بحث صرف وہی علماء کر سکتے تھے جو اُس وقت قومی اسمبلی کے ممبر تھے۔ اس وقت اسمبلی کے اراکین jup کے صدر حضرت علامہ شاہ احمد نورانی، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ تھے۔حضرت علامہ شاہ احمد نورانی، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب نے نہایت دلیرانہ گفتگو فرمائی۔۱۵اگست ۱۹۷۴ کو قومی اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی اور بالآخر ے ستمبر ۱۹۷۴ کو یہ بل قومی اسمبلی نے پاس کر دیا اور اسی روز تقریباً ۲ گھنٹے بعد سینٹ سے بھی پاس ہو گیا۔کل ۹۶ گھنٹے بحث ہوئی۔قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کا سرغنہ مرزا صدرالدین اپنا دفاع کرنے کے لیے موجود تھے۔اس فیصلے کے فوراً بعد ۵۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا (روز نامہ نوائے وقت 20 دسمبر 1974)۔

اسکی مکمل روئیداد ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے شائع ہو چکی ہے، جس کا نام ہے: **Last Stroke to Qadianiat** (قادیانیت پر آخری ضرب)۔

اس وقت مجلس عمل کے نائب صدر علامہ سید محمود احمد رضوی تھے۔ملتان میں غزالیِ دوراں

Islam The World Religion

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ اور حضرت علامہ مولانا حامد علی خان صاحب علیہ الرحمہ نے اس تحریک میں بڑا اہم کردار ادا فرمایا۔ حضرت غزالیٔ دوراں علیہ الرحمہ نے ختمِ نبوت کے نام سے ایک نہایت مختصر اور علمی و جامع رسالہ لکھا جو مقالاتِ کاظمی حصہ اول میں چھپا ہوا موجود ہے۔

(۹)۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی دامت برکاتہم نے ختمِ نبوت کے نام سے ایک منفرد رسالہ لکھا جو مقالاتِ سعیدی میں موجود ہے۔

(۱۰)۔ ترجمانِ اہلِ سنت کراچی اور ماہنامہ ضیائے حرم نے ختمِ نبوت نمبر شائع کیے جو قادیانیت کے موضوع پر گوناگوں معلومات سے لبریز تھے۔

(۱۱)۔ ۱۹۸۴ء میں جب اسلامی شعار استعمال کرنے سے قادیانیوں کو روکا گیا تو قادیانیوں کی کتاب ''اِک حرفِ ناصحانہ'' کا جواب صرف دو گھنٹوں میں فقیر راقم الحروف نے لکھ دیا جو اسلام آباد کی ختمِ نبوت کانفرنس میں کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ اس وقت اس موضوع پر واحد دستیاب پمفلٹ تھا جس کا نام تھا ''حفظِ ایمان''۔ فقیر اس وقت فوج میں تھا جس کی وجہ سے پمفلٹ پر اپنا نام بطور مصنف نہیں لکھ سکتا تھا۔ لہٰذا یہ پمفلٹ مصنف کے نام کے بغیر شائع ہوا۔

(۱۲)۔ حضرت علامہ خادم حسین صاحب رضوی دامت برکاتہم نے ختمِ نبوت کے موضوع پر ایک ماہانہ مجلّہ جاری کر رکھا ہے جس کا نام ''العاقب'' ہے۔ اہلِ اسلام کی طرف سے اس موضوع پر یہ ایک منفرد کاوش ہے۔

مرزا قادیانی مت بنو

جس طرح مرزا قادیانی نے اپنی مکمل تھیوری اور میتھالوجی گزشتہ کذابوں سے حاصل کی تھی اسی طرح اسی سلسلۂ گمراہی کے آگے مزید کذابوں تک منتقل ہونے اور رنگا رنگ مدعیان کے کھڑا ہونے کا اندیشہ ہے، لہٰذا ہم بغیر کسی آئندہ شخصیت کا نام لیے ان تمام سوراخوں کو بند کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں جن میں سے گمراہی کا کوئی سانپ برآمد ہوسکتا ہے۔ اس جہت سے اس کتاب کا نام ''الانتہا'' رکھنا درست ٹھہرا۔ فقیر نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ مناظرے اور مباحثے

Islam: The World Religion

قادیانیت اور پھر عیسائیت کے موضوع پر کیے ہیں۔اسی موضوع پر سب سے زیادہ تصانیف کی ہیں، جن میں الجواب الصحیح فی حیات المسیح، آئینۂ مرزائیت، حفظِ ایمان، شواہد الاسلام علی حیات عیسیٰ علیہ السلام، ضربِ خاتم، محاسبۂ قادیانیت اور ہیرا پھیری نہیں چلے گی جیسی کتب شامل ہیں۔اب اس موضوع پر اپنی آخری تصنیف کے طور پر یہ کتاب لکھنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے اور اس مناسبت سے بھی اس کا نام ''الانتہاء'' عین مناسب ہے۔محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بھی اس کتاب کا نام ''اَلْاِنْتِهَاءُ فِیْ اِثْبَاتِ کَوْنِ نَبِیِّنَا آخِرَ الْاَنْبِیَاءِ'' مناسب ترین نام ہے۔

(1)۔پچھلی صدی میں مرزا قادیانی اپنی دیگر کفریات کے ساتھ ساتھ مجدد ہونے کا بھی دعویٰ کرتا تھا، چنانچہ وہ لکھتا ہے: وَ اَیْمُ اللّٰہِ قَدْ کُنْتُ اُقِمْتُ مِنَ اللّٰہِ لِاُجَدِّدَ الدِّیْنَ بِاِذْنِہٖ وَ اَجْدَعَ اَنْفَ الْبَاطِلِ مِنْ مَادِنِہٖ یعنی اللہ کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑا کیا گیا ہے تاکہ میں دین کی تجدید کروں اور باطل کی ناک ہڈی سمیت کاٹ دوں (دافع الوسواس، روحانی خزائن جلد۵ صفحہ۷)۔

مزید سنیے! مرزا قادیانی خود کو اس امت کا مسیحا قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے: ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار ۱۰۰۰۰ بھی مثیل مسیح آ جائیں، ہاں اس زمانہ کے لیے میں مثیل مسیح ہوں (ازالہِ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۱۹۷)۔

ایک جگہ مرزا قادیانی خود کو خدا نما بھی لکھتا ہے: درحقیقت اس کے فضل و کرم سے ہماری مجلس خدا نما مجلس ہے (کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد۱۳ صفحہ۵۵)۔

انتباہ: مسلمان مبلغین پر یہ احتیاط لازم ہے اور سابقہ تجربات کی روشنی میں وقت اور مصلحت کا یہ تقاضا ہے کہ کوئی شخص مجدد ہونے یا مرض امت کا مسیحا ہونے کا دعویٰ نہ کرے، غالیانہ الفاظ سے اجتناب کرے اور اپنی قیادت کو خدا نما یا رسول نما قیادت نہ کہے۔یہی وہ نزلہ زکام کھانسی ہے جو بعد میں ٹی بی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔مجدد پر واجب نہیں کہ اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کرے بلکہ ایک صدی میں کئی مجدد بھی ہو سکتے ہیں۔

Islam The World Religion

(2)۔مرزا قادیانی اپنے خواب اور اپنے بارے میں علماء ومشائخ وقت کے روحانی اور کشفی بیانات اس طرح بیان کرتا ہے: میں نے خواب میں پنج تن پاک کی زیارت کی............ مجھے حسینی نسبت حاصل ہے............ مجھے علیؓ نے قرآن کی تفسیر دی اور فرمایا کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ تجھے تفسیر عطا کروں .... مجھ سے رسول اللہ ﷺ بغل گیر ہوئے (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۵۵۰)۔

اور بہتوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو ہم نے خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) حق پر ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ چنانچہ سندھ کے فلاں پیر صاحب نے اپنا کشف اپنے مریدوں میں شائع کیا اور دیگر صالح لوگوں نے بھی دو سو مرتبہ سے کچھ زیادہ مرتبہ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا الخ (اربعین نمبر۴، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۶۳)۔

انتباہ: مسلمان مبلغین پر لازم ہے کہ اپنے خواب، کشف، مراقبے اپنی ذات تک مخفی رکھیں۔ خواب آیا بھی کہ نہیں؟ خواب بیان کرنا چاہیے بھی کہ نہیں؟ خواب کی تعبیر صحیح کی گئی ہے کہ نہیں؟ لوگ آپ کے خواب سن کر مختلف ردِ عمل ظاہر کرنے میں حق بجانب تو نہیں؟ اصل قصور کس کا ہے؟

(3)۔مرزا قادیانی بین المذاہب ہم آہنگی کی علمبرداری کرتے ہوئے قرآن شریف کی آیت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ کو مختص الزمان والوقت قرار دیتا ہے (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۶، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶، مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۶۷) اور اتحاد بین المذاہب پیدا کرنے کے لیے تجویز دیتا ہے کہ چند سالوں کے لیے ہر فرقہ پر کسی کے خلاف بولنے پر پابندی لگا دی جائے (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۲۲، مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۷۸)۔

مزید لکھتا ہے: یہی حالات اکثر مولویوں کے ہیں۔انہوں نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے ایک حرف بھی نہیں پڑھا (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۲، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۲)۔

یہ بھی لکھتا ہے کہ: ہماری جماعت اول درجہ پُر امن اور صلح دوست اور خیر خواہِ سرکار انگریزی ہے (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۴۶۵)۔

یہاں تک لکھتا ہے کہ: اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات

Islam: The World Religion

کے اس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شرکت رکھتے ہیں۔یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔اسلیے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں۔اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں (پیغامِ صلح صفحہ۲، روحانی خزائن جلد۲۳ صفحہ۴۳۹)۔

بلکہ بہائی مذہب کی کتابوں میں بھی مندرجہ ذیل عنوانات قائم کرکر کے انہیں بہائی مذہب کی خوبیوں میں شمار کیا گیا ہے: وحدتِ رسل، وحدتِ ادیان، وحدتِ عالم انسانی، دین الفت واتحاد کا سبب، مساواتِ مرد وزن (آفتابِ تازہ صفحہ۱۷)۔

دوسری کتاب بہاء اللہ وعصر جدید میں بھی صفحہ۱۴۴ پر وحدتِ ادیان، صفحہ۱۹۰ پر طریق ِامن، صفحہ۲۴۹ پر وحدتِ انسانی کے عنوانات موجود ہیں۔

انتباہ: مبلغین اسلام کو دیکھ لینا چاہیے کہ: کہیں آپ بھی اتحاد بین المذاہب کے علمبردار تو نہیں اور آپ بھی مسلم مسیحی بھائی بھائی تو نہیں کہتے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ بھی مرزا قادیانی کی طرح امن کے پیامبر بنے ہوئے ہوں مگر آپ ہی کی وجہ سے ساری دنیا میں فساد پھیلا ہوا ہو؟

(4)۔مرزا قادیانی اجماع کی حجیت کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے: امام احمد فرماتے ہیں کہ جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے سچی اور کامل دستاویز قرآن اور حدیث ہی ہے باقی ہمہ ہیچ (اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد۸ صفحہ۲۹۵)۔

انتباہ: مبلغینِ اسلام پر لازم ہے کہ اجماع کے وجود یا اس کی حجیت کا ہرگز انکار نہ کریں، اجماع اور تواتر پر ہی دین کی بقاء کا دار و مدار ہے۔

(5)۔مرزا قادیانی اسلامی جہاد کو محض دفاعی جنگ قرار دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کی غرض کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت لکھتا ہے: خدا کے قانونِ حفاظت نے یہ چاہا کہ مظلوموں کو بالکل نابود ہونے سے بچالے۔سو جنھوں نے تلوار اٹھائی تھی انہیں کیساتھ تلوار کا مقابلہ

Islam The World Religion

ہوا۔غرض قتل کرنے والوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے بطور مدافعتِ شر کے وہ لڑائیاں تھیں (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد۱۰صفحہ۴۵۱)۔

انتباہ: مبلغین اسلام پر لازم ہے کہ: جہاد کا انکار نہ کریں، جہاد کو محض دفاعی جہاد قرار نہ دیں اور جہاد بالسیف کی تمام صورتوں کا اپنے اپنے محل میں اقرار کریں۔

(6)۔کچھ عرصہ سے پیش گوئیاں کرنے کا رواج چل نکلا ہے۔امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں، دجّال سر پر کھڑا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونے والا ہے، ایک بہت بڑی شخصیت سامنے آنے والی ہے، قیامت آنے میں اتنے سال رہ گئے ہیں، سن فلاں میں قیامت برپا ہوجائے گی وغیرہ۔

محمد علی باب سے کچھ عرصہ پہلے اس قسم کی باتیں کی گئیں تو باب نے ان باتوں کو اپنے اوپر فٹ کرلیا اور میدان میں آ گیا۔مرزا قادیانی سے پہلے بھی اس قسم کی فضول باتیں ہانک دی گئیں جو مرزا کو راستہ دینے کا سبب بنیں۔

انتباہ: اب بھی بعض ناعاقبت اندیش اور ماضی سے سبق حاصل نہ کرنے والے حضرات اس قسم کی خرافات الاپ رہے ہیں۔اَلآیَاتُ بَعْدَ الْمِأَتَیْنِ کی ایسی تشریح نہیں کرنی چاہیے جو مرزا قادیانی کو پسند آئے یا پھر آئندہ کسی نئے مرزا کو جنم دے۔

ہم ان چھچھوروں کی توجہ اس طرف دلاتے ہیں کہ قیامت کے آنے کی نشانیوں کے ساتھ ساتھ قیامت نہ آنے کی نشانیوں پر بھی نظر رکھیں۔مثلاً **لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُولُ اَللّٰہُ اَللّٰہ** (مسلم:۳۷۶)۔قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہے۔اس حدیث اور اس جیسی دیگر صحیح احادیث پر نظر رکھیں تو معلوم ہوگا کہ ابھی نہایت طویل عرصہ تک قیامت برپا ہونے کا کوئی امکان نہیں اور یہ لوگ اپنے منہ بند رکھیں۔

تمام اہلِ اسلام سے التماس

انکارِ ختمِ نبوت کا فتنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں اور پھر وصال شریف کے فوراً بعد کھڑا ہو گیا تھا اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تلوار کے ذریعے اس فتنے کو تہس نہس کر

دیا۔اس کے بعد آج تک امت میں کھڑے ہونے والے فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ یہی قادیانیت کا فتنہ ہے اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسی جذبے اور غیرت کے ساتھ اس فتنے کا نوٹس لیں اور تدراک کریں۔اس شعور کو بیدار کرنے کے لیے علمی اور اقدامی سطح پر ایک ہمہ گیر تحریک کی ضرورت ہے۔حتیٰ کہ محافلِ میلاد اور سیرت میں بھی اس موضوع پر روشنی ڈالنا اور مسلمانوں کو عقیدہِ ختمِ نبوت کی اہمیت سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

ثانیاً تمام کفار سے دوستی اور دلی رغبت قرآن وسنت کی روشنی میں سخت ممنوع ہے۔قرآن مجید میں کئی مقامات پر کفار سے دوستی رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

فرمایا:يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ یعنی اے ایمان والو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ(الممتحنۃ:۱)۔

اور فرمایا:لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ یعنی اے محبوب! آپ ایمان اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو نہیں پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی،خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا قریبی رشتہ دار،یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت فرمادیا ہے(المجادلۃ:۲۲)۔

اور فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَائَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنی اے ایمان والو!اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی ایمان کی بجائے کفر کو پسند کریں تو انہیں اپنے دوست مت بناؤ،تم میں سے جو بھی ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالموں میں سے ہوں گے(التوبہ:۲۳)۔

دوسری جگہ فرمایا:وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ یعنی تم میں سے جو شخص کافروں سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا(المائدہ:۵۱)۔

نیز فرمایا: وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

Islam The World Religion

مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ یعنی ظالموں کی طرف میلان بھی مت رکھو ورنہ تمہیں بھی آگ لگ جائے گی اور تمہارا اللہ کے مقابلے پر کوئی دوست نہیں ہوگا اور نہ ہی تمہاری مدد کی جائے گی (ہود:۱۱۳)۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان آیات پر عمل کیسے کیا اور منکرین ختم نبوت کے ساتھ کیا سلوک کیا اور صحابہ کرام نے کیسے ان کے خلاف تلوار اٹھائی اور انہیں کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ لہذا ضروری ہے کہ ہر قسم کے تکلف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان ظالموں سے قطع تعلق کیا جائے اور اپنے پڑوس محلے یا علاقے میں شادی بیاہ اور رسومات کے موقع پر ان سے کوئی میل جول نہ رکھا جائے۔ یاد رکھیے! آپ کی یہی نرمی آپ کی اولادوں کا ایمان تباہ کرسکتی ہے۔

مزید سنیے! ہم دعائے قنوت میں روزانا پڑھتے ہیں: وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اے اللہ ہم تیرے نافرمان کی دوستی اتار کے پھینک دیتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَّن يُّخَالِلُ یعنی آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے خوب غور کر لیا کرو تمہاری دوستی اور خلوت کس کے ساتھ ہے (ابو داود حدیث:۴۸۳۳، ترمذی حدیث: ۲۳۷۸).

عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّهُمَا قَالَا لَا تُجَالِسُوْا اَصْحَابَ الْاَهْوَآءِ وَلَا تُجَادِلُوْهُمْ وَلَا تَسْمَعُوْا مِنْهُمْ یعنی حضرت سیدنا حسن بصری اور امام محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہما دونوں نے فرمایا: بدمذہبوں کے پاس مت بیٹھو، ان سے بحث بھی نہ کرو اور ان کی بات بھی نہ سنو (سنن دارمی حدیث:۴۰۵)۔

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْاَهْوَآءِ وَلَا تُجَادِلُوْهُمْ فَاِنِّيْ لَا آمَنُ اَن يَّغْمِسُوْكُمْ فِيْ ضَلَالَتِهِمْ اَوْ يَلْبِسُوْا عَلَيْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ یعنی بدمذہبوں کے پاس مت بیٹھو، اور ان سے بحث نہ کرو، مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ لوگ تمہیں اپنی گمراہی میں نہ ڈبو دیں، یا تمہارے اپنے یقین کو ہی نہ متزلزل کردیں (سنن دارمی حدیث:۳۹۵)۔

ثالثاً قادیانیوں کی مصنوعات اور ایجادات کا بائیکاٹ بھی ضروری ہے۔ آپ کا یہی پیسہ قادیانی لٹریچر کی تقسیم اور تبلیغی سرگرمیوں پر خرچ ہوتا ہے۔

رابعاً قادیانیوں سے نکاح ان کے پیچھے نماز اوران کی نمازِ جنازہ پڑھنا کفر ہے۔قادیانی مذہب کا باقاعدہ نام لے کرقرآن وسنت میں ان کی مخالفت کا مطالبہ کرنا بے وقوفی ہے ۔ ہرطرح کے بدعتی اور جبریہ اورقدریہ وغیرہ کے بارے میں احادیث میں تصریح موجود ہے کہ ان سے نکاح اوران کا جنازہ وغیرہ منع ہے۔قدریہ کے بارے میں فرمایا: اَلْقَدْرِيَةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ، اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ ، وَ اِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ یعنی قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں،اگر یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر یہ مر جائیں تو ان کی جنازہ نہ پڑھو(ابوداوٗد حدیث : ۴۶۹۱)۔مفہوماً یہی بات ابوداوٗد شریف حدیث نمبر ۴۶۹۲ میں بھی ہے۔ابنِ ماجہ شریف میں اسی حدیث پر ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے: وَ اِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ یعنی جب ان سے ملو تو انہیں سلام نہ کہو(ابنِ ماجہ حدیث : ۹۲)۔

ہر بدعتی کے بارے میں فرمایا: مَنْ وَّقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ یعنی جس نے کسی بدعتی کا احترام کیا اس نے اسلام کو گرادینے میں مدد کی (شعب الایمان للبیہقی حدیث : ۹۴۶۴، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث : ۶۷۷۲)۔

بدعت کا دائرہ عملی بدعت سے شروع ہوتا ہے اور اعتقادی بدعت کی تمام اقسام جبریہ، قدریہ، معتزلہ، خوارج ، روافض ، حتی کہ مرتدین قادیانیوں تک وسیع ہے ۔تمام باطل فرقوں میں بدعت قدرِ مشترک ہے، لہٰذا ایک کا حکم دوسرے کے لیے بھی ہے(شامی ۱/ ۴۱۵)۔

جب ہمیں قاعدہ کلیہ مل گیا تو پھر اسکی روشنی میں منکرینِ ختمِ نبوت جیسے قطعی اور متفقہ طور پر قرار دیے گئے کفار کے بارے میں کیا شک رہا جن کا کفر ہر بدعتی سے بدتر اور جن کا ارتداد ہر مرتد سے عجیب تر اور جن کا فساد ہر مفسد کے فساد سے بڑھ کر گھناؤنا اور خطرناک ہے؟

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

☆......☆......☆

Islam The World Religion

Islam The World Religion

Islam The World Religion

Islam The World Religion

Islam The World Religion

Islam The World Religion

Islam The World Religion